خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

نور محمد ناشران و تاجران کتب
(گورونانک پورہ) منڈی فاروق آباد (شیخوپورہ)

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ

۹۹	ھج	۱۳

تاریخی نام

بَدنِ خیر البشر

۹۹	ھج	۱۳

بَدُنِ خَیْرُ الْبَشَرْ اَزْ اَحَادِیثِ بے بَدَل

۷۹	ء	۱۹

حضرت مولانا الشاہ محمد اوّل رضوی اجملی سنبھلی

نور محمد ناشران و تاجران کتب فاروق آباد (شیخوپورہ)

نام کتاب ———— خیر البشر

تاریخی نام ———— بدن خیر البشر

بار اوّل ———— ۱۹۸۱ء تعداد (ایک ہزار)

بار دوم ———— ۱۹۸۴ء (تعداد گیارہ سو)

ناشر ———— صوفی نور محمد نقشبندی قادری
کوٹ لکھپت لاہور

مطبع ———— طفیل آرٹ پرنٹرز لاہور

قیمت ———— 26/= روپے

ملنے کے پتے

1۔ نور محمد ناشران و تاجران کتب یاقت آباد ٹاؤن کوٹ لکھپت لاہور
2۔ رضوی کتب خانہ اُردو بازار لاہور
3۔ حافظ احمد بخش ناظم ادارہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
۴۔ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
5۔ مدرسہ حیات القرآن شاہ عالم مارکیٹ لاہور
۶۔ بابا کتاباں والا منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

فہرست مُبارک

دیباچہ

اس کوچہ عالمِ کُن فیکوُن کی تمام رونقیں اس بشرِ رہبرِ دو عالم ہادیِ طریق کے وجودِ پاک کی بدولت ہیں جن کے متعلق خود حکیم کائنات کا یہ ارشاد ہے کہ اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو یہ کائنات ہی معرضِ تخلیق میں نہ آتی گویا اس بدنِ خیر البشر حکیمِ غم گسار اور رُوحِ قدسیِ اعظم کی ذاتِ اقدس ہی صاحبِ تخلیقِ کائنات ہے۔

حضرت آدم کا سارا عز و شرف بھی آپ ہی کے نورِ مبین کا مرہونِ منت ہے۔ ابلیس لعین بارگاہِ الٰہی سے محض اس لیے نکالا گیا تھا کہ اس نے آدمِ خاکی کو سجدہ کرنے سے انکار کر کے تکبر و تفاخر کا اظہار کر کے حکم خداوندی کی نافرمانی کی تھی بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ اس آدمِ خاکی کی پیشانی میں اس ذاتِ اقدس کا نورِ مبین چمک رہا تھا جو اس پوری کائنات پر سرفرازیِ بشر کبک رواں بلکہ مہ افروز نوید فتحِ بشر بن کر آیا تھا۔ بلاشبہ وہ نور پیشوائے بشرِ کل یوم ہو فی شان کی بھرپور غمازی کر رہا تھا اس بشرِ فیضِ ابد کی شان میں گستاخی بارگاہِ ایزدی میں ناقابلِ برداشت تھی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پوری نوعِ انسانی کے لیے اس وقت لاتقنطوا من رحمۃ اللہ کی بشارتِ جانفزا لے کر آئے جب انسانیت راہ گم کردہ تھی اور قعرِ مذلت میں گری ہوئی تھی اوصافِ شفیعِ روزِ محشر کا کیا کہنا کہ اس ذاتِ والا صفات نے نہ صرف دم توڑتی ہوئی انسانیت کو رشد و ہدایت کی راہ دکھائی بلکہ اپنے اوصافِ جلیلہ اور اخلاقِ حمیدہ اپنے آپ کو ایسا مخزنِ افتخار اور مرغوبِ خلق ثابت کیا کہ وہ ان لوگوں کی چاہت، محبت اور خلوص و ایثار کا مرکز و محور بن گئی جو صدیوں سے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے چلے آ رہے تھے۔ بلاشبہ ان کی ذات

برتر مخلوقات ہے اور ابد تک رہے گی۔ وہ ایسے سخن سنج فرخندہ اطوار تھے کہ ان کی گفتگو کے سامنے فرشتوں کی گفتگو ہیچ، ان کی فصاحت و بلاغت کے سامنے بڑے بڑے لسان العرب پانی بھرتے تھے۔ وہ اپنے اخلاقِ کریمانہ کی بدولت بشر بے نظیر نوازندہ آفاق ہیں۔ قدرت نے انھیں بلند اخلاقی کی ایسی خلعت جہانگیری سے نوازا ہے جس کی مثال ازل سے لے کر ابد تک ناپید رہے گی۔ اوصافِ جمیلہ کی یہ خلقت مرصع صرف اس بدنِ خیر البشر پر ہی جچتی ہے جو لطف غفر اور قوائم الخیرات کا بے مثال پیکر ہے۔ ان کی ذات رزم ہو یا بزم فیاض رعیت پرور غفار و نیک خواہ ہی ہے۔ ان کی ذاتِ قرآنِ ناطق، ان کا اخلاق پیکرِ قرآن ٹھہرا۔ یہ بات صرف انھی پر صادق آتی ہے:

ہادیٔ حق بلغ العلیٰ بکمالہ — گلشنِ عشق کشف الدجیٰ بجمالہ

جو گئے جود حسنت جمیع خصالہ — رضوان دمید صلوٰ علیہ و آلہ

ہر مسلمان کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ وہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفات کا تذکرہ کر کے اپنے ایمان کو تازہ کرے حالانکہ آپ کی ذاتِ اقدس اس بات کی محتاج نہیں کہ ہم ایسے گنہگار اور سیہ کار ان کی شان میں اپنی زبان وا کریں کیونکہ قرآن حکیم کا ایک ایک حرف ان کی شان میں رطب اللسان ہے لیکن ہم اسے اپنے لیے سرمایۂ ایمان سمجھتے ہیں کیونکہ آپ کی شان میں کچھ کہہ کر کچھ لکھ کر ہم اپنے لیے مغفرت کا سامان پیدا کرتے ہیں گویا یہ بھی ہم پر آپ کا احسان عظیم ہے کہ آپ کی ذات قیامت تک ہر اُمتی کے لیے فیض و احسان کا منبع بنی رہیگی۔

حضرت قبلہ محمد اوّل شاہ صاحب نے بھی عشقِ رسول اور حرارتِ ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک انوکھے موضوع پر قلم اُٹھایا ہے۔ کتب روایات، احادیث اور

قرآن حکیم آپ کے معجزات سے پُر ہیں۔ ویسے تو آپ کی ذات سراپا معجزہ ہے کہیں قارئین کے ایمان کو تر و تازہ اور عشقِ رسول کو نوید جانفزا بنانے کے لیے شاہ صاحب نے جس تنوع سے کام لیا ہے وہ آج تک شاید کسی مصنف سے بن نہیں پڑا۔ شاہ صاحب نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے مختلف اعضاء سے متعلق معجزوں کو یکجا کر کے اس بے نظیر کتاب کی تدوین کا مرحلہ طے کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام حبِ رسول اور عشقِ رسول کے ساتھ ساتھ وسیع مطالعہ کا بھی تقاضا کرتا ہے کہ۔۔۔

محاسنِ محبوباں ساقیِ حوضِ کوثر کو اس انداز میں پیش کرنے کی سعادت شاید آج
٧٩ ۱۹
تک کسی کو حاصل نہیں ہوئی موردِ الطافِ الٰہ نبی آخر الزمان کے متعلق
۹۹ ۱۳
یہ تصنیف یقیناً ایک نئے اور انوکھے انداز کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے جس طرح آپ کی ذات سرِ آدم بشرِ بے نظیر کا درجہ رکھتی ہے۔ اس طرح
٧٩ ۱۹
آپ کے معجزات بھی دیگر تمام اشیاء سے زیادہ اور حیران کن ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبلہ حضرت محمد اول شاہ صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ نے عاشقانِ رسول کے لیے عشق و محبت کا ایک انوکھا خزانہ فراہم کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ آپ کی اس بے نظیر کاوش کو ان کی دینی اور دنیوی فلاح و کامرانی اور آخرت میں بخشش کا سبب بنا دے۔ آمین ثم آمین

دیباچے کے تمام تاریخی مادّے قبلہ شاہ صاحب کی کاوش کا نتیجہ ہیں۔ جنھیں اس گناہ گار نے دیباچے کی عبارت میں سمو دیا ہے۔

محمد طفیل ایم۔اے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاہنشہِ ارض و سما بلغ العلیٰ بکمالہٖ

وصفِ رخ او والضحیٰ کشف الدجیٰ بجمالہٖ

قرآں باخلاقش گواہ حسنت جمیع خصالہٖ

صدقا یقینا راسخا صلوا علیہ و آلہٖ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا صاحبَ الجمال و یا سیّدَ البشر ﷺ

مِن وجہکَ المنیر لقد نوّر القمر

لا یمکن الثناءُ کما کان حقّہٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

۱۳۸۶

قبل ولادت

ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا

شرق انوار قدرت پہ نوری درود
فتق ازہار قربت پہ لاکھوں سلام

خلق کے داد رس سب کے فریاد رس
کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام

مواہب لدنیہ میں مروی ہے کہ جب یمن کا بادشاہ ابرہہ خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے ناپاک ارادے سے مکہ معظمہ کے قریب پہنچا یہ خبر اور اس کا ارادہ جب قریش کو معلوم ہوا تو قریش حضرت عبد المطلب کے پاس آئے اور سب نے حضرت عبد المطلب سے عرض کیا کہ ابرہہ خانہ کعبہ کو شہید کرنا چاہتا ہے حضرت عبد المطلب نے فرمایا اس کے ارادہ کا علم ہو چکا ہے مگر وہ ایسا نہیں کر سکتا یہ اللہ پاک کا گھر ہے اللہ تعالیٰ اس کا خود محافظ ہے۔ ابرہہ کے فوجیوں نے قریش کے جانور پکڑ لیے ان میں حضرت عبد المطلب کے بھی چار سو اُونٹ تھے۔ اس خبر کو سُن کر حضرت عبد المطلب قریش اور سرداران قریش کے ہمراہ کوہِ ثبیر پر تشریف لے گئے اُس وقت حضرت عبد المطلب کی پیشانی پر نُورِ محمّدی صلی اللہ علیہ وسلم مثل چاند چمکنے لگا اور اس کی شعاع خانہ کعبہ پر پڑی عبد المطلب نے اس نور پاک کو دیکھ کر قریش سے فرمایا۔ واپس مکّہ چلو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہ نُور جو میری پیشانی پر مثل چاند چمک رہا ہے تمہاری اور خانہ کعبہ کی حفاظت

کر گیا اور ہماری فتح یقینی ہے۔ قریش مکّہ واپس آگئے۔ ابرہہ کا سفیر مکّہ معظمہ آیا تاکہ سردارِ مکّہ حضرت عبدالمطلب سے گفتگو کرے آپ کے چہرہ پاک کو دیکھ کر دم بخود ہو کر جھکا اور بیہوش ہو کر گر گیا۔ اس حالت میں اُس کے گلے سے ذبح شدہ بیل کی سی آواز نکلنے لگی جب ہوش میں آیا تو عبدالمطلب کے قدموں میں سربسجود ہو کر بولا میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ قریش کے سردار ہیں۔ قریش نے یہ منظر دیکھ کر حضرت عبدالمطلب سے گزارش کی کہ آپ بذاتِ خود ابرہہ کے پاس تشریف لے جائیے۔ آپ ابرہہ کے پاس گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ راستہ میں سفید ہاتھی نے آپ کے چہرہ پاک پر اس نُورِ مبارک کو دیکھ کر بزبانِ فصیح اللہ پاک کی قدرت سے بولا اے عبدالمطلب جو نُور آپ کی پیشانی میں ہے اس کو سلام کرتا ہوں۔ وہ ہاتھی جب حدودِ حرم میں داخل ہُوا تو سربسجود ہو گیا اس کو اُٹھانے کی بہت کوشش کی مگر وہ اُٹھ نہ سکا۔

حضرت عبدالمطلب جب ابرہہ کے پاس پہنچے اُس نے کھڑے ہو کر آپ کا استقبال اور عزت افزائی کی اور آنے کا سبب معلوم کیا۔ آپ نے فرمایا تیرے لشکری میرے اُونٹ ہانک لائے ہیں ان کو واپس کر دے اُس نے کہا آپ صرف اس کام کے لیے آئے ہیں آپ اگر یہ فرماتے میں آپ کے کعبہ کو منہدم نہ کروں تو آپ کی یہ بات بھی مان لیتا اور واپس چلا جاتا۔ حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا کعبہ میرا گھر نہیں ہے وہ جس کا گھر ہے وہی اُس کی حفاظت کرے گا میں اُونٹوں کا مالک ہوں مجھے ان کی فکر ہے وہ واپس کر دے۔ ابرہہ نے اُونٹ اور دوسرے جانور واپس کرنے کا حکم دے دیا۔ آپ تمام جانوروں کو لے کر واپس مکّہ مکرمہ تشریف لے آئے۔

اس کے بعد ابرہہ نے خانہ کعبہ پر حملہ کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ابابیل کا لشکر بھیج کر ابرہہ کے لشکر کو چباتے ہوئے بھوسہ کی طرح ریزہ ریزہ کر دیا۔

فائدہ۔ یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے ۵۵ روز پہلے کا ہے۔

مواہب لدنیہ نے کعب احبار سے روایت کیا ہے حضرت عبد المطلب شروع جوانی میں ایک دن سو کر اُٹھے تو ان کی آنکھوں میں سُرمہ اور بالوں میں چمک اور چہرہ پر کشش اور جسم سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ یہ سب کچھ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی وجہ سے تھا جو اُن کی پیشانی پر چمکنے لگا تھا۔ لوگ اُن کو دیکھ کر متحیر ہوتے تھے ان کو ایک کاہنہ کے پاس لے گئے اور واقعہ بیان کیا کاہنہ نے جواب دیا ان کی شادی کردو۔

جب کبھی قحط سالی ہوتی تو قریش حضرت عبد المطلب کو کوہِ ثبیر پر لے جاتے ان کے توسّط سے اللہ پاک سے بارش کی دُعا کرتے عبد المطلب اس نور کا واسطہ بارگاہِ خداوندی میں پیش کرتے۔ حضور کے نور کی برکت سے بارش ہوتی جو ان کی پیشانی میں درخشاں تھا شادی کے بعد وہ خود ان کی زوجہ جدۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منتقل ہو گیا اور حضرت عبد اللہ والد حضور پُرنور پیدا ہوئے تو وہ نور حضرت عبد اللہ کی پیشانی میں چمک رہا تھا۔

مواہب لدنیہ میں حضرت کعب احبار سے مروی ہے کہ جب حضرت عبد اللہ کا نکاح حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ہو گیا تو اُسی رات وہ نور جو حضرت عبد اللہ کی پیشانی میں تھا حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منتقل ہُوا اُس رات زمین و آسمان اور اکنافِ عالم میں اعلان کیا گیا مبارک ہو اے ساکنانِ زمین و آسمان جو نور مبارک پاک صلبوں رحموں میں ودیعت چلا آرہا تھا وہ آج رحمِ مادر میں تشریف لے آیا ہے اور ظاہر ہو کر تمام موجودات کو شرف بخشے گا۔ اس رات دنیا کے تمام بُت منہ کے بل اوندھے گر گئے۔ یک زمانہ سے قریش قحط سالی میں مبتلا تھے۔ اس مبارک رات کے بعد قحط سالی ختم ہو گئی۔ زمین سرسبز و شاداب ہونے لگی درخت بار آور ہو گئے اس سال کا نام عام الفتح والسرور رکھا۔ (خوشی و مسرت کا سال) (انوارِ محمدیہ)

امام احمد اور بزار اور طبرانی حاکم اور بیہقی نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ پاک کا بندہ (عبد دیگر عبدہٗ شیٔ دگر) اور خاتم النبیین ہوں (آخری نبی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا) میں اُس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا بنانے کے لیے خمیر تیار کیا گیا تم اُس وقت کے واقعات مجھ سے معلوم کر سکتے ہو۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ کے خواب کی تعبیر ہوں۔ جیسے تمام انبیاء کی والدہ انبیاء کی ولادت سے قبل دیکھا کرتی تھیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی ولادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محل نظر آئے۔ اس کو حافظ ابن حجر نے روایت کیا ہے ابن حبان اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔

(انوارِ محمدیہ، مواہب لدنیہ)

مواہب لدنیہ میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے جس رات آپ کا نورِ پاک آپ کی والدہ ماجدہ کی طرف منتقل ہُوا اُس رات چوپائے انسانوں کی طرح گویا ہو کر بولے خدا کی قسم آج کی رات ہادی برحق امام الانبیاء سراج الدنیا والآخرہ رحمِ مادر میں قیام پذیر ہو گئے ہیں مبارک ہو اسی رات بادشاہوں کے تخت اوندھے ہو گئے۔ مشرق و مغرب، خشکی و تری کے جانوروں نے بشارت و مبارک دی آپ کے قیام صلب کے زمانہ میں ہر ماہ ایک منادی کی آواز سُنی جاتی تھی اے ساکنانِ زمین و آسمان تم کو بشارت ہو ایک ایسے رحمت مجسم کی جو تمام عالم کے لیے برکت و رحمت ہیں وہ تم میں آنے والے ہیں۔ ابنِ عباس فرماتے ہیں جس رات آپ کی ولادت ہوئی وہ رات نور ہی نور تھی۔ تمام دنیا منور ہو گئی تھی اور ہر طرف انوارِ الٰہی کی بارش ہو رہی تھی۔ (انوارِ محمدیہ)

بوقتِ ولادت

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نُور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغ طیبہ میں سُہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے درود
یادگاری اُمت پہ لاکھوں سلام

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اُس خدا بھاتی صُورت پہ لاکھوں سلام

ابن سعد نے ہمام بن یحییٰ سے اُنھوں نے اسحاق بن عبداللہ سے اُنھوں نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیر کے دن صبح صادق کے وقت ولادت باسعادت ہوئی۔ جب آپ پیدا ہوئے تو مجھ سے ایک نُور ظاہر ہُوا جس سے ملک شام کے محل اور اکنافِ عالم منور ہو گئے آپ صاف ستھرے پیدا ہوئے۔ آپ پر آلائش وغیرہ جو دوسروں پر بوقتِ ولادت ہوتا ہے کچھ نہ تھا۔

سیرت نبویہ میں ہے جب آپ رحمِ مادر میں تشریف لائے تو بُت سرنگوں ہو گئے تھے اور جب اس ظلمت کدہ عالم میں رونق افروز ہوئے تب بھی تمام جہان کے بُت اوندھے منہ کے بل گر پڑے تھے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین)

حضرت عبدالمطلب سے مروی ہے کہ میں خانہ کعبہ میں تھا کہ اچانک تمام بُت منہ کے بل سجدہ میں گر گئے اور کعبہ سے آواز آئی مصطفیٰ اور مختار پیدا ہو گئے جن کے دستِ مبارک سے کفر و کفار ہلاک ہوں گے۔ اور خانہ کعبہ کو بتوں کی

پرستش سے پاک کریں گے اور مالک و علیم و معبود حقیقی کی عبادت کا حکم فرمائیں گے۔
ایک روایت میں ہے کہ چند آدمی قریش سے ورقہ بن نوفل اور زید بن عمر بن نوفل اور عبداللہ بن جحش وغیرہ حضور کی ولادت باسعادت کی رات کو کعبہ میں ایک بت کے پاس اس کی پرستش (پوجا) کے لیے آئے تو دیکھا وہ بت اُوندھے منہ پڑا ہے۔ یہ ان کو بہت ناگوار گزرا اُنھوں نے اس بت کو سیدھا کھڑا کر دیا۔ بت دوبارہ زمین پر منہ کے بل گر گیا۔ اُنھوں نے اس کو پھر کھڑا کر دیا۔ وہ بت تیسری بار پھر زمین پر منہ کے بل گر گیا۔ یہ دیکھ کر وہ بہت متعجب ہوئے۔ ایک آدمی نے بت کو مخاطب کر کے شعر پڑھے اور آپس میں بولے آج ضرور کوئی ایسی بات ہے جس کا اس بت پر بہت اثر ہے۔ وہ سب اس واقعہ سے فکرمند تھے کہ بت کے اندر سے آواز آئی۔ ہم ہلاک ہو گئے اس بچے کے اس دنیا میں آنے کی وجہ سے اس کا نور مشرق و مغرب کو منور کر دے گا۔ وہ یہ سن کر بہت متعجب ہوئے۔ آپ کی شبِ ولادت سے تین دن تک کعبہ وجد کرتا محسوس ہوتا تھا۔ قریش نے آپ کی ولادت کا یہ پہلا اعجاز دیکھا۔
اس رات ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گرے اور آتش کدہ فارس (ایران) ایک دم سرد ہو گیا جو ایک ہزار سال سے روشن تھا اس رات مکّہ میں کعبہ کے تمام بت سرنگوں ہو کر زمین بوس ہو گئے۔ بحر ساوہ خشک ہو گیا اور ساوہ جاری ہو گیا۔

نام مُبارک

رضا پل سے اب وجد کرتے گزرتے | کہ ہے رَبِّ سَلِّم صدائے محمد
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام | شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور پرُ نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے تین ماہ قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ مجھ سے کہتا ہے کہ اے آمنہ تیرے رحم (پیٹ) میں جو بچہ ہے وہ تمام عالم کا سردار ہے جب وہ پیدا ہو تو ان کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا۔ آپ کی جب ولادت ہوئی تو عالمِ غیب سے ایک منادی کی ندا آواز سُنی کوئی کہتا ہے اس مولود (پیدا ہونے والے بچہ) کو مشرق و مغرب میں گھماؤ تا کہ بحر و بر (دریا و خشکی) کی تمام چیزیں ان کو اور ان کے نام کو جان لیں اور ان کو پہچان لیں۔
(حجۃ اللہ علی العالمین)

حاکم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ آدم علیہ السلام سے جب لغزش سرزد ہو گئی تو انھوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک نام کا وسیلہ بارگاہِ رب العالمین میں پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے ان کو کیسے جانا ابھی تو میں نے ان کو پیدا نہیں کیا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے رب العالمین جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور میرے جسم میں رُوح پھونکی تو میں نے سر اُٹھا کر دیکھا ساق عرش (پایہ) پر تیرے نام کے ساتھ نام محمد لکھا دیکھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں نے سمجھ لیا یہ ہستی تجھ کو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہے اسی لیے ان کا نام پاک اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے اس لیے میں نے ان کا وسیلہ پیش کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے میرے محبوب کا وسیلہ پیش کیا ہے۔ میں نے تمہاری لغزش معاف کر دی۔ اگر محمد کو پیدا نہ کرتا تو میں تم کو اور کسی کو پیدا نہ کرتا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سب سے آخری نبی ہیں۔ عبدالمطلب سے لوگوں نے معلوم کیا آپ نے اپنے بچہ کا نام محمد کیوں رکھا ہے یہ نام آج تک قریش میں کسی نے نہیں رکھا۔ عبدالمطلب نے جواب دیا میں نے یہ نام اس لیے رکھا ہے تا کہ اس بچہ کی تعریف تمام عالم میں عام ہو سب اس کی تعریف کریں۔

ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ میدان محشر میں دو آدمیوں کو جنت میں داخل کرنے کا حکم فرمائے گا وہ عرض کریں گے اے اللہ پاک ہمارا عمل تو جنت کے قابل نہ تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے اپنے اُوپر یہ لازم کر لیا ہے کہ جس کا نام محمدؐ یا احمد ہے بشرط ایمان اس کو دوزخ میں نہیں بھیجوں گا۔ کیونکہ یہ میرے حبیب کے اسمِ گرامی ہیں۔
(انوارِ محمدیہ۔ مواہب لدنیہ)

حافظ ابو نعیم نے نبیط بن شریط سے روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ رب العزت جلّ و علا عم نوالہٗ نے فرمایا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم جس کا نام تیرے نام (محمد) پر ہوگا اس کو دوزخ کا عذاب نہیں دوں گا۔ (بد عقیدہ کو اس سے فائدہ نہیں ہو سکتا) (دلائل النبوۃ)

دیلمی نے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا ہے جس دستر خوان پر کوئی آدمی احمد یا محمد نام کا ہو تو اللہ تعالیٰ اس دستر خوان پر برکت نازل کرتا ہے اور اس مقام پر ہر دن میں دو مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے۔

ابن سعد نے حضرت عثمان بن عمر سے روایت کیا تمہارے گھر میں ایک دو تین جتنے نفر ہوں سب کا نام محمدؐ ہونا برکت کا سبب ہے۔

مسند حارث بن ابی اسامہ سے مروی ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے تین لڑکے ہوں اس نے ان میں سے کسی ایک کا نام محمدؐ نہ رکھا تو اس نے جہالت کی۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اہلِ مکّہ سے سُنا وہ کہتے تھے جس گھر میں کسی کا نام محمدؐ ہو تو اس گھر میں اور اس کے قرب و جوار کے رزق میں برکت ہوتی ہے۔

دار قطنی نے مؤتلف میں حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے اہل کو ایک ایک دعا ایسی تعلیم فرمائی تھی جس کو اللہ پاک نے قبول فرمایا لیکن ہمارے جدِ امجد حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے واسطے دو دعائیں تعلیم فرمائیں۔ ایک مصائب دفع کرنے کے واسطے یَا دَائِمًا لَمْ یَزَلْ یَا اِلٰھِیْ وَاِلٰہَ اٰبَائِیْ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ (ترجمہ) "اے ہمیشہ رہنے والے میرے اور میرے باپ دادا کے خدا اے زندہ اے قائم"۔ دوسری قضاءِ حاجت کے لیے یَا مَنْ یَکْفِیْ مِنْ شَیْءٍ وَلَا یَکْفِیْ مِنْہُ شَیْءٌ یَا اَللّٰہُ یَا رَبَّ مُحَمَّدٍ اِقْضِ عَنِّیْ۔ (ترجمہ) "تو تمام معاملات میں کفایت پورا کرتا ہے تیرے سوا کوئی کفایت نہیں کرسکتا اے اللہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب تو میری حاجت پوری فرما"۔

حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں وہب سے روایت کیا بنی اسرائیل میں ایک آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں دو سو سال سے نافرمانی کر رہا تھا اس کا انتقال ہو گیا لوگوں نے اس کی لاش کو گھورے (روڑی) پر ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی اے موسیٰ ہمارا ایک بندہ گھورے پر پڑا ہوا ہے اس کو وہاں سے اٹھاؤ اس کو غسل دو نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کر دو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے ربّ کریم جلّ وعلا عم نوالہ آج ایک گنہگار بندہ مرا ہے جو دو سو سال سے فسق و فجور میں زندگی گزار رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ درست ہے مگر وہ جب توریت تلاوت کرتا اس میں میرے محبوب کا نام نامی اسم گرامی محمّد صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتا تو اس کو بوسہ (چومتا) دیتا، آنکھوں سے لگاتا مجھ کو اس کی یہ ادا پسند آئی میں نے اُس کے گناہ معاف کر دیئے اور ستر حوروں سے اس کا نکاح کر دیا ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین۔ قصائص کبریٰ)

مہدِ مُبارک

چاند جھک جاتا جدھر اُنگلی اُٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نُور کا

زرعِ شاداب و ہر ضرع پر شیر سے
برکاتِ رضاعت پہ لاکھوں سلام

بھائیوں کے لیے ترکِ پستاں کریں
دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

مہدوالا کی قسمت پہ صد ہا درود
برجِ ماہِ رسالت پہ لاکھوں سلام

کتبِ سیر و تاریخ میں لکھا ہے کہ اہلِ عرب کا دستور تھا ان کے یہاں جب لڑکا پیدا ہوتا تو اس کو دودھ پلانے کے لیے کسی دایہ کے سپرد کرتے تاکہ وہ بچّہ فصیح و بلیغ ہو (قبیلہ بنی سعد (طائف) کی آب و ہوا عمدہ اور فصاحت و بلاغت اعلیٰ تھی۔ جو بچّے یہاں پرورش پاتے وہ بڑے فصیح و بلیغ ہوتے) قبیلہ بنی سعد کی عورتیں دایہ کا کام کرتی تھیں اور ہر سال مکّہ مکرمہ آکر اشرافِ مکّہ کے بچوں کو لے کر اپنے قبیلہ میں واپس ہو جاتیں۔ ہر عورت کی خواہش ہوتی کہ کسی مالدار کا بچّہ مل جائے تاکہ انعام اچھا ملے۔ حضور کی ولادت کے سال بنی سعد کی عورتیں آئیں ان میں حلیمہ سعدیہ بھی آئیں۔ عورتیں قبیلہ بنی سعد کی حضور کی والدہ کے پاس آئیں اور یہ سمجھ کر کہ اس بچّہ کے والد کا انتقال ہو گیا ہے انعام کم ملے گا چھوڑ جاتیں۔ اور مالداروں کے بچّے پرورش کے لیے لیتیں تاکہ زیادہ انعام ملے۔ حلیمہ سعدیہ چونکہ دیر سے مکّہ مکرمہ پہنچی تھیں اس لیے ان کی ساتھ والیوں نے مالداروں کے بچّے حاصل کر لیے مگر حلیمہ کو کوئی بچّہ نہ مل سکا۔ حلیمہ نے اپنے شوہر سے عرض کیا سب عورتوں نے بچّے حاصل کر لیے مگر مجھ کو کوئی بچّہ نہ مل سکا۔ خالی گود واپس جانا شاق ہے۔ میرے

لیے ننگ و عار ہے۔ میں اس بچّہ کو لے آئی ہوں جو بظاہر یتیم ہے مگر بڑا خوش نصیب معلوم ہوتا ہے جس کو تمام عورتیں چھوڑ آئی ہیں۔ حلیمہ کے شوہر نے کہا اسی بچّہ کو لے آؤ اللہ تعالیٰ اسی میں ہمارے لیے برکت دے گا۔ حلیمہ نے جا کر آپ کو گود میں لے لیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

ایک روایت میں ہے کہ حلیمہ سعدیہ آپ کو لینے کے لیے آئیں تو عبد المطلب اپنے مکان پر رونق افروز تھے حلیمہ سے معلوم کیا تو کون ہے حلیمہ نے کہا کہ میں بنی سعد کی عورت ہوں آپ نے نام دریافت کیا۔ عرض کیا حلیمہ میرا نام ہے۔ حضرت عبد المطلب نے مسکرا کر فرمایا خوب خوب۔ سعد اور حلم دو خصلتیں ہیں ان دونوں میں ہمیشہ خیر و برکت ہے اے حلیمہ سعدیہ ہمارا پوتا ہے جس کو تیرے قبیلہ کی عورتیں یتیم سمجھ کر چھوڑ گئیں۔ کیا تو اس بچّہ کو دودھ پلانا پسند کرے گی۔ یقیناً اس بچّہ سے تجھ کو سعادت و برکت حاصل ہو گی۔ حلیمہ نے اپنے شوہر سے مشورہ کرنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے اس کو اجازت دے دی حلیمہ اپنے شوہر کے پاس گئی اور صورتِ حال بیان کی۔ شوہر نے بطیب خاطر حضور علیہ السلام کو لانے کی اجازت دے دی۔ حلیمہ جلد ہی حضرت عبد المطلب کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئیں۔ اور وہ اس کے منتظر تھے۔ حلیمہ نے بچہ کو لینے کی درخواست پیش کی اور حلیمہ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ حضرت عبد المطلب حلیمہ سعدیہ کو لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کمرے میں تشریف لائے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خوش آمدید کہا اور وہ حلیمہ کو لے کر حضور کے گہوارے کے پاس گئیں۔ آپ اُسی وقت سبز رنگ کے کپڑے میں رونق افروز تھے اور سفید کمبل آپ کے اُوپر ڈالا ہوا تھا۔ آپ اُس وقت محوِ خواب تھے آپ کے بدن پاک سے مشک و عنبر کی خوشبو آ رہی تھی حلیمہ کہتی

ہیں کہ میں نے آپ جیسا حسن و جمال کبھی نہیں دیکھا گویا چاند آپ کے چہرے میں تیر رہا تھا۔ اور حسن کی بھیک مانگ رہا تھا۔ حلیمہ نے اپنا سیدھا ہاتھ سینہ پاک پر رکھا حضور نے مسکراتے ہوئے چشم مبارک کھولیں تو ان سے نور نکل کر آسمان تک چلا گیا۔ میں نے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور آپ کو اُٹھا لیا۔ مجھے آپ کو لے کر جو خوشی حاصل ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ پھر میں نے اپنی داہنی پستان آپ کے دہن مبارک میں دی آپ نے دودھ نوش فرمایا۔ پھر میں نے بائیں پستان دی۔ آپ نے اس سے دودھ نہیں پیا اور آپ ہمیشہ سیدھی پستان کا دودھ پیتے۔ دوسری پستان اپنے رضائیؑ بھائی حلیمہ کے لڑکے کیلئے چھوڑ دیتے اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف آپ کی سرشت میں ودیعت رکھا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک پستان سے دودھ نہیں نکلتا تھا آپ نے اپنا دہن مبارک اس پستان سے لگایا تو اس پستان سے بھی دودھ نکلنے لگا۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ میرے بچہ نے بھی خوب سیر ہو کر پیا اور سو گیا اس سے پہلے وہ بھوک کی وجہ سے نہ خود سوتا تھا اور نہ ہمیں سونے دیتا تھا ہم اس کے لیے ایک بکری لائے تھے تاکہ اپنے بچہ کو دودھ پلائیں۔ مگر بکری کا دودھ بھی بہت تھوڑا تھا۔ میرے شوہر نے بکری کا دودھ نکالنے کا ارادہ کیا تو وہ بھی تھن بھرے کھڑی تھی اور اتنا دودھ دیا جو میرے اور ان کے لیے کافی تھا ہم نے خوب سیر ہو کر پیا اور سو گئے۔ رات بھر سکون سے سوئے۔ صبح کو میرے خاوند نے کہا اے حلیمہ یہ بچہ خدا کی قسم بہت برکت والا ہے۔ میں نے تصدیق کی اور کہا اس بچہ کے متبرک ہونے کا مجھ کو بھی یقین ہو گیا یہ سب کچھ اس بچہ کی وجہ سے ہے یہ ہمارے لیے باعثِ خیر و برکت ہے۔ ہمارے قبیلہ کے لوگوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا میں آپ کو اپنی گود میں لے کر اُونٹنی پر سوار ہو گئی۔

یہ اُونٹنی آتے وقت بھوک و نقاہت کی وجہ سے سب سے پیچھے رہتی تھی۔ اسی وجہ سے ہم مکّہ میں سب عورتوں کے بعد پہنچے تھے۔ اور اب واپسی میں سب سے آگے آگے چل رہی تھی۔ اور اب اس سے زیادہ تیز چلنے والی دوسری کسی کی اُونٹنی نہ تھی۔ مثل برق رفتار کے رواں دواں تھی۔ اور اپنے اس نصیبہ پر کہ عرش نشیں میری پشت پر جلوہ افروز ہیں۔ اپنی رفتار سے اظہارِ مسرت کر رہی تھی۔ میرے قبیلہ کی عورتیں مجھ سے آہستہ چلنے کو کہتیں اور معلوم کرتیں کہ یہ وہی اُونٹنی ہے جس پر تو آئی تھی یا دوسری ہے۔ میں نے کہا بخدا یہ وہی اُونٹنی ہے اس کا ضعف و کمزوری اس بچّہ کی وجہ سے (جس کو تم نے یتیم سمجھ کر چھوڑ دیا تھا) دُور ہو گئی ہے ہم بخیر و خوبی بغیر کسی تکلیف کے اپنے گھر پہنچ گئے ہماری زمین خشک سالی کی وجہ سے بے آب و گیاہ تھی۔ مویشی چراگاہوں میں سیراب نہیں ہوتے تھے نہ ان کے چارہ کا گھر میں انتظام تھا۔ عجیب ہو کا عالم تھا۔ مگر حضور کے پہنچنے کے بعد ہمارے چرپایہ چراگاہ سے شکم سیر ہو کر واپس ہوتے اور دودھ والے جانوروں کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے ہم سب شکمِ سیر ہو کر آرام کرتے ہماری اس حالت کو دیکھ کر اہل قریہ قبیلہ بنی سعد نے اپنے چرواہوں کو کہا تم لوگ بھی اپنے چرپایوں کو حلیمہ بنت ابی ذوئیب کے چرواہے کے ساتھ اسی چراگاہ میں لے جایا کرو مگر ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ برکت اس درِ یتیم کی وجہ سے ہے جس کو وہ یتیم سمجھ کر چھوڑ آئے تھے ہمارے دو سال انتہائی خیر و برکت سے گزرے۔ ہمارے کاروبار، مال و متاع میں روز افزوں ترقی ہوتی رہی۔ حلیمہ کہتی ہیں آپ کی نشو و نما حیرت انگیز تھی۔

آپ جب ۲ دو ماہ کے ہوئے تو گھٹنوں کے بل چلنے لگے اور تیسرے ۳ ماہ میں کھڑے ہونے لگے اور چوتھے ۴ ماہ میں دیوار کا سہارا لے کر چلنے لگے اور پانچویں ۵ ماہ آپ بغیر کسی سہارے کے چلنے لگے اور آٹھ ۸ ماہ کی عمر میں کلام (باتیں) کرنے لگے تو نو ۹ ماہ میں

فصیح و بلیغ گفتگو فرمانے لگے دسویں ماہ میں آپ بچوں کے ساتھ تیر اندازی کرنے لگے۔ آپ کا کوئی تیر نشانہ سے خطا نہیں کرتا آپ نے سب سے پہلے جو کلمہ پڑھا وہ یہ تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قُدُّوْسًا قُدُّوْسًا نَامَتِ الْعُيُوْنُ وَالرَّحْمٰنُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ قدوس ہے آنکھیں سوتی ہیں اور رحمٰن کو نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ۔"

ایک روایت میں ہے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ ہم جب آپ کو لے کر اپنی آبادی میں پہنچے تو تمام آبادی خوشبو سے مہک گئی۔ جیسے مشک کی خوشبو ہے آپ سے محبت و عقیدت ہر آدمی کے دل میں موجزن ہو گئی اور آپ سے سب پیار کرتے جب کسی کو کوئی تکلیف ہوتی تو وہ آپ کا دست مبارک اس جگہ پر رکھوا تا اللہ کے حکم سے شفایاب ہوتا یہاں تک کہ اپنے جانوروں کا علاج بھی آپ کے دستِ مبارک کی برکت سے کرتے تھے۔ (حجۃ اللہ علی العلمین)

جوانی مبارک

پڑتی ہے نوری بھرن اوڑا ہے دریا نور کا
سر جھکا اے کشت کفر آتا ہے ریلا نور کا

فضل پیدائش پر ہمیشہ درود
کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام

بے بناوٹ ادا پہ ہزاروں درود
بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام

روز گرم و شب تیرہ و تار میں
کوہ و صحرا کی خلوت پہ لاکھوں سلام

ابنِ سعد و ابنِ عساکر نے حضرت عمرو بن شعیب سے روایت کیا کہ ایک مرتبہ ابو طالب نے آپ سے جنگل میں پانی طلب کیا آپ اونٹ کی پشت سے زمین

پر کود گئے۔ ایک روایت میں ہے آپ پتھر پر کود ے اور کچھ پڑھ کر ٹھوکر ماری وہاں سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔آپ نے فرمایا پی لیجیے۔ ابوطالب کہتے ہیں میں نے آج تک ایسا پانی نہ پیا نہ دیکھا میرے سیراب ہونے کے بعد آپ نے اس جگہ پھر ٹھوکر ماری تو پانی نکلنا بند ہو گیا۔

محدثین نے متعدد جگہ مختلف راویوں سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پچیس ۲۵ سال کے ہوئے تو ابوطالب نے آپ سے کہا میں عیال دار آدمی ہوں میری مالی حالت خراب ہے قحط سالی کا دور دورہ ہے جب تک کوئی کاروبار نہ کیا جائے اخراجات کیسے پورے ہوں گے۔ ہمارے پاس دولت بھی نہیں جس سے تجارت ہو سکے۔ مال کو ملک شام لے جا کر فروخت کرے اور منافع میں حصہ دار رہا اے جانِ عم (بھتیجے) آپ کی امانت دیانت کا چرچا ہے وہ آپ کو جانتی ہے اگر آپ اس سے بات کریں تو آپ کو سب پر ترجیح (فوقیت) دے گی۔ اور آپ کو اپنا مختار شریک تجارت بنا کر بھیج دے گی اور ہماری پریشانی کچھ کم ہو جائے گی مگر مجھ کو ایک خطرہ اور بھی ہے کہ کہیں شام کے یہود تم کو پہچان لیں اور درپہ آزار ہوں یہ بھی بہت بُرا ہو گا حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر خدیجہ کو ضرورت ہو گی تو وہ مجھے خود بلا لے گی۔ ابوطالب نے کہا کہ نہیں تم کو اس سے بات کرنی چاہیئے۔ آپ نے اپنے چچا سے فرمایا آپ کی مرضی۔ ابوطالب آپ کو لے کر حضرت خدیجہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ یہ گفتگو حضرت خدیجہ کو معلوم ہوئی تو انھوں نے کہا میں ان کی صداقت امانت اخلاق اوصاف حمیدہ کو مانتی ہوں مگر مجھ کو ان کے ارادہ کا علم نہیں تھا کہ وہ میرے پاس کام کرنا چاہتے ہیں ان کو بلاؤ تا کہ میں ان کا تقرر کر دوں آپ کے پاس کسی کو بلانے کے لیے بھیجا میں نے جو سنا ہے اگر یہ صحیح ہے تو آپ میرے پاس تشریف لائیں۔ کاروبا

کے لیے رقم لے لیجیے ۔ اور میرے کاروبار کی نگرانی بھی فرمایئے جو دوسروں کو دیتی ہوں آپ کو پیش کر دوں گی ۔ آپ نے ابوطالب کو خدیجہ کے قاصدہ کی تمام گفتگو سنائی ابوطالب بہت خوش ہوئے اللہ پاک نے تمہارے پاس رزق بھیج دیا ہے آپ معاملات طے کرنے خدیجہ کے پاس تشریف لے جائیں اور شرائط طے کر لیں ۔ حاصل کلام معاملات و شرائط طے کرنے کے بعد آپ تجارتی قافلہ کے ساتھ حضرت خدیجہ کی طرف سے روانہ ہوئے ۔ حضرت خدیجہ نے اپنے غلام میسرہ کو آپ کے ہمراہ روانہ کیا اور میسرہ کو حکم دیا کہ ان کی فرمانبرداری کرنا ۔ ان سے اختلاف نہ کرنا ان کی مرضی کے تابع ہو کر رہنا ۔ آپ کے چچا نے قافلہ والوں کو آپ کی حفاظت و آرام و آسائش کے خیال رکھنے کی تاکید کی ۔ حضرت خدیجہ شرافت دولت مندی و سیادت میں مشہور تھیں ۔ عہد و پیمان کی پکّی احسان و مروت میں ضرب المثل تھیں ۔ حضرت خدیجہ امین اور لائق آدمیوں کو ملازم رکھ کر ملک شام تجارت کے لیے روانہ کرتیں اور کچھ لوگ منافع میں شرکت کے معاہدہ پر روپیہ لیتے اس لیے جس قافلہ میں خدیجہ کا مال روانہ ہوتا تو وہ قافلہ بہت بڑا ہوتا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قافلہ کے ساتھ روانہ ہوئے تو بادل آپ پر سایہ کرتا آپ تمازت آفتاب سے محفوظ رہتے آپ منازل طے کرتے ہوئے بصرے کے بازار میں پہنچے اور ایک درخت کے سایہ میں منطورا راہب کے عبادت خانہ کے قریب قیام فرمایا تو منطورا راہب اپنے معبد سے باہر نکل آیا میسرہ کو جانتا تھا ۔ راہب نے کہا اے میسرہ اس درخت کے نیچے جنھوں نے قیام فرمایا ہے یہ کون صاحب ہیں ۔ میسرہ نے کہا یہ قریش میں ہیں راہب نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے آج تک کسی نے اس درخت کے نیچے قیام نہیں کیا اور نہ کر سکتا ہے ۔ سوائے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے ۔ راہب آپ کے قریب آیا اور آپ کو

بغور دیکھنے لگا کہ قدیم الہامی کتابوں میں جو علامتیں مذکور ہیں وہ آپ میں ہیں یا نہیں۔ مثلاً آنکھوں میں سُرخ ڈورے وغیرہ۔ آپ میں تمام علامات دیکھ کر آپ کی پیشانی اور قدم مبارک کو بوسہ دیا اور بولا میں آپ پر ایمان لایا اور میں گواہی دیتا ہوں بیشک آپ وہی ہیں جن کا ذکر اللہ پاک نے توریت میں کیا ہے۔ اور ایک روایت میں یوں ذکر کیا ہے کہ نسطورا راہب نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے آپ میں تمام نشانیاں دیکھ لیں جو آپ کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں اور کتب سابقہ میں مذکور ہیں۔ سوائے ایک نشانی کے آپ اپنی پشت مبارک سے کپڑا اُٹھائیں تاکہ میں اُس علامت کو بھی دیکھ لوں۔ آپ نے شانہ مبارک کے درمیان پشت سے کپڑا اٹھا کر مہر نبوت دکھادی۔ راہب نے مہر نبوت کو چوما اور بولا میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول نبی اُمّی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے اور فرمایا تھا میرے بعد اس درخت کے نیچے کوئی قیام نہیں کرے گا سوائے نبی امیؐ ہاشمی عربی مکی مالک حوض کوثر اور شفیع روز جزا اور صاحب لواء الحمد۔

فائدہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے آپ کی آمد میں تقریباً چھ سو سال ہیں اس درخت کا وجود آپ کا معجزہ تھا اور بشارت عیسیٰ علیہ السلام تھی دوسرے وہ درخت زیتون کا تھا اس کی عمر تین ہزار سال تک ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قیام کے بعد سے کسی آدمی کو اس کے نیچے قیام نہیں کرنے دیا۔ آپ کے قیام کرنے تک تاکہ بشارتِ عیسیٰ صحیح ہو جائے۔ آپ نے بصرے کے بازار میں مال تجارت فروخت کرنا شروع کر دیا ایک سودے کی قیمت پر ایک آدمی سے اختلاف ہو گیا۔ تو اُس نے کہا آپ لات۔ عزیٰ کی قسم کھائیں آپ نے فرمایا میں نے ان کی قسم کبھی نہیں کھائی تب اس آدمی نے کہا میں بات مانتا ہوں اور اس آدمی نے کہا اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ وہی نبی ہیں جن کے اوصاف

ہماری کتابوں میں ہیں ہمارے علماء ان کو بیان کرتے ہیں۔

آپ نے مالِ تجارت منافع کثیر سے فروخت کیا اور واپسی کا ارادہ فرمایا میسرہ کہتے ہیں تیز دھوپ میں آپ کے سر پر دو فرشتہ سایہ کرتے آپ کا قافلہ جب مکّہ مکرمہ کے قریب پہنچا تو اُس وقت خُدیجہ اپنے بالاخانہ میں کھڑکی کے پاس کھڑی تھیں دوپہر کا وقت تھا انھیں ایک قافلہ آتا نظر آیا تو دیکھا تمام قافلہ دھوپ میں ہے مگر ایک شتر سوار سایہ میں آرہا ہے۔

ابو نعیم کی روایت میں ہے خُدیجہ نے آپ کی آمد کا حال دوسری عورتوں کو بھی دکھایا وہ بہت متعجب ہوئیں۔ آپ خدیجہ کے پاس تشریف لائے اور کثیر فائدہ و منفعت و خیر کی خوشخبری دی۔ میسرہ سے خدیجہ نے آپ کے اُوپر سایہ کے متعلق سوال کیا تو میسرہ نے کہا یہ تو تمام راہ میں ہوتا رہا ہے اس سے بڑھ کر نسطورہ راہب کی گفتگو شناخت اور شہادت نبوت اور ایک اور آدمی کا آپ کی نبوت کا اعلان کرنا۔ تجارت میں دوگنا فائدہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا نہ سُنا۔

ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا اپنے مالِ تجارت کو فائدہ سے فروخت کیا اتنا فائدہ منافع کبھی نہیں ہوا۔ میسرہ نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے چالیس سفر کیے ہیں مگر اتنا فائدہ کبھی نہیں ہوا یہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

اہلِ سیر کا متفقہ قول ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صغر سنی میں بھی اگر کسی کام کے لیے تشریف لے جاتے تو کامیاب ہی واپس ہوئے کبھی ناکام واپس نہیں ہوئے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

حاکم نے بروایت کندیر بن سعید سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کیا میں زمانۂ جاہلیت میں حج کرنے آیا تو دیکھا ایک آدمی کعبہ کا طواف کرتا ہے اور

وہ کہتا ہے : میرے اُونٹ محمد کو واپس کر دے اے رب العالمین واپس کر اُس کو میری مدد فرما۔ میں نے معلوم کیا یہ کون صاحب ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ عرب کے سردار عبد المطلب ہیں اُنھوں نے اپنے پوتے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو گمشدہ اُونٹوں کی تلاش کے لیے بھیجا ہے وہ جو کام کرتے ہیں کامیاب ہوتے ہیں مگر آج دیر ہوگئی ہے یہ اُن کے لیے بے قرار ہیں ابھی وہ بتا ہی رہے تھے کہ آپ اُونٹوں کو لے کر واپس تشریف لے آئے۔

ایک روایت میں محدثین نے ذکر فرمایا حضرت عبد المطلب کے وصال کے بعد ابو طالب نے آپ کی کفالت کی ابو طالب کثیر العیال قلیل المال آدمی تھے۔ (اولاد زیادہ آمدنی تھوڑی تھی) اگر آپ کے بغیر وہ کھانا کھاتے تو شکم سیر نہ ہوتے بھوکے رہ جاتے۔ جب آپ اُن کے ساتھ کھانا تناول فرماتے تو عام گھر والے شکم سیر ہو جاتے۔ ابو طالب آپ کے بغیر کسی کو کھانا نہ کھانے دیتے اور کہتے ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بغیر کھانا نہیں کھائیں گے ان کی وجہ سے تھوڑا کھانا بھی ہم سب کے لیے کافی ہو جاتا ہے بلکہ بچ جاتا ہے۔ ناشتہ پر ابو طالب کے بچے چھینا جھپٹی کرتے تو آپ دستِ مبارک کھینچ لیتے کیونکہ آپ قناعت پسند لطیف الطبع پاک نفس تھے اس حرکت سے کراہت فرماتے ابو طالب نے یہ دیکھ کر آپ کو علیحدہ برتن میں کھانا دینا شروع کر دیا تاکہ آپ کو تکلیف نہ ہو۔ دوپہر و شام کا کھانا اپنے ساتھ ہی کھلاتے ایک پیالہ میں پہلے آپ کو دودھ دیتے آپ اس میں سے نوش جان فرما کر دیتے باقی تمام یکے بعد دیگرے اسی پیالہ کے پسماندہ دودھ سے سیر ہو جاتے حالانکہ وہ ایک آدمی کے لیے بھی کافی نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی وجہ سے ابو طالب آپ کو (مبارک) کے لقب سے پکارتے تھے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین)

حیا و ادب

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اُونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا مُجھ سے ظہورِ نبوت (نزولِ وحی) سے پہلے بھی کبھی افعالِ قبیح (مکروہ و حرام کام) سرزد نہیں ہوئے۔

ابو نعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا وہ غیر اللہ کے ذبیحہ کو بُرا جانتے تھے اور قریش سے کہتے جانوروں کا خالق تو اللہ تعالیٰ ہے اور اُس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ آسمان سے پانی برسایا زمین سے سبزہ اُگایا تو تم اللہ کو چھوڑ کر اس کے غیر کے نام پر کیوں ذبح کرتے ہو۔ میں نے بتوں کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت کبھی نہیں کھایا یہاں تک کہ مجھ پر وحی نازل ہونے لگی تو اُس کے حرام ہونے کا حکم آگیا۔ مجھے شروع ہی سے چند چیزوں سے نفرت تھی۔ شرک۔ بت پرستی۔ بیہودہ شعر۔ لہو و لعب۔

ابو نعیم بیہقی اور حاکم نے زید بن حارثہ سے روایت کیا ہے کعبہ شریف میں تانبے کا ایک بُت اُساف یا نائلہ نصب تھا۔ مشرک کعبہ کا طواف کرتے تو تعظیماً اس کو چھُوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت سے قبل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف کر رہا تھا میں نے اُس بت کو ہاتھ لگایا تو

آپ نے فرمایا اس بت کو ہاتھ مت لگانا۔ یہ فرما کر آپ طواف کرنے لگے میں آپ کے پیچھے تھا میں نے پھر ہاتھ لگایا آپ نے دیکھ لیا فرمایا میں نے تجھے منع نہیں کیا تھا۔ زید کہتے ہیں قسم اُس ذات کی جس نے حضور کو مکرم فرمایا اور اپنی کتاب اُن پہ نازل فرمائی میں نے اس بُت کو نہ چھوا نہ بوسہ دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن پاک نازل فرما کر مکرم و معظم فرمایا۔

ابن سعد۔ ابن عساکر۔ داؤد بن حصین نے اور دوسرے محدثین نے بھی اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نزولِ وحی سے قبل ایام جاہلیت میں تمام عیوب اور کفر و شرک کی نجاست سے محفوظ رکھا جو آپ کی شریعت میں حرام تھیں آپ کو اخلاقِ حمیدہ اور حیا و شرم کے ساتھ متصف فرمایا۔ آپ فطرۃً شریعت پہ عمل پیرا تھے۔ آپ سے ایک ملاقات میں لوگ مانوس ہو جاتے تھے اور آپ کو افضل جانتے تھے۔ آپ شفقت، مہربانی، مروت، احسان، کرم، رحم، خیر خواہ، ہمدرد، صدق امانت، خوش خلق، راست گو، غریبوں کے غم خوار، بے کسوں کے چارہ ساز، عاجزوں کے ناصر، ناداروں کے ملجا، نیک کردار، راست گفتار، صادق امین، عفت مآب، طاہر، متقی، صابر، شاکر، عادل، منصف، زاہد، متواضع، جواد، شجاع، پیکرِ حیا و وفا۔ غرض کہ جو خوبیاں ممکن ہیں آپ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ کی ان خوبیوں کو دیکھ کر قوم آپ کو امین کے نام سے پکارتی تھی۔

ابونعیم نے مجاہد سے روایت کیا ہے مجھے میرے آزاد شدہ غلام عبداللہ بن سائب نے کہا میں زمانہ جاہلیت کے اندر مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تجارت میں شریک تھا میں مکہ سے مدینہ چلا آیا۔ آپ نے بھی مدینہ کو ہجرت فرمائی میری اور آپ کی ملاقات سرِراہ ہو گئی تو آپ نے فرمایا تو مجھ کو

پہنچاتا ہے میں نے کہا خوب اچھی طرح جانتا ہوں میں اور آپ مکہ میں شریک تھے نہ آپ نے کبھی دھوکہ کیا نہ بدگمانی فرمائی۔ آپ سے بہتر کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔

ابوداؤد۔ ابویعلی۔ ابن مندہ اور خرائطی نے اپنی کتاب مکارم الاخلاق میں عبداللہ بن ابی الحمساء سے روایت کیا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے اعلان نبوت سے قبل کوئی چیز خریدی اور آپ کی کچھ رقم رہ گئی میں نے کہا آپ یہاں تشریف رکھیں میں ابھی گھر سے لاکر دیتا ہوں۔ آپ کو کھڑا کر کے چلا گیا۔ اور گھر جا کر بھول گیا۔ مجھے خیال ہی نہ رہا تیسرے دن یاد آیا جا کر دیکھا تو آپ وہیں تشریف فرما تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا تو کہاں چلا گیا تھا مجھے تو یہاں پر کھڑے تین دن ہو گئے آپ نے کسی خفگی کا اظہار نہیں فرمایا۔ میں یہ دیکھ کر بہت شرمندہ ہوا۔

مُوئے مُبارک

کٓ گیسو ھٰ دہن یٰ ابرو آنکھیں عٓ صٓ کٓھٰیٰعٓصٓ ان کا ہے چہرہ نُور کا
وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا لکۂ ابر رافت پہ لاکھوں سلام

ابن سعد نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے عبیدہ سے کہا۔ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال ہیں جو ہم کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے۔ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بال کا میرے پاس ہونا مجھ کو دنیا و ما فیہا (دنیا اور آخرت کی نعمتوں) سے زیادہ پسند ہے۔ (بخاری)

امام احمد اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہما نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کیا۔ امام احمد کے لفظ یہ ہیں۔ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لیے تشریف لائے۔ منیٰ میں آپ نے حلاق (نائی) کو بلایا فرمایا بال مونڈ اس نے داہنی طرف کے بال مونڈے آپ نے صحابہ میں وہ بال ایک ایک دو دو تقسیم فرما دیئے پھر بائیں جانب کے لیے حکم فرمایا تو اس نے وہ مونڈ دیئے آپ نے فرمایا۔ ابو طلحہ کہاں ہے اس طرف کے سارے بال ان کو عطا فرما دیئے مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حلاق آپ کے سر کے بال اتار رہا ہے اور صحابہ گرد ہو رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بال زمین پر نہ گرے بلکہ ہم میں سے کسی کے ہاتھ آئے۔

روایت کیا بیہقی نے اور ابن الاثیر نے اپنی کتاب اسد الغابہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا۔ اور عمرہ میں اپنے سر کے بال منڈوائے تو بال اٹھانے لیے صحابہ آپ پر جھکے پڑتے تھے۔ ہر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا تھا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کی طرف بڑھا (میری خوش نصیبی) کہ پیشانی مبارک کے بال میں نے حاصل کر لیے اور ان کو اپنی ٹوپی کے اگلے حصہ میں سی دیا۔ (ان بالوں کی برکت یہ تھی) میں عمر بھر جدھر جہاد کو گیا مجھے فتح و نصرت حاصل ہوئی۔

بیہقی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں (جو ہر وقت اپنی دستار کے نیچے رکھتے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند موئے مبارک سیئے ہوئے تھے۔ وہ جس لڑائی میں جاتے وہ ٹوپی ان کے سر پر ہوتی تو ضرور فتح پاتے۔

حاکم وغیرہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا۔ جنگ یرموک میں ایک دن خالد بن ولید کی ٹوپی گم ہو گئی (عین اس وقت جبکہ میدان جنگ گرم ہو رہا تھا)

ٹوپی ڈھونڈنے میں مصروف ہو گئے (لوگوں نے آپ کو موت کے سامنے جیسا کہ تیر اور پتھر برس رہے تھے تلوار و نیزہ برسر پیکار تھے کسی اور کام میں مصروف ہونے کو برا جانا لیکن آپ ٹوپی کو تلاش کرتے رہے) یہاں تک کہ آپ کو ٹوپی مل گئی (تب انہوں نے اپنے آپ کو مطمئن پا کر بیان فرمایا کہ اس ٹوپی میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کے بال ہیں) ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا سر مبارک کے بال منڈوائے تو اس وقت ہم میں سے ہر شخص بال لینے کی کوشش کر رہا تھا ایک دوسرے پر گرتا تھا تو میں نے پیشانی مبارک کے بال حاصل کر لیے اور اس ٹوپی میں سی رکھے ہیں (میں اسے اس لیے ڈھونڈھ رہا تھا) کہ یہ ٹوپی جس جنگ میں میرے سر پہ ہوتی ہے میں اس میں ضرور فتح پاتا ہوں۔

محققین و محدثین نے روایت کیا کہ ایک دن اہل کتاب سے دو آدمی ایک جگہ بیٹھے تھے اور کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے قریب تھے ایک نے دوسرے سے کہا میں نے آج رات خواب دیکھا کہ سب لوگ (قبروں سے نکل کر) جمع ہو رہے ہیں تو میں نے پیغمبروں کو دیکھا کہ ہر ایک کے لیے دو دو نور ہیں اور اُن کے تابعداروں کے لیے ایک نور دیکھا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اُن کے جسمِ پاک پر کوئی بال ایسا نہ تھا جو نور نہ ہو (یعنی سر تا پا مجسمۂ نور تھے) اور اُن کے متبعین کو دیکھا تو ان کے لیے دو دو نور تھے۔ حضرت کعب نے (یہ سن کر فرمایا) او بندۂ خدا اسے ڈر (جھوٹ نہ بولنا) غور کر کیا کہتا ہے اس نے کہا میں نے خواب میں ایسا ہی دیکھا ہے جو کچھ میں نے دیکھا بیان کر دیا حضرت کعب نے کہا مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق (قرآن) دے کر دُنیا میں بھیجا اور حضرت موسیٰ بن عمران پر تورات نازل کی۔ تورات میں بھی بعینہٖ یہی لکھا ہے جو تو نے (خواب) بیان کیا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

ابن عساکر نے حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک بال ہاتھ میں پکڑے ہوئے فرما رہے ہیں کہ جس نے میرے ایک بال کی بھی بے ادبی کی تو جنت اُس پر حرام ہے۔ (جب ایک بال کی بے ادبی کا یہ اثر ہے تو پھر جو ذاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا۔)

سرِ مُبارک

کیا بنا نامِ خدا اسرا کا دُولھا نُور کا　　سر پہ سہرا نُور کا بر میں شہانہ نُور کا

جس کے آگے سرِ سرداراں خم رہیں　　اس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

محی السنتہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سَنَد سے روایت کیا ہے ابوجہل نے قسم کھائی اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھ لوں تو اس کے سر کو پتھر سے کچل دوں گا۔ پتھر لے کر آپ کی طرف آیا۔ آپ اُس وقت نماز ادا فرما تھے ہاتھ اُٹھا کر چاہتا تھا کہ پتھر آپ کے سر مبارک پر مارے مگر ہاتھ اُس کی گردن سے ایسا چمٹا (کہ ہاتھ گردن سے جدا نہ ہوا) اور پتھر ہاتھ سے نہ گرا (یہ دیکھ کر ڈرا) اور اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا اور کیفیت حال بیان کی تو پتھر پھر ہاتھ سے گر گیا (یہ سن کر) ایک اور شخص قبیلہ بنی مخزوم (سے اُٹھ کر) بولا میں اس پتھر سے اُسے قتل کرتا ہوں (یہ کہہ کہ پتھر اُٹھا لیا) اور آپ کی طرف آیا۔ اور آپ نماز پڑھ رہے تھے اس نے جیسے ہی آپ کو پتھر مارنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُسے اندھا کر دیا وہ آپ کی آواز (نماز قرآن پڑھنے کی) سنتا تھا مگر آپ کو دیکھ نہیں سکتا تھا (یہ محسوس کر کے بہت

ڈرا) اور اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹا (اندھوں کی طرح) اِدھر اُدھر بھٹکتا تھا ساتھیوں نے یہ دیکھ کر اُسے آواز دی (تو وہ ان کی آواز سن کر ان کے پاس آیا) اس کو کہا تجھے کیا ہو گیا اُس نے کہا میں نے ان کو نہیں دیکھا (میں ان کے پاس جا کر اندھا ہو گیا) لیکن مجھے اُن کی آواز سُنائی دیتی تھی (لیکن وہ خود نظر نہیں آتے تھے اس لیے اپنے ارادہ میں ناکام رہا۔)

واقدی نے محمد بن زیاد سے اس نے زید بن ابی عتاب سے اُس نے عبداللہ بن رافع بن خدیج سے اُس نے اپنے باپ سے روایت کیا ہم غزوہ انمار (نام قبیلہ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنوں کے مقابلہ کو نکلے۔ اعراب یہ دیکھ کر پہاڑ کے کناروں میں اُتر گئے اور آپ نے ذی امر میں پہنچ کر لشکر کو اُتارا اور خود قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس اثناء میں بارش نے آپ کے کپڑے کسی قدر تر کر دیئے آپ نے ان کو سوکھنے کے لیے ایک درخت پر ڈال دیا (یہ دیکھ کر) غطفان نے دعثور بن حارث کو کہا جو ان کا سردار اور بہادر تھا کہ اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب (لشکر) سے دُور اکیلے (نظر آ رہے ہیں) تجھ کو پھر کوئی اور موقع اس وقت سے بہتر نہیں مل سکتا۔ (ہو سکتا ہے تو ان کا یہیں کام تمام کر دے معاذ اللہ دعثور نے بھی موقع کو غنیمت سمجھا) تلوار جوہر دار پکڑی (پہاڑ سے اُتر کر) آپ کی طرف روانہ ہوا۔ آپ ایک درخت کے نیچے لیٹے ہوئے کپڑے خشک ہونے کا انتظار فرما رہے تھے۔ اچانک دیکھتے ہیں کہ دعثور بن حارث تلوار اُٹھائے آپ کے سر کے قریب کھڑا ہے اور وہ (آپ کو مخاطب کر کے) کہتا ہے کہ اب تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا آپ نے جواب دیا اللہ جو سب پر غالب اور سب کا مالک ہے۔ (دعثور نے جب اللہ غالب اور برتر کا نام سنا تو اُس پر رعب سا چھا گیا)

جبرئیل نے اُس کے سینے پر ایک ضرب لگائی تلوار اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور تلوار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُٹھالی (اور دعثور کو مخاطب کر کے) فرمایا (بتا) اب تجھ کو مجھ سے کون چھڑائے گا۔ وہ بولا کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا جا چلا جا۔ (دعثور) متعجب ہو کر وہاں سے پھرا اور کہا کہ آپ مجھ سے اچھے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں میں بہتر ہونے کا تجھ سے زیادہ حقدار ہوں۔ دعثور جب اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا (تو اُنھوں نے نہایت تعجب سے پوچھا کیا ہوا) ہم نے تجھے اس کے سر پر تلوار لیے کھڑے دیکھا (پھر تجھ سے کچھ نہ ہو سکا) بولا (کچھ نہ پوچھو) خدا کی قسم (جب تک میں زندہ رہوں گا ایسے محسن سے کبھی نہ لڑوں گا اور نہ ہی لوگوں کو ان کی لڑائی کے لیے بلاؤں گا۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا۔ (مسلم شریف)

ابن اسحٰق اور بیہقی اور ابو نعیم نے ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا (کہ ایک دن) ابو جہل نے (اپنے ہم مذہب) قریش سے کہا تم نہیں دیکھتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے معبودوں اور ہمارے مذہب و ملت کو بُرا کہہ رہا ہے اور ہمارے باپ دادوں کو گالیاں دے رہا ہے اور ہماری مذہبی باتوں کو جھوٹ کہتا ہے۔ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں اگر کل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں بیٹھا دیکھوں گا تو پتھر سے اُس کا سر توڑ دوں گا پھر (اس کے قبیلہ) بنی عبد مناف جو چاہیں کریں (میں پرواہ نہیں کرتا) جب اگلا دن ہوُا تو پتھر لے کر ایک جگہ انتظار کرنے جا بیٹھا (کہ کب آپ نماز میں مشغول ہوں اور میں پتھر ماروں آخر اُس نے دیکھا) آپ نماز میں مشغول ہو گئے اور جب سجدہ میں گئے تو ابو جہل پتھر اُٹھا کر آپ کے قریب (پہنچا ہی تھا) کہ جھجک کر واپس لوٹا اور ڈر کے مارے رنگ فق ہو گیا اور جس ہاتھ سے پتھر آپ کے سر مبارک پر مارنے کے لیے اُٹھایا تھا وہ شل ہو گیا اور پتھر ہاتھ سے زمین پر گر گیا (جب اس کے ساتھیوں

نے اس کو آپ کے پاس سے اس طرح پلٹتے دیکھا) تو قریش نے آگے بڑھ کر پوچھا کیا ہُوا اُس نے کہا جب میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قریب ہُوا۔ تو میں نے ایک بدمست نر اُونٹ کو دیکھا (کہ میرے سامنے کھڑا ہے) خدا کی قسم میں نے کبھی اتنے بڑے سر والا لمبی گردن والا اور اتنے بڑے دانتوں والا اُونٹ نہیں دیکھا (اگر میں جان بچا کر فوراً نہ لوٹتا) تو وہ مجھے پھاڑ ڈالتا۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (سُنا) تو فرمایا کہ وہ (جو اُونٹ کی شکل میں نظر آیا) جبرئیل تھا ابوجہل اگر میرے نزدیک آجاتا (تو جبرئیل) اُسے پکڑ لیتا (زندہ نہ چھوڑتا)۔

پیشانی مبارک

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا ۔۔۔ بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا

چشمۂ مہر میں موجِ نُورِ جلال ۔۔۔ اُس رگِ ہاشمیت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا ۔۔۔ اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

خطیب اور ابن عساکر اور ابونعیم اور دیلمی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا وہ فرماتی ہیں میں بیٹھی چرخہ کات رہی تھی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (میرے سامنے) اپنی جوتی کو پیوند لگا رہے تھے اور آپ کی پیشانی مبارک پر پسینہ آرہا تھا اور نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی (اور تکتی تکتی کاتنے سے ٹھہر گئی) آپ نے (مجھے دیکھ کر) فرمایا تجھے کیا ہُوا متحیر کیوں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کی پیشانی مبارک سے پسینہ ٹپکتا ہے جس سے نُور پیدا ہوتا ہے (قطرہ قطرہ نور کا تارا ہے) اگر ابوکبیر ہذلی

(عرب کا مشہور شاعر) کبھی یہ دیکھتا۔ تو یقین کر لیتا کہ اُس کے اس شعر کے مصداق آپ ہی ہیں (یعنی اس نے یہ شعر آپ ہی کو دیکھ کر کہے ہیں)

ومبرأ من کل غبرة حیضة ۔۔۔ وفساد مرضعة وداء مغیل

واذا نظرت الی اسرة وجهه ۔۔۔ برقت بروق العارض المتهلل

"اور ہر طرح کی کدورتِ حیض سے پاک۔ ایسا پاک اور نظیف کہ اس کے دودھ پلانے والی کی طبیعت اور دودھ میں کوئی خرابی نہ ہو۔ اور وہ جب تک بچہ کو دودھ پلائے۔ اُس کے شوہر نے اس سے ہمبستری نہ کی ہو۔ اور میں جب اُس کے روئے روشن کی شکنوں کو دیکھوں تو اس کے رخساروں کی روشنی اور صفائی میں وہ شکن بصورت ہلال نظر آتے ہیں۔"

ابو نعیم نے دلائل میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت نے اپنے شوہر کی شکایت کی اور ظاہر کیا کہ میں اسے نہیں چاہتی آپ نے فرمایا تو اسے بُرا جانتی ہے۔ اُس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تم دونوں اپنے سروں کو میرے نزدیک لاؤ پس آپ نے ان کے سر جوڑ کر اپنی پیشانی مبارک پر رکھ دیئے تو وہ آپس میں محبت کرنے لگے کہ ایک دوسرے کی جدائی پر پل بھر صبر نہ کر سکتے تھے۔

چہرہ مُبارک

نیرے ہی جانب ہے پانچوں وقت سجدہ نُور کا
رُخ ہے قبلہ نور کا ابرو ہے کعبہ نُور کا
وصف رخ میں گاتی ہیں حوریں ترانہ نُور کا
قدرتی بینوں میں بجتا ہے لہرا نُور کا
جن کے آگے چراغ قمر جھلملائے
ان غداروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام
ان کے خد کی سہولت پہ بیحد درود
ان کے قد کی رشاقت پہ لاکھوں سلام
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود
نمک آگین صباحت پہ لاکھوں سلام

قال اللّٰہ تعالیٰ۔ اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتھا یضئ ولو لم تمسسہ نار نور علیٰ نور یھدی اللّٰہ لنورہ من یشاء۔

"اللّٰہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔ اللّٰہ آسمان و زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک کھڑے ستون پر

چراغ رکھا ہو۔ اور وہ چراغ ایک شیشے میں ہو جو صفائی اور چمک میں مثل ستارہ کے ہو اس میں زیتون جیسے مبارک درخت کا (بے دھواں) تیل پڑا ہو۔ اور اُس چراغ کا تیل آگ دیئے بغیر خود بخود روشن ہو رہا ہو اور اس کی روشنی چاروں طرف برابر ہو۔ نور پر نور ہے۔ خدا جسے چاہتا ہے اس نور کی طرف راہ دکھاتا ہے"۔

نفطویہ (امام نحو و تفسیر) نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ان الفاظ میں یہ اشارہ ہے (صرف چہرہ مبارک) محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (بغیر اظہار دعویٰ نبوت اگرچہ قرآن تلاوت نہ فرمائیں (اہلِ بصیرت کے لیے) دلیل رسالت و باعث ہدایت ہے جیسا کہ عبداللہ بن رواحہ کا قول ہے کہ اگر نہ ہوتا ان میں (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے وجود سعادت مبعوث میں) وحی الٰہی (اور دیگر معجزات و دلائل نبوت کا اثر ظہور نہ بھی ہوتا) تو آپ کے (چہرہ مبارک کا دیکھنا) ہی دلیلِ نبوت کو کافی تھا۔
(زینت المجالس)

حافظ ابو نعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ خوش منظر نورانی رنگت والے صفت (تعریف) بیان نہیں کی کسی واصف (تعریف کرنے والا) نے سوائے اس کے کہ آپ کے چہرہ کو بدر (چودھویں کا چاند) سے تشبیہہ دی ہے اور (کبھی) آپ کو پسینہ آتا تو آپ کے چہرہ سے موتیوں (کے سے قطرے جھڑتے تھے) جو مشک خالص سے زیادہ خوشبودار تھے۔ (زینت المجالس امام جلال الدین سیوطی)

ترمذی نے اور ابن قانع نے اپنی سند سے اور ان کے سوا (بہت سے) محدثین نے حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ جب آپ (مکّہ سے) ہجرت کر کے مدینہ طیّبہ تشریف لائے تو میں آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہُوا میں نے آپ کو

بہت غور سے دیکھا تو جان لیا کہ یہ رخِ انور کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ (ترمذی)

اور ایک روایت میں ہے انہی سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو لوگ (کام کاج چھوڑ کر) جلد جلد آپ کی زیارت کو آتے تھے ان آنے والوں میں مَیں بھی آیا اور جب رُخِ انور دیکھا تو پہچان لیا (میرے دل میں یقین ہو گیا) کہ یہ چہرہ مبارک جھوٹا چہرہ نہیں میں نے سُنا آپ اس وقت ارشاد فرما رہے تھے اے لوگو سلامتی پھیلاؤ۔ صلہ رحمی (اپنوں سے محبت و رحم) کرو اور بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ اور رات کو (جبکہ کوئی نہیں دیکھتا ہو) خدا کی عبادت کرو لوگ سوتے ہوں تم آرام سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ پس میں نے اُسی وقت کہا میں گواہی دیتا ہوں بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ دینِ حق لائے ہیں (جو اصولِ معاشرت اور نجاتِ اُخروی کے لیے کافی ہے) (ترمذی)

ترمذی نے ابی رمثہ تیمی سے یہ بھی روایت کیا ہے میں جب (پہلی دفعہ) آپ کی خدمت میں حاضر ہوا (ابھی میں مسلمان نہیں ہوا تھا) میرے ساتھ میرا بچہ بھی تھا میں نے آپ کو (دور) سے دیکھا (چہرہ مبارک پر نظر پڑی (تو بے اختیار) میری زبان سے نکل گیا کہ (بیشک) یہ نبی اللہ ہیں۔ (ترمذی)

امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی نے احیاء العلوم میں لکھا ہے۔ جس شخص نے آپ کے حالات کا مشاہدہ کیا اور آپ کی احادیث سُنی جو شامل ہیں اخلاقِ عالیہ اور افعالِ حسنہ اور حالات عجیبہ اور عادات و سیر اور تمام مخلوقات کے لیے سیاسی اُمور اور ہدایت کے لیے طریقہ دعوت اور باہمی الفت پیدا کرنے اور اپنے آپ کو نبی منوانے کے لیے طریق کار اور منکرین کے مشکل سے مشکل سوالوں کے مسکت باصواب جوابات اور اصلاح خلق کی تدبیریں اور شریعت ظاہرہ باہرہ کے لیے مسلّم دلائل اور معارف و حقائق کے دقیقے (مشکلات) بیان کرتے میں جہاں بڑے بڑے فقہاء کی فقاہت اور عقلاء

کی عقل وادراک عمر بھر کام نہ کرسکے غور وفکر سے دیکھا اور سنا تو اسے یقین ہوگیا اور ذرّہ بھر شک نہ رہا کہ جمیع علوم آپ کے سینہ میں کسبی یعنی تعلمی اور تعلیمی ذریعہ سے حاصل نہیں تھے بلکہ وہبی اللہ کی طرف سے عطاء ہیں اور وہ تمام افعال محض تائید غیبی اور تقویت الٰہی سے تھے (اور ہر دیکھنے والا ان اوصاف رکھنے والے کو سمجھتا ہے) کہ ایسی باتیں کسی جھوٹے اور دھوکہ باز میں نہیں پائی جاتیں۔ بلکہ آپ کے شمائل یعنی سیرتیں اور احوال واقوال وافعال آپ کی سچائی پر براہینِ قاطعہ اور دلائل ساطعہ ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی سادہ طبیعت عربی کسی وقت آپ کے رُخِ روشن کو دیکھتا تو قسم کھاکر کہہ دیتا کہ یہ منہ جھوٹا نہیں۔ اور آپ کی ظاہری باطنی سیرت و عادات کی صفائی پر سچے دل سے آپ کے نبی برحق ہونے کا قائل ہوجاتا۔ یہ تو عام لوگوں کی حالت تھی جو عاداتِ شریفہ اوصافِ حمیدہ کے قدردان تھے وہ کچھ مدّت (وقت) آپ کے پاس مقیم رہے اور جمیع اوقات کے حالات کو دیکھ کر اعتبار کرتے۔ (احیاءالعلوم)

ترمذی نے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ کہ میں نے اپنے ماموں ابوہند بن ابی ہالہ سے (جو فصیح و بلیغ اور عرب کے علم ادب اور وصف تعریف بیان کرنے میں بڑے ماہر تھے) آپ کے روئے انور کے اوصاف بیان کرنے کی درخواست کی تو انھوں نے بہت کچھ فرمایا۔ اس میں خصوصًا یہ فرمایا کہ آپ کا رُخِ انور چودھویں رات کے چاند جیسا روشن چمکدار تھا۔ (شمائل ترمذی)

ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی فرماتی ہیں کہ میں اندر بیٹھی کچھ سی رہی تھی۔ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی بہت تلاش کیا (بوجہ اندھیرا) نہ ملی اتفاقًا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کے رُخِ انور کی روشنی سے تمام کمرہ روشن ہوگیا۔ میں نے زمین سے سوئی اُٹھالی۔

آپ نے فرمایا عائشہ۔ افسوس وہ ہلاک ہوُا افسوس وہ ہلاک ہوُا (تین بار فرمایا) جس نے مجھے نہ دیکھا۔ (ترمذی)

ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی خوب صورت نہیں دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آپ کے رُخِ روشن میں آفتاب گردش کرتا ہے۔ آپ جب ہنستے تھے تو دیواروں پر عکس پڑتا تھا۔ (ترمذی)

ابونعیم نے ابی بکر بن عبداللہ بن ابی جہم سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں میں نے ابوطالب سے سُنا وہ اپنے والد عبدالمطلب سے روایت بیان کرتے ہیں۔ عبدالمطلب کہتے ہیں میں (بیت اللہ شریف میں جانب شمال اندرون حطیم) حجرہ میں سویا ہوُا تھا تو میں نے ایک خواب دیکھا جس سے (میرے دل پر) بہت بڑا رعب بیٹھ گیا۔ اس خواب کی تعبیر لینے میں ایک کاہنہ کے پاس گیا جو کاہنۃ القریش (کے نام سے موسوم تھی یا تو وہ قریشی تھی یا اکثر قریش اس سے خواب کی تعبیر پوچھنے آتے تھے) میں نے کہا کہ آج رات میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ ایک درخت زمین سے نکلا اور (دیکھتے دیکھتے اتنا بڑھا) کہ آسمان سے جا لگا اور اس کی ٹہنیاں مشرق و مغرب میں دُور تک پھیل گئیں (اور وہ درخت اس قدر نورانی ہے) کہ میں نے اس قدر روشن اور نورانی شعاعیں کبھی نہیں دیکھی تھیں سورج کی روشنی سے ستّر حصّہ اس کی روشنی زیادہ تھی اور میں نے دیکھا کہ تمام عرب و عجم اس کے آگے سجدہ ریز ہیں اور وہ درخت اپنے پھیلاؤ اور اُونچائی اور نورانیت میں برابر بڑھ رہا ہے۔ کبھی چھپ جاتا ہے اور کبھی ظاہر ہوتا ہے اور میں نے قریش کی ایک جماعت کو دیکھا کہ اس کی ٹہنیوں سے لٹکے ہوئے ہیں اور میں نے قریش کی جماعت کو دیکھا کہ اُسے کاٹنا چاہتے ہیں جب وہ قریش

ارادہ بدلے کر اُس کے قریب آتے ہیں تو اُن کو ایک جوان پکڑ کر ہٹا دیتا ہے اس جیسا خوبصورت اور خوشبو والا انسان میں نے نہیں دیکھا (اتنی سختی سے ہٹاتا ہے) کہ ان کی کمر توڑ دیتا ہے اور ان کی آنکھیں نکال دیتا ہے۔ میں نے بھی ہاتھ اٹھایا (کہ میں بھی اس نورانی درخت کی کسی ٹہنی سے لٹک جاؤں) اور اپنا نصیب (حصہ) حاصل کروں۔ میں نے کہا یہ کس کے نصیب میں ہے تو اس نوجوان نے جواب دیا یہ اُن لوگوں کا حصہ ہے جو اس درخت کے ساتھ معلّق ہو گئے اور آپ سے سبقت لے گئے اس درخت کو پکڑنے میں۔ تو میں بہوت ہکّا بکّا رہ گیا۔ (عبد المطلب کہتے ہیں کہ میں جب یہ بیان کر چکا) تو میں نے دیکھا کہ اس کے چہرہ کا رنگ بدل گیا۔ بحالت بے قراری بولی اگر تیرا یہ خواب سچّا ہے تو ایک شخص تیری پشت سے ضرور پیدا ہوگا جو مشرق و مغرب کا مالک ہوگا اور مخلوق اس کے قدموں میں جھکے گی (عبد المطلب) نے اس خواب کو بیان کر کے ابو طالب سے کہا کہ شاید تو ہی وہ ہو جو میری پشت سے ہے (لیکن جب سیّد کائنات علیہ و آلہ الصلوات کا ظہور ہُوا اور آپ نے دعوتِ اسلام شروع کر دی اور عبد المطلب فوت ہو چکے تھے) تو ابو طالب آپ کے سامنے لوگوں کو یہ خواب سنایا کرتے تھے اور خدا کی قسم کھا کر کہتے تھے کہ وہ درخت یہی ابو القاسم امین ہیں (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)۔ (دلائل النبوۃ)

بیہقی نے جامع بن شداد سے روایت کیا کہ ہم کو ایک آدمی نے خبر دی جس کا نام طارق ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھا جبکہ ہم مدینہ کے باہر ٹھہرے ہوئے تھے آپ تشریف لائے اور فرمایا تمھارے پاس کوئی چیز بکاؤ ہے ہم نے کہا یہ اُونٹ آپ نے قیمت معلوم فرمائی ہم نے اس کی قیمت ایک وسق (ساٹھ ساع کا ہوتا ہے اور صاع تین سیر آٹھ چھٹانک

کا ہوتا ہے) کھجور بتائی آپ نے (قیمت میں کمی بیشی نہ فرمائی) اُونٹ کی مہار (نکیل) پکڑی اور شہر میں تشریف لے گئے۔ ہم نے آپس میں کہا کہ اس ناواقف آدمی کو اُونٹ دے دیا جسے ہم نہیں جانتے کہ کون ہیں (اور کہاں رہتے ہیں) ہمارے ساتھ ایک بوڑھی عورت (ہودج میں) بیٹھی تھی بولی میں اُونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں تم فکر نہ کرو میں نے (اس اُونٹ لے جانے والے) کے چہرہ کو چودھویں کے چاند کی طرح دیکھا ہے وہ تم کو دھوکا نہیں دے گا پس علی الصبح ایک آدمی کھجوریں لے کر آیا اور کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں وہ فرماتے ہیں ان کھجوروں کو تم سیر ہو کر کھاؤ (اور پس ماندہ سے) اُونٹ کی قیمت پوری کر لو ہم نے خوب سیر ہو کر کھایا اور اُونٹ کی مقررہ قیمت کو بھی پورا پایا۔

(مواہب لدنیہ)

مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک سفر میں) ہم سے ارشاد فرمایا کہ تم کل چاشت کے وقت انشاء اللہ تعالیٰ تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے (خبردار) کوئی تم سے اس میں داخل نہ ہو اور نہ پانی لے تاوقتیکہ میں وہاں نہ پہنچوں۔ معاذ کہتے ہیں ہم چشمہ پر ٹھیک اُسی وقت پہنچ گئے جس وقت آپ نے فرمایا تھا۔ لیکن ہم میں سے دو شخص جو پہلے پہنچ گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا انتظار نہ کیا اور اپنی خواہش پوری کر لی۔ اور چشمہ سے ڈرے کہ باریک دھار پانی کی جاری ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چشمہ دیکھتے ہی فرمایا کیا تم میں سے کسی نے اس چشمہ کا پانی استعمال کیا ہے ان دونوں اشخاص نے اقرار کر لیا آپ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا (کہ تم نے باوجود منع کرنے کے ایسا کیوں کیا اور میرا انتظار نہ کیا) خیر جو اللہ چاہے

پھر اصحاب نے ایک ایک چلوا (تھوڑا تھوڑا) پانی لے کر ایک برتن میں جتنا ہو سکا جمع کر لیا۔ تب آپ نے اپنا چہرۂ مبارک اور دستِ مبارک اس پانی میں دھوئے اور اس کو مستعمل پانی کو چشمہ میں گرا دیا تو چشمہ فوراً جاری ہو گیا اور پانی تیز دھار بہنے لگا۔

(شک کیا ابو علی نے ان دو لفظوں میں) یہاں تک کہ تمام آدمی سیراب ہو گئے اور سب نے اپنی سواریوں (اونٹ گھوڑے) کو بھی سیراب کر لیا اور آپ نے فرمایا (اے معاذ) تو دیکھتا ہے اس جگہ کو (عنقریب) اس جگہ آبادی مکانات اور باغیچے ہو جائیں گے (اگر تو زندہ رہا تو دیکھے گا۔) (مسلم شریف)

زہری سے مروی ہے کہ جنگ اُحد کے دن (کسی شقی) نے آپ کے چہرہ مبارک پر ستّر مرتبہ تلوار کا وار کیا لیکن آپ کو ایک بھی نہ لگی اور چہرہ مبارک تک نہ پہنچنے پائی۔

حافظ ابو نعیم نے عبادہ بن عبد الصمد سے روایت کیا کہ ایک مرتبہ ہم کئی آدمی انس بن مالک کے یہاں تھے اُنھوں نے اپنی باندی کو کھانا لانے کا حکم دیا اور کہا دسترخوان بھی لائے۔ جب وہ اس دسترخوان (رومال) کو لائی وہ میلا تھا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رومال مَیلا دیکھ کر باندی کو کہا اس کو تنور میں ڈال دو۔ اُس نے بھڑ کتے تنور میں ڈال دیا تھوڑی دیر کے بعد جو نکالا تو وہ دودھ کی مانند سفید نکلا ہم نے (حالت حیرانگی) میں کہا یہ کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ رومال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے آپ کھانا کھا کر اس سے منہ پونچھتے تھے ہم بھی تبرکاً (بالغرض ادائے سنت) کھانے سے فراغت کے بعد اسی سے منہ پونچھا کرتے ہیں اور جب مَیلا ہو جاتا ہے ہم اس کو آگ میں ڈال کر صاف وشفاف کر لیا کرتے ہیں (یہ ہم

سب کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے جو چیز چھو گئی ہو اُس کو آگ نہیں جلا سکتی۔)

فائدہ: دست مبارک و چہرہ مبارک سے جو چیز ایک دفعہ مس ہو جائے تو اُس پر دنیا کی آگ کیا آخرت کی آگ بھی اثر نہیں کر سکتی۔

حلبی نے سیرت النبویہ میں روایت کیا ہے حضور سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اکثر عقبہ بن ابی معیط کے پاس نشست و برخاست فرماتے۔ ایک مرتبہ عقبہ کسی سفر سے واپس آیا اور دعوت عام دی۔ اور اشرافِ قریش اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی دعوت دی۔ جب سب کے آگے کھانا رکھا گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرمانے سے انکار کر دیا اور فرمایا عقبہ جب تک اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار نہ کرے اور کلمہ شہادت نہ پڑھے میں تیرے یہاں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ عقبہ نے آپ کی خاطر داری کے لیے سب کے سامنے کلمہ شریف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ انكَ رَسُوْلُ اللّٰه کہہ دیا تب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرمایا اور تمام آدمی کھانا کھا کر روانہ ہو گئے اور یہ واقعہ ابی کو سنایا عقبہ ابی کا گہرا دوست تھا یہ سن کر ابی (غصہ میں بھرا ہوا) عقبہ کے پاس آیا اور کہا اے عقبہ تو بے دین ہو گیا۔ عقبہ نے کہا خدا کی قسم میں تو بے دین نہیں ہوا (البتہ اتنی بات ضرور ہے میں نے یہ سمجھ کر) کہ ایک شریف آدمی میرے گھر آیا ہوا ہے اور ایک بات پر کھانا چھوڑ دیا ہے مجھے حیا آئی ایسا نہ ہو کہ بغیر کھانا کھائے چلا جائے میں نے وہ کلمہ کہہ دیا جو وہ چاہتے تھے۔ اور وہ میرے دل سے نہیں صرف ظاہر داری تھی (میرا اس میں کیا حرج ہے) ابی نے اُس سے کہا (سُن) اگر تو ابھی محمد کو مل کر ان کے ٹھوکر نہ مارے اور اُن کے منہ پر نہ تھوکے اور ان کی آنکھوں پر پتھر نہ لگائے تو آج سے میری تیری ملاقات حرام ہے۔ عقبہ نے کہا

جو تو کہتا ہے میں تیری خاطر کروں گا (یہ کہہ کر اُٹھا) اور آپ کے پاس آیا اور آتے ہی آپ کے رُخِ انور کی طرف تھوکا۔ ضحاک کہتے ہیں کہ جب اُس نے آپ کی طرف تھوکا مگر تھوک کے چہرہ مبارک تک نہ پہنچا۔ بلکہ آگ کے شعلہ کے مانند الٹ کر اُس کے منہ پر آپڑا اور جہاں پڑا جلا کر سیاہ کر دیا اور عقبہ کے منہ پر مرتے دم تک وہ نشان باقی رہا اور اللہ تعالےٰ نے اس کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی یوم بعض تاخذ ولاہ "اور اس دن ظالم اپنے دونوں ہاتھ افسوس سے چبائے گا۔" اور کہے گا کاش میں رسول کی پیروی اختیار کرتا افسوس صد افسوس میں فلاں (عبد اللہ بن ابی) کو دوست نہ بناتا البتہ تحقیق اس نے مجھے گمراہ کیا قرآن سے اس کے بعد آیا میرے پاس شیطان اور جو آدمی کو ہلاکت میں ڈالنے والا ہے۔

طبرانی اور ابن حبّان اور حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم نے عبد اللہ بن سلام سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب زید بن سعنہ کو ہدایت دینی چاہی اور وہ علمائے یہود کا فاضل ترین عالم تھا جو اسلام لایا۔ زید بن سعنہ نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں علامات نبوت سے کوئی علامت ایسی نہیں جو میں نے حضور کے چہرہ کو دیکھتے ہی نہ پائی ہوں سوائے دو علامتوں کے جن کی اطلاع مجھ کو نہیں ملی۔ ایک یہ کہ نبی کا حلم غضب پر غالب ہوتا ہے دوسرے نبی سخت جہالت کا جواب حلم سے ہی دیتا ہے (مخالف جتنی سختی اختیار کرے وہ وہ بردباری سے اس کو غیر مؤثر کر دیتا ہے) لہذا مجھے آپ کے حلم و غضب کو معلوم کرنے کی فکر ہوئی (میں نے یہ ترکیب سوچی) کہ نرمی اور مدارات سے آپ کے ساتھ تعلقات پیدا کر کے حلم اور غضب کا اندازہ کروں پس میں نے آپ سے کچھ کھجوریں ایک معین وقت اور مدت تک کے لیے خرید لیں اور قیمت دے دی۔ (کچھ دن گزرے تو مذکورہ بالا دونوں علامتوں کے جانچنے کو) وقت مقررہ

سے دو تین دن پہلے آپ کے پاس آیا اور مجمع میں آپ کی قمیض کا گریبان اور چادر زور سے پکڑی ترشروئی اور غصہ سے آپ کو دیکھا اور کہا اے محمد تم میرا حق کیوں نہیں دیتے خدا قسم تم تمام اولاد عبد المطلب سے نادہندگی میں مشہور ہو (تم سب لے کر دینے کا نام نہیں لیتے) میں نے تو تم سے لین دین کر کے دیکھ لیا۔ (اس وقت عمر بھی وہاں موجود تھے وہ میری اس گستاخی کو دیکھ کر رہ نہ سکے)۔ فاروق اعظم نے کہا اے اللہ کے دشمن تو اللہ کے رسول سے ایسی بکواس کرتا ہے اگر مجھے منع نہ کیا گیا ہوتا تو تیرا سر تلوار سے اڑا دیتا (عمر یہ کہہ رہے تھے اور آپ میرے قابو میں تھے) آپ عمر کو نہایت سکون و آرام سے مسکرا کر منع فرما رہے تھے (کہ اے عمر تجھ کو اسے ڈرانا دھمکانا نہ چاہیے) بلکہ مجھ کو اس کا حق دینے کی تاکید کرنی چاہیئے تھی اور اسے آرام اور سہولت سے وصول کرنے کی نصیحت کرنی چاہیئے تھی اس کے ساتھ جا اور اس کا حق اس کو دے اور اسے دھمکی دینے کی دلداری میں بیس صاع زیادہ دے۔ عمر نے ایسا ہی کیا میں نے کہا اے عمر میں نے تمام علامات نبوت آپ کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی پہچان لی تھیں سوائے ان دو کے کہ آپ کا حلم غضب پر اور شدت جہل پر غالب ہے پس مجھے اس کا علم ہو گیا (میں یہ دیکھنے آیا تھا دیکھ لیا) میں تجھے گواہ بناتا ہوں بیشک میں راضی ہوں اللہ کے رب اور ایک ہونے کا اور اسلام کے دین ہونے کا (سچا صحیح نجات دہندہ) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونے کا (تہ دل سے اقرار کرتا ہوں) (انوارِ محمدیہ)

چشمانِ مُبارک

سرمگیں آنکھیں حریم حق کے وہ مشکیں غزال ہے فضائے لامکاں تک جن کا رمنا نور کا

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آ گیا — اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
نیچی آنکھوں کی شرم وحیا پر درود — اُونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام
کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی — آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

ابن عدی اور ابن عساکر اور بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور بیہقی نے ابن عباس سے اس طرح روایت کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے اندھیرے میں ایسا ہی دیکھا کرتے تھے جیسا دن کی روشنی میں۔ (بیہقی)

بخاری اور مسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تم یہ دیکھتے ہو کہ میرا قبلہ میرے منہ کی طرف ہے لیکن خدا کی قسم تمہارے رکوع اور سجدے مجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں تم کو پیچھے سے ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے آگے سے۔ (بخاری)

عبدالرزاق نے اپنی جامع میں حاکم اور ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے پیچھے سے ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے آگے سے دیکھتا ہوں۔

فائدہ: بعض کا قول ہے کہ آپ کے دوش مبارک کے درمیان سوئی کے ناکے کی طرح دو آنکھیں تھیں آپ پیچھے کی طرف ان سے دیکھتے تھے کپڑے وغیرہ سے دیکھنے میں رکاوٹ نہیں ہوتی تھی۔

ابن سعد نے ابی عامر صحابی سے روایت کیا جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مسجدِ مدینہ) میں جعفر طیار اور ان کے ساتھیوں کی (جنگ موتہ میں) شہادت کی خبر پہنچی تو آپ غمگین ہو گئے۔ پھر فوراً مسکرانے لگے اصحاب نے عرض کیا (حضور مسکرانے کی کیا وجہ ہے) آپ نے فرمایا اصحاب

کے قتل پر غمگین ہوا مگر اب اُن کو جنت میں آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے دیکھ کر خوشی سے مسکرا دیا۔

واقدی نے اپنے بزرگوں کی سند سے روایت کیا (موتہ میں جب جنگ ہو رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے میدان جنگ کو آپ کے سامنے کر دیا (جو سردار اسلام جھنڈا اُٹھاتا اور جس طرح شہید ہوتا آپ مسجدِ نبوی میں بیٹھے بیان فرماتے) اور آنسو بہاتے۔ جب خالد بن ولید نے اسلام کا جھنڈا اُٹھایا تو آپ نے فرمایا اب گھمسان کی لڑائی ہوئی۔

بیہقی اور ابو نعیم نے موسیٰ بن عقبہ سے اُس نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ یعلی بن منبہ جب (جنگ موتہ) کی خبر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا (کہ جنگ کے تفصیلی حالات) کی اطلاع تو دیتا ہے یا میں بیان کروں اُنھوں نے عرض کیا حضور ہی ارشاد فرمائیں جو کچھ وہاں ہوا جس پر جو کچھ گزرا اور جس جس طرح صحابہ شہید ہوئے آپ نے من و عن بیان فرما دیا۔ یعلی نے کہا خدا کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے آپ نے واقعات کو اس طرح بیان فرمایا کہ (سر مو فرق نہیں) حرف بحرف ذکر کر دیا۔ تمام واقعات من و عن اسی طرح ہوئے اس وقت آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میدان جنگ کو میرے سامنے کر دیا تھا میں سب کی جنگ دیکھ رہا تھا۔

(کنز العمال)

طبرانی نے بشیر حارثی سے روایت کیا ہے کہ بنی معاویہ کا آپس میں کچھ اختلاف تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں ان کی صلح کرانے تشریف لے گئے، راستے میں ایک قبر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تو مجھے نہیں جانتا۔ عرض کیا گیا حضور آپ نے یہ کیا فرمایا ارشاد فرمایا اس قبر کے مکین سے

میرے متعلق (تو اُن کے بارے میں کیا کہتا ہے) سوال ہو رہا تھا اُس نے کہا میں نہیں جانتا۔ (تب میں نے کہا تو مجھے نہیں جانتا۔) (کنز العمال)

ابن سعد نے خزیمہ بن ثابت سے روایت کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دیکھا کہ غسیل ملائکہ حنظلہ بن عامر کو فرشتے آسمان و زمین کے درمیان جنتی پانی سے چاندی کے تختہ پر غسل دے رہے ہیں۔ (کنز العمال)

طبرانی نے ابن عمر سے روایت کیا کہ حضور شافیع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو اُٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا جو کچھ اس میں ہو رہا ہے اور قیامت تک ہو گا میں تمام دیکھ رہا ہوں جیسا کہ میں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی (ہتھیلی سامنے کر کے فرمایا) کو دیکھ رہا ہوں۔ (طبرانی۔ ترمذی)

بخاری اور مسلم نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد پر آٹھ سال کے بعد نماز (جنازہ) پڑھی جیسے زندے مردوں کو رخصت کرتے ہیں پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا میں تمہارے سامنے تمہارے لیے تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تمہارے اُوپر گواہ ہوں اور بیشک میں تم سے حوض کوثر پر ملنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ بیشک میں اس کو دیکھ رہا ہوں بلکہ میں اُسی مقام پر ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں اور میں اس کا خوف نہیں کرتا کہ تم میرے پردہ کرنے کے بعد مشرک ہو جاؤ گے یعنی ایسا نہیں کر سکو گے بلکہ خوف یہ ہے کہ تم کو دنیا کی محبت پکڑ لے گی تم دنیا دار ہو جاؤ گے آپس میں لڑ مرو گے پس ہلاکت پاؤ گے جیسے پہلی اُمتیں ہلاک ہو گئیں۔

ابن سعد اور بیہقی نے علاء بن محمد ثقفی کے واسطے سے روایت کی کہ ہم مقام تبوک میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے (سورج نکلنے کا وقت تھا) کہ سورج (عجیب وغریب) چمک دمک (اور حیرت انگیز)

روشنی (اور شعاعوں) کے ساتھ نکلا (آج کی روشنی ہر دن کی روشنی سے نئی نرالی پُر رونق نورٌ علیٰ نور) اس سے پہلے کبھی اس طرح طلوع ہوتے نہیں دیکھا (ہم سب دیکھ دیکھ کر تعجب کر رہے تھے) کہ جبرائیل علیہ السلام بارگاہِ رسالت میں تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل آج کیا بات ہے جو سورج اس آب تاب کے ساتھ طلوع ہو رہا ہے اس سے پہلے ایسا نہیں دیکھا۔ جبرئیل نے عرض کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ آج معاویہ بن معاویہ لیثی (یہ بڑے صالح اور جلیل القدر صحابی تھے) کا مدینہ شریف میں انتقال ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتے ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے بھیجے ہیں آپ نے فرمایا یہ عزت و تکریم کس لیے کی گئی ہے جبرئیل نے عرض کیا وہ بکثرت سورۂ اخلاص رات دن چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے پڑھا کرتے تھے آپ اگر فرمائیں تو میں زمین کھینچ کر آپ کے سامنے کر دوں تاکہ آپ بھی ان کا جنازہ پڑھیں (اور وہ آپ کی دُعائے مستجاب سے مستفیض ہوں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر ہے جبرئیل نے پَر مار کر سب کچھ ہٹا دیا کوئی چیز درمیان میں حائل نہ رہی جنازہ آپ کے سامنے آگیا آپ نے ملاحظہ فرمایا اور (ستر ہزار) فرشتوں کی دو جماعتیں (صفیں) پیچھے لے کر نماز جنازہ ادا فرمائی۔ اس حدیث کو ابن سعد اور بیہقی نے ایک اور طریق سے عطاء ابن ابی میمونہ سے اور ابو یعلی نے انس سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ کی نماز جنازہ ادا فرمائی اور وہ حبشہ میں تھا (احناف کے نزدیک آپ اس کے جنازہ کو دیکھ رہے تھے) تفسیر خازن میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے حبشہ تک حجاب اُٹھا دیئے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے جنازہ کو دیکھ کر نماز ادا فرمائی۔

اور حضرت ابن عباس سے ایک طویل حدیث میں منقول ہے کہ آپ نے

فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پردے اٹھا دیئے ہیں میں نے زمین کے مشرق و مغرب (چپہ چپہ) کو دیکھا۔

محدثین کی جماعت نے حضرت ابنِ عباس سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین کو سمیٹ کر میرے (سامنے پیش) کیا گیا۔ میں نے اس کا مشرق و مغرب دیکھا جس قدر زمین سمیٹی گئی میری اُمت اس کی مالک ہو گی۔ (کنز العمال)

ابن مردویہ نے سلیمان تیمی سے اور اُنھوں نے حضرت انس اور ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے آسمان کی سیر (معراج) کرائی (بیت المقدس جاتے ہوئے) میں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔

بخاری اور مسلم نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کہ واقعہ معراج کے عجائبات ملکی و ملکوتی اور اسرار لاہوتی و ماہوتی اور قابلِ اظہار اور بیت المقدس وغیرہ اپنے بیان کیے) تو قریش نے میری تکذیب کی (جھٹلایا) (اور بیت المقدس اور اپنے قافلہ کے متعلق سوالات کیے) تو میں مقام ہجر میں کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا میں نے اس کی ایک ایک چیز تفصیل سے بیان کر دی (اور ان کے قافلہ کا حال اور مقام اور مکہ پہنچنے کا وقت تک بتا دیا۔ (بخاری، مسلم)

بخاری نے تاریخ میں اور ابو نعیم اور ابنِ مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد کی طرف آیا تو مسجد میں کچھ لوگ ہاتھ اٹھا کر دُعا کر رہے تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے ہاتھوں میں نور ہے میں نے عرض کیا آپ اللہ سے دُعا فرمائیں کہ وہ نور مجھ کو بھی نظر آئے آپ نے دُعا فرمائی پس میں نے بھی

اس (نور) کو دیکھا۔
(بخاری)

ابنِ ماجہ اور ابوداؤد نے عباس بن مرداس سے روایت کیا۔ آپ نے شبِ عرفہ میں اپنی اُمت کے لیے دعاءِ مغفرت فرمائی جواب ملا میں نے ظالم کے سوا سب کو بخشا میں ظالم سے مظلوم کا بدلہ ضرور لوں گا آپ نے عرض کیا کہ تو بے نیاز ہے اگر چاہے تو مظلوم کو جنت میں کوئی اچھا درجہ اُس کی مظلومی کے عوض عطا کر دے اور ظالم کو بخش دے مگر یہ عرض رات بھر میں قبول نہ ہوئی آپ ہنسنے لگے یا مسکرا دیئے (راوی کو شک ہو گیا ہے) حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں خدا آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے آپ کس وجہ سے ہنستے ہیں۔ ارشاد فرمایا ابلیس دشمنِ خدا کو جب معلوم ہُوا اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور میری اُمت کو بخش دیا (تو میں نے دیکھا) اپنے سر پر مٹی ڈال رہا ہے اور سخت حسرت و افسوس سے واویلا کر رہا ہے اس کی جزع فزع کو دیکھ کر ہنسی آگئی۔
(ابن ماجہ۔ ابوداؤد)

ترمذی نے اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دیکھتا ہوں عمر سے تمام شیاطین از قسم جنّ و انس فرار اختیار کرتے ہیں (یعنی ڈر کر بھاگتے ہیں (لفظ عمر سینہ پر لکھنے سے احتلام نہیں ہوتا)
(ترمذی)

امام احمد اور نسائی نے براء بن عاذب سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہم کو مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا تو ایک پتھر ایسا ظاہر ہُوا جس پر تمام کدال (اوزار کی ایک قسم) بیکار ثابت ہوئے اس واقعہ کی آپ کو اطلاع دی گئی۔ آپ تشریف لائے اور کدال پکڑا بسم اللہ کہہ کر ایک کاری ضرب لگائی کہ پتھر کا تیسرا حصّہ ٹوٹ گیا آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

اور فرمایا کہ مجھے شام کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں۔ خدا کی قسم میں اس وقت شام کے شہروں کے سُرخ محلات دیکھ رہا ہوں پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی تو پتھر کا دُوسرا تہائی حصّہ بھی ٹوٹ گیا۔ آپ نے پھر ایک نعرہ لگایا اور فرمایا مجھے فارس کے خزانوں کی کنجیاں بھی دے دی گئیں خدا کی قسم میں اس وقت فارس کے دارالسلطنت کی سفید (چونہ گچ کی) عمارتوں کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے تیسری ضرب بسم اللہ پڑھ کر لگائی تو بقیہ تہائی پتھر چکنا چور ہو گیا تو آپ نے نعرہ تکبیر بلند فرمایا اور فرمایا مجھے یمن کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں خدا کی قسم میں اس وقت صنعاء (ملک یمن کا دارالسلطنت ہے) کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں (جہاں تک میں نے دیکھا ہے میری اُمت مالک و قابض ہو گی اور نسائی کی دوسری روایت لا بصر کی جگہ رایتھا بعینی ہے۔ (یعنی میں نے شام اور فارس اور یمن کے محلات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔)

امام احمد اور ابن سعد رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ایک دن مکّہ شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کی دیوار کے نیچے رونق افروز تھے اتفاقاً عثمان بن مظعون وہاں سے گزرا اور آپ کو دیکھ کر مسکرایا آپ نے ارشاد فرمایا بیٹھتا کیوں نہیں اُس نے کہا بہتر اور آپ کے پاس بیٹھ گیا اور گفتگو کرنے لگا اپنے چشمان مبارک آسمان کی طرف اُٹھائیں اور ایک ساعت آسمان کی طرف دیکھتے رہے پھر آہستہ آہستہ اپنی نظر کو نیچا کرنے لگے یہاں تک کہ اپنی داہنی طرف نظر کو ٹھہرا دیا۔ اور عثمان بن مظعون کی طرف سے پھیر کر جدھر اپنی نظر تھی ہو گئے اور سر کو آگے کی طرف جھکا دیا۔ جیسے کوئی اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی کی بات بڑے غور اور توجّہ سے سنتا ہے۔ عثمان بن مظعون یہ دیکھتا رہا۔ جب آپ اُدھر سے فارغ

ہوئے تو پھر پہلے کی طرح کھلی آنکھوں سے آپ کی نظر رفتہ رفتہ نیچے سے اُوپر کو بلند ہوتی ہوئی آسمان پر جا لگی پھر کچھ دیر بعد آپ عثمان کی طرف مثل سابق متوجہ ہوئے۔ عثمان نے آپ کا اسم گرامی لے کر کہا اس سے پہلے میں نے آپ کو کبھی ایسا کرتے نہیں دیکھا جیسا کہ آج دیکھا آپ نے فرمایا تو نے کیا دیکھا عثمان نے سارا واقعہ عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا تو کچھ سمجھا۔ کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا میرا یہ فعل جبرئیل کی آمد و رفت کے لیے تھا (یعنی میں نے اسے اُترتے دیکھا تو اس کے ساتھ ساتھ میری نظر بھی نیچی ہوتی گئی۔ پھر جب وہ اُوپر گئے تو میری نظر بھی اُونچی ہوتی گئی) عثمان نے عرض کیا وہ آپ سے کیا کہہ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا بے شک اللہ حکم فرماتا ہے عدل کا اور احسان کا اور رشتے داروں کا حق دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور ممنوعات اور سرکشی سے نصیحت فرماتا ہے تم کو تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ عثمان کہتے ہیں کہ یہ سن کر ایمان نے میرے دل میں جگہ پکڑ لی اور آپ کی محبت دل میں بیٹھ گئی۔

امام احمد نے ابن عباس سے روایت کیا رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے رب عزوجل کو دیکھا ہے۔

طبرانی نے معجم اوسط میں بسند صحیح حضرت ابن عباس سے روایت کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ایک بار سر کی آنکھ سے، ایک بار دل کی آنکھ سے۔

ابن عباس یہ بھی روایت فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو آنکھوں سے دیکھا۔

حضرت عکرمہ بن ابی جہل کہتے ہیں میں نے ابن عباس سے پوچھا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو آنکھوں سے دیکھا۔ کہا ہاں۔ (آپ نے اپنے رب کو

اپنی آنکھوں سے دیکھا)

بزار نے بطریق قتادہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

طبرانی نے اوسط میں ابن عباس سے روایت کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا عکرمہ کہتے ہیں میں نے ابن عباس سے (بطریقہ تعجب پوچھا کیا یہ صحیح ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا (ابن عباس نے) کہا ہاں (دیکھا) سرفراز کیا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے، ابراہیم علیہ السلام کو خلت سے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار باری تعالیٰ سے۔

نسائی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل تم کو سلام کرتا ہے میں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ جو کچھ دیکھتے ہیں وہ ہم نہیں دیکھ سکتے۔ (مسلم شریف میں امام نووی نے تفصیل سے بحث کی ہے۔

مژگان مبارک

تیرے ہی جانب ہے پانچوں وقت سجدہ نور کا
رُخ ہے قبلہ نور کا ابرو ہے کعبہ نور کا

جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
اُن بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مژہ
ظلہ قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اشکباری مژگاں پہ برسے درود
سلک دُرِّ شفاعت پہ لاکھوں سلام

ابن جوزی نے امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے

روایت کیا کہ (ہمارے جدّ اعلیٰ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو جب غسل دیا گیا) جو پانی آپ کے مژگان مبارک میں رہ گیا تھا اس کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبان سے چاٹ لیا۔ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے قوتِ حافظہ اور فہم و فراست کے متعلق سوال کیا گیا آپ نے فرمایا جب میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غسل دیا اور آپ کی مژگان مبارک کے پانی کو چاٹ لیا ہے اُس وقت سے قوتِ حافظہ بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ (کنز العمال)

لَب مُبارک

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

فضل بن عباس سے مروی ہے کہ جب حضور سیّد عالم نور مجسم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قبر میں رکھ دیا گیا تو میں نے آخری دیدار کی غرض سے آپ کے چہرہ مبارک کی زیارت کی۔ دیکھتا ہوں کہ آپ کے لب مبارک حرکت کر رہے ہیں۔ میں نے کان نزدیک لا کر سنا تو آپ فرما رہے تھے اللّٰھم اغفر لامتی۔ "اے اللہ تو میری اُمت کو بخش دے۔" میں نے یہ واقعہ تمام حاضرین کو سنایا۔ آپ کی اپنی اُمت پر اس شفقت سے تمام حیران ہوئے۔ (کنز العمال۔ حجۃ اللہ علی العالمین)

دہن مُبارک

ک۔ گیسو۔ ﮦ دہن۔ ی ابرو آنکھیں ع ص کھٰیٰعٓصٓ ان کا ہے چہرہ نور کا

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
جس کے پانی سے شاداب جانِ جناں اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام

آپ کا دہن مبارک خوشبودار تھا جیسا کہ قاضی عیاض مصنف شفاء نے اپنی سند کے ساتھ خارجہ بن زید سے روایت کیا آپ مجلس میں وقر استعمال فرماتے تھے اور یہ ناممکن تھا کہ آپ کے دہن مبارک سے (درمیان گفتگو) کچھ نکلے۔ (مسلم شریف)

بیہقی ابن ماجہ ابو نعیم اور احمد نے وائل بن حجر سے روایت کیا آپ کے پاس ایک ڈول میں پانی لایا گیا، آپ نے اُس سے کچھ نوش فرمایا اور باقی کنوئیں میں ڈال دیا۔ تو اس کنوئیں کا پانی مشک کی طرح مہکنے لگا۔ (دلائل النبوت)

طبرانی نے عمیرہ بنت مسعود سے روایت کیا وہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں مع اپنی پانچوں بہنوں کے تاکہ آپ سے بیعت کریں۔ آپ قدید (دھوپ میں سوکھا ہوا گوشت) استعمال فرما رہے تھے۔ آپ نے اس کا ایک ٹکڑا چبا کر ہم سب کو دیا ہم نے اس کو (آپس میں تقسیم) کر کے تھوڑا تھوڑا کھا لیا تاحیات ان کے منہ سے ہمیشہ خوشبو آتی رہی۔

ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا وہ کہتے ہیں میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا اس کو لکھ لیتا میں نے اس کو زبانی یاد کرنے کا ارادہ کیا تو قریش نے حفظ کرنے سے منع کیا اور کہا کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ارشادات جو سنتا ہے لکھ لیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں کبھی بحالت غضب ورضا گفتگو فرماتے ہیں۔ قریش کا یہ کلام سن کر میں نے لکھنا چھوڑ دیا اور تمام واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنگلی سے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا لکھ (جو کچھ سنتا ہے) قسم ہے اس ذات کی جس کے

ہاتھ میں میری جان ہے۔ (اس سے جو کچھ نکلتا ہے وہ حق ہوتا ہے) نہیں نکلتا اس منہ سے حق کے سوا۔
(ابوداؤد)

ابو نعیم نے واقدی سے روایت کیا ناجیہ بن الاعجم نے کہا (جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے موقع پر تشریف لائے) تو آپ سے قلت پانی کی شکایت کی (گرمی سخت اور جم غفیر آپ کی معیت میں تھا) آپ نے اپنے ترکش سے ایک تیر میری طرف پھینکا اور ایک ڈول پانی طلب فرمایا (پانی حاضر کیا گیا) آپ نے اس سے وضوء فرمایا اور کلی فرما کر ڈول میں ڈال دی اور حکم فرمایا اس ڈول کے پانی کو کنوئیں میں ڈال دو میں نے ڈال دیا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا (آپ کے منہ سے نکلے ہوئے پانی کی یہ برکت تھی) جیسے ہی ڈول کا پانی کوئیں میں گرا تو اس کا پانی بڑھنے لگا اور اس طرح جوش مارنے لگا جیسے ہانڈی جوش مارتی ہے۔ اور اُبل کر کنارہ تک آگیا کہ صحابہ اس کے کنارہ پر چلو سے پانی لے کر استعمال کرنے لگے۔ (دلائل النبوۃ)

سیرۃ النبویہ میں ہے حارثہ بن سراقہ انصاری جنگ بدر میں شہید ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اُن کی والدہ نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ مجھے حارثہ کے متعلق بتائیں۔ اگر وہ جنت میں ہیں تو میں ان پر نہ روؤں بلکہ (بمقتضائے بشریت) غمگین رہوں۔ اور اگر وہ دوزخ میں ہے تو تا زیست روتی رہوں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جنت میں نہیں بلکہ جنتوں میں، اور حارثہ تو جنت الفردوس کے اعلیٰ درجہ میں ہیں یہ سن کر ہنستی اور بخ بخ مبارک مبارک اے حارثہ کہتی ہوئی واپس ہونے لگیں۔ آپ نے ایک برتن میں پانی طلب فرمایا اور دستِ پاک سے چلو لے کر کلی فرمائی اور کلی پانی میں ڈال کر حارثہ کی ماں کو دیا اُس نے پیا اور اپنی بیٹی کو دیا پھر آپ نے ارشاد فرمایا تم دونوں (ماں بیٹی) اس پانی کے چھینٹے اپنے سینے پر لگاؤ اُنھوں نے اس پر عمل کیا جب

وہ آپ کے پاس سے واپس ہوئیں تو مدینہ پاک میں کوئی عورت ان سے زیادہ روش چشم اور ہنس مکھ ہشاش بشاش نہ تھی۔

طبرانی نے ابو امامہ سے روایت کیا کہ ایک عورت تھی جو لوگوں کو گالیاں دیا کرتی تھی خود کو بہتر دوسروں کو بُرا جانتی (ایک دن) رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری آپ اُس وقت ثرید تناول فرما رہے تھے اُس عورت نے آپ سے ثرید مانگا۔ آپ نے عنایت فرمایا۔ اس نے لے کر کھا لیا اور بولی جو آپ کے دہن پاک میں ہے وہ عنایت فرمائیں۔ آپ نے اپنے منہ سے نکال کر دے دیا اُس نے وہ بھی کھا لیا۔ صرف اس کے کھانے سے اس پر حیاء و شرم اس قدر غالب ہوئی کہ تاحیات اس سے کوئی برائی سرزد نہیں ہوئی۔ (طبرانی)

بیہقی نے ایک انصاری سے روایت کی ایک عورت نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ جب کھانا آپ کے سامنے آیا اور آپ نے ایک لقمہ لے کر چبایا۔ تو فرمایا معلوم ہوتا ہے اس بکری کے گوشت کو بغیر قیمت ادا کر کے حاصل کیا ہے تو عورت سے دریافت کیا اُس نے کہا ہاں یہ بکری میری ہمسایہ (پڑوسن) نے میرے مانگنے پر اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر بھیج دی تھی (اس کے آنے پر قیمت اس کو دے دی جائے گی) (ابوداؤد)

دندانِ مُبارک

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نُور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نُور کا

جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نُور کے
اُن ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

بزار اور بیہقی نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول محتشم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی (ضحک کرتے) اس طرح ہنستے کہ آپ کے دندان مبارک نظر آتے تو دندان مبارک کی نوری شعاع دیوار پر پڑتی۔ میں نے آپ جیسے دانت کسی کے آپ سے پہلے یا آپ کے بعد نہ دیکھے۔

ابن اسحٰق اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ انھوں نے کہا کہ جب یہ آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیا کہ ایک صاع ۲½ سیر آٹا اور بکری ران سے کھانا تیار کرو۔ اور ایک بڑے پیالہ میں دودھ تیار رکھ اور بنی عبدالمطلب کو کھانے کی دعوت دو۔ میں نے بعد تیاری طعام سب کو جمع کیا۔ وہ اس دن تقریباً چالیس آدمی تھے۔ ان میں سرکار کے چچا ابو طالب۔ حمزہ۔ عباس۔ ابو لہب وغیرہ بھی تھے۔ کھانے کا خوان میں نے درمیان میں رکھا۔ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹکڑا گوشت کا لیا اور اس گوشت کے چند ٹکڑے دندان مبارک سے فرما کر طشت کے کناروں پر رکھ دیا۔ اور فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔ سب نے کھانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ سیر ہو گئے۔ میں نے کھانے میں کچھ کمی نہیں دیکھی صرف ان کی انگلیوں کے نشان لگے تھے خدا کی قسم وہ کھانا ان میں ایک آدمی کی خوراک تھا پھر آپ نے دودھ پلانے کا حکم فرمایا تو میں اس لکڑی کے بڑے پیالہ کو لایا تمام نے دودھ سیر ہو کر پیا مگر وہ بدستور تھا حالانکہ اتنا دودھ ایک آدمی پی سکتا تھا۔ بعد فراغت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کچھ گفتگو فرمانا چاہتے تھے کہ ابو لہب جلدی سے بولا کہ تمھارے صاحب نے سحر (جادو) کر دیا ہے (تم کو سیر بھی کر دیا اور کھانا بھی کم نہ ہوا) تو سب اٹھ کر چلے گئے۔ اور حضور کچھ نہ فرما سکے۔ حضور نے پھر دوسرے دن مجھے فرمایا اے علی کل کی طرح آج بھی کھانا تیار کرو۔ میں نے

کھانا تیار کیا اور سب کو جمع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل گزشتہ کی طرح عمل فرمایا اور مدعوین کھا پی کر فارغ ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اولاد عبد المطلب خدا کی قسم میں ایسے کسی عرب نوجوان کو نہیں جانتا جو مجھ سے بہتر اپنی قوم کی طرف کوئی پیغام لایا ہو۔ میں تمھارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائی لایا ہوں۔

اور ابن سعد نافع کے واسطہ سے سالم اور حضرت علی سے روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اس بوجھ کو تم میں سے کون اُٹھائے گا جو مجھ پر ہے یہ سن کر میں نے کہا یا رسول اللہ میں۔ اس وقت میں کم عمر تھا اور باقی لوگ خاموش رہے (اور کسی نے اس ذمہ داری کو قبول نہ کیا) میرے والد ابو طالب سے کہنے لگے کیا تو اپنے اس بچہ کو نہیں دیکھتا کیا کرتا ہے۔ ابو طالب نے کہا اس کو چھوڑو یہ اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ اچھے کاموں کی بجا آوری میں سستی ہرگز نہیں کرے گا۔

زبانِ مُبارک

یہ کتاب کُن میں آیا طرفہ آیا نُور کا — غیر قائل کچھ نہ سمجھا کوئی معنیٰ نُور کا
صبح کر دی کفر کی سچا تھا مژدہ نُور کا — شام ہی سے تھا غب تیرہ کو دھڑکا نُور کا
نسخ ادیاں کر کے خود قبضہ بٹھایا نُور کا — تاجور نے کر لیا کچا علاقہ نُور کا
وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں — اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
اُس کی پیاری فصاحت پہ بیحد درود — اُس کی دل کش بلاغت پہ لاکھوں سلام
اُس کی باتوں کی لذت پہ بیحد درود — اُس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام
میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں درود — اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی

"وہ اپنی طرف (خواہش) سے کچھ نہیں فرماتے بلکہ جو وحی ہوتی ہے وہی فرماتے ہیں۔"

سہیلی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی آپ نے پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا۔ اور وہ یہ تھا۔ جلال ربی رفیع اللّٰه اکبر کبیرا والحمد للّٰه کثیرا وسبحان اللّٰه بکرة واصیلا "میرے رب کا جلال بلند ہے۔ اللہ بڑا اور کبیر ہے۔ اور اللہ کی حمد بیحد۔ اور اللہ کی تسبیح ہے صبح و شام۔" اور آپ بغیر بسم اللہ شریف پڑھے کسی چیز کو نہ چھوتے۔ جب آپ نے بولنا شروع کیا تو یہ کلمے زبان پر جاری ہوئے اَللّٰه قدوسا قدوسًا نامت العیون والرحمٰن لاتاخذه سنة ولا نوم۔ "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ قدوس ہے وہ قدوس ہے آنکھ سوتی ہے اور رحمٰن کو نہ اُونگ آتی ہے نہ نیند آتی ہے۔"

طبرانی اور ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے راستہ میں حضرات حسنین کریمین کے رونے کی آواز آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ میرے بیٹے کیوں روتے ہیں۔ عرض کی پیاس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے مگر کسی کے پاس پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا۔ آپ نے فرمایا ایک صاحبزادہ کو مجھے دو۔ سیدہ طاہرہ نے ایک صاحبزادہ چادر کے اندر سے آپ کو دیا۔ آپ نے ان کو لے کر سینہ سے لگایا اور اپنی زبان چوسا دی وہ خاموش ہو گئے رونا بند ہو گیا۔ اور دوسرے صاحبزادہ بھی رو رہے تھے۔ آپ نے ان کو بھی لیا اور ان کے ساتھ بھی پہلے کی طرح کیا تو وہ بھی سیر ہو کر چپ ہو گئے رونا موقوف ہو گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

ابن عساکر نے ابو جعفر سے روایت کیا ایک مرتبہ سفر میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیاس کی شدت ہوئی اور پانی موجود نہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک ان کو چوسا دی وہ سیراب ہو کر خاموش ہو گئے۔ (کنز العمال)

ابو نعیم اور بیہقی نے رزینہ خادمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دسویں محرم کو اپنے بچوں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بچوں کو بلا کر اُن کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیتے اور ان کی ماں کو فرماتے ان کو رات تک دودھ نہ دو تب بھی ان کو بھوک نہیں لگے گی۔ اور یہ لعاب کافی ہوگا۔

حاکم نے بیہقی اور طبرانی نے عبد الرحمٰن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا حکم بن عاصی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ جاتا اور آپ جب گفتگو فرماتے تو وہ آپ کا منہ چڑاتا آپ نے فرمایا اسی طرح ہو جا۔ آپ کے فرمانے سے تا حیات اس کی شکل ایسی ہی رہی۔

ابن سعد اور بیہقی اور ابو نعیم نے ابنِ عباس سے روایت کیا عبد اللہ نے کہا سلمان فارسی نے کہا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرغی کے انڈے کی برابر مجھے سونا دیا اور فرمایا ادا کر اس کے بدلے میں جو تجھ پر ہے۔ حضرت سلمان پر چالیس اوقیہ سونا یہودی کا کتابت (آزادی کا بدلہ) کے عوض تھا۔ سلیمان نے عرض کیا یہ ناکافی ہے مجھے اس سے زیادہ دینا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سونے کو لے کر اپنی زبان مبارک سے لگایا اور فرمایا اس کو لے اللہ تعالیٰ اس کو پورا کر دے گا تیری طرف سے۔ سلمان نے فرمایا میں نے اس کو وزن کرایا ان کے چالیس اوقیہ ہو کر اتنا ہی میرے پاس رہ گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر زبان میں با محاورہ گفتگو فرماتے باوجود اختلاف

لغات عرب اور ترکیب الفاظ اور اسلوب زبان کے کوئی اہل زبان آپ پر فوقیت نہ لے جا سکتا تھا۔ آپ جب کسی دوسری زبان میں کلام فرماتے تو عربی کی طرح فصیح بولتے جیسے کہ یہ آپ کی زبان ہے۔ یہ آپ کی قوت خداداد تھی جو رب العالمین نے آپ ہبہ فرمائی تھی۔ کیونکہ آپ تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے وہ کالے ہوں یا سرخ تو اُن کی زبانوں کا جاننا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر اس کے قوم کی زبان پر۔ یعنی ان کی زبان پر۔ پس جب آپ کو اللہ نے تمام مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا تو آپ کو تمام زبانیں سکھائیں تاکہ آپ ہر آدمی سے اُس کی زبان میں کلام فرمائیں۔ یہ آپ کا معجزہ تھا اور آپ جس کی زبان میں کلام فرماتے تو اہل زبان سے زیادہ فصیح و بلیغ بولتے حالانکہ وہ آپ کے لیے جدید ہوتی۔ آپ کے تمام قویٰ قوت بشری سے زیادہ طاقت ور تھے باوجود اختلاف اقوام و اصناف یہ عقل و قیاس سے بالاتر ہے۔ بعض حبشیوں نے اپنی زبان میں ایسے کلام کیا اور بعض ایرانیوں نے اپنی زبان میں۔ دوسری اقوام نے اپنی اپنی زبان میں۔ یہ کتب حدیث میں علاّمہ شہاب الدین خفاجی شرح شفا میں فرماتے ہیں۔ آپ کے اعلانِ نبوت کے بعد مسجد حرام میں ایک جماعت وفد کی شکل میں آئی وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جانتے تھے اور عربی بھی نہیں جانتے تھے۔ ان میں سے ایک آدمی نے اپنی زبان میں کہا (من ابون اسران) تم میں رسول اللہ کون ہیں۔ حاضرین میں سے کسی نے ان کی بات نہیں سمجھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زبان میں فرمایا۔ (اشکد اور) یعنی آگے آؤ یہاں۔ اشکد کے معنی آگے او۔ اور کے معنی یہاں۔ ان کی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی زبان میں اس کے سوالوں کے جواب دیئے اور کسی نے اس گفتگو کو نہیں سمجھا۔ وہ اسلام لایا اور بیعت کر کے

اپنی قوم کی طرف چلا گیا۔ آپ نے اس کے آنے کی اطلاع اور صفت اس کے آنے سے پہلے بتا دی تھی۔ پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کو علم غیب عطا فرمایا بیشک وہی منعم و کبیر ہے بڑا انعام کرنے والا ہے۔ (مواہب لدنیہ)

ابن عساکر نے محمد بن عبد الرحمٰن زہری سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کیا کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے (ایدالک الرجل امراۃ کے الفاظ سے سوال کیا) آپ نے فرمایا (اذا کان مفلجاً) ابوبکر صدیق نے عرض کیا یارسول اللہ آپ سے اس شخص نے کیا معلوم کیا ہے آپ نے اس کے جواب میں کیا فرمایا۔ آپ نے فرمایا اس شخص نے معلوم کیا خاوند اپنی بیوی سے قرض لے کر ادائیگی میں تاخیر کرے تو کیا جائز ہے۔ میں نے کہا اگر مفلس ہو تو کوئی حرج نہیں، ابوبکر صدیق نے عرض کیا یارسول اللہ میں عرب میں بہت گھوما ہوں بڑے بڑے فصحاح کے کلام سُنے ہیں آپ سے بڑا کوئی فصیح نہیں سُنا۔ (اور دیکھا) آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے علم ادب سکھایا ہے اور میں نے قبیلہ سعد میں پرورش پائی ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

حلبی نے شواہد النبوۃ سے نقل کیا ہے۔ سلمان فارسی جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کی بات نہیں سمجھی تو آپ نے ان سے گفتگو کرنے کے لیے ترجمان کو بلایا۔ ایک عربی فارسی جاننے والا یہودی تاجر آیا۔ سلمان نے آپ کی تعریف کی اور یہود کی مذمت کی یہودی نے غصہ کیا اور (غلط ترجمہ کیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا سلمان آپ کی برائی کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ فارس اس لیے آیا ہے کہ ہم کو تکلیف دے۔ یہ جملہ سوالیہ ہے۔ اُسی وقت جبرئیل حاضر خدمت ہوئے اور سلمان کے کلام کا صحیح ترجمہ کیا۔ آپ نے فرمایا اے شخص سلمان ہماری تعریف اور یہود کی

بُرائی کرتا ہے۔ یہودی بولا اگر آپ فارسی جانتے ہیں تو میرے بُلانے کی کیا ضرورت تھی۔ آپ نے فرمایا ابھی جبرئیل نے آکر مجھے بتایا ہے۔ یہودی نے کہا اس سے پہلے میں بھی آپ کو بُرا جانتا تھا اب مجھے تصدیق ہو گئی بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں اللہ ایک ہے اور آپ اس کے رسول ہیں۔

ابن بکار نے محمد بن ابراہیم بن حارث سے روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوہ بنی قُردہ میں ایک چشمہ پر گزر ہُوا اس کو بیسان کہا جاتا تھا وہ کھاری تھا آپ نے فرمایا وہ بیسان نہیں بلکہ نعمان ہے اور میٹھا ہے۔ آپ نے صرف اس کا نام تبدیل فرما دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی نمکینیت کو مٹھاس سے تبدیل فرما دیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو خرید کر وقف کر دیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

امام احمد اور مسلم اور بیہقی نے ابنِ عباس سے روایت کیا۔ ضماد نامی ایک شخص قبیلہ ازد شنوءۃ سے مکہ میں آیا وہ جنتر منتر سے علاج کرتا تھا۔ اس نے بیوقوف لوگوں کو کہتے سنا کہ محمد کو جِنّ ہے یا وہ مجنون ہیں۔ ضماد نے کہا میں ایسے مریضوں کا علاج جانتا ہوں کئی مریض صحت یاب ہوئے ہیں۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے شفا دے مجھے ان کے پاس لے چلو وہ کہاں ہیں لوگ اس کو آپ کے پاس لائے۔ جب وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ "تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں"۔ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ "ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں"۔ وَنُؤْمِنُ بِہٖ "اور اُسی پر ایمان لاتے ہیں"۔ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا "ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ سے نفس کے شر سے۔ وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا

"اور بُرے اعمال سے"۔ من یھدہ اللہ فلا مضل لہ "جسے اللہ ہدایت دے اُس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں"۔ ومن یضللہ فلا ھادی لہ "جس کو وہ گمراہ کرے اس کا کوئی راہ بر وہادی نہیں"۔ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ "میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں"۔ وحدہ لا شریک لہ "وہ یک وتنہا لاشریک ہے"۔ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ' "میں گواہی دیتا ہوں بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے بندہ اور رسول ہیں"۔ ضماد نے کہا اس کو پھر پڑھیں اپنے اُوپر پھر دوہرایا۔ ضماد نے کہا خدا کی قسم میں نے کاہنوں، جادوگروں اور شاعروں کی باتیں سنیں ہیں لیکن جو آپ سے سُنا ہے وہ بحر زخار دریائے ناپیداکنار ہے آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں مجھے بیعت فرمائیں میں اسلام لاتا ہوں اُس نے آپ سے بیعت کی۔

ابن عساکر نے حضرت عثمان بن عفان سے روایت کیا کہ میری ابوبکر صدیق کے پاس مجلس بھی میں ایک دن اُن کے پاس آیا تو ابوبکر نے مجھے فرمایا اے عثمان محمد بن عبداللہ۔ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ نے اپنی مخلوق کی طرف پیغام رسانی کے لیے انھیں مقرر فرمایا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے ان کے پاس چل کر ان کا کلام سنیں۔ میں نے کہا بہتر ہے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان اللہ کے حکم کو قبول کر اور جنت کا حقدار ہو میں اللہ کا رسول ہوں تیرے اور اس کی تمام مخلوق کے لیے۔ عثمانؓ نے کہا خدا کی قسم حضور کے صرف اتنا فرمانے سے میں نے بے اختیار کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

رِیش مُبارک

مصحف عارض پہ ہے خطِ شفیعہ نُور کا
لو سیہ کار و مبارک ہو قبالہ نُور کا

خط کی گرد دہن وہ دل آرا پھبن ‏ ‏ سبز نہر رحمت پہ لاکھوں سلام

ریش خوش معتدل مرہم ریش دل ‏ ‏ ہالہ ماہ ندرت پہ لاکھوں سلام

بخاری نے عثمان بن عبداللہ بن موہب سے روایت کیا۔ اُنھوں نے کہا میں اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا۔ اُنھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک سے ایک بال ہمارے دکھلانے کو نکالا وہ مہدی سے رنگا ہوا تھا۔

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ایک یہودی نے آپ کی ریش مبارک کا ایک بال (زمین پر گرا دیکھ کر) اُٹھایا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی اے اللہ اس کو جمال دے۔ اس کی داڑھی سفید تھی اُسی وقت سیاہ ہو گئی۔ (کنز العمال)

شیخ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ اپنی کتاب "دُر الثمین فی مبشرات النبی الامین" کی پندرھویں حدیث ان چالیس سو احادیث سے جو اُنھوں نے بیان کیں ہیں۔ مجھ کو میرے والد شاہ عبدالرحیم قدس سرہ نے خبر دی کہ وہ مریض تھے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے بیٹے تیرا حال کیسا ہے پھر آپ نے شفاء کی بشارت دی اور والد صاحب کو اپنی ریش مبارک کے دو بال عنایت فرمائے۔ والد صاحب ان کی برکت سے اُسی وقت صحتیاب ہوئے اور ان دونوں موئے مبارک کو بیدار ہو کر اپنے ہاتھ میں دیکھا ان دونوں موئے مبارک سے ایک موئے مبارک مجھے عنایت فرمایا وہ اب تک میرے پاس ہے (المرتجی بالقبول)

حلق مبارک

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں ‏ ‏ اُس گلے کی نظارت پہ لاکھوں سلام

نسائی اور حاکم نے صحیح کہا اور روایت کیا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبیٔ پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات مع اصحاب ایک عورت کے پاس سے گزرے اُس عورت نے آپ کے لیے بکری ذبح کی اور کھانا تیار کیا آپ جب واپس ہوئے اُس عورت نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا ہے آپ تشریف لائیں اور کھانا تناول فرمائیں۔ آپ مع صحابہ مکان میں داخل ہوئے اور ایک نوالہ لیا آپ اُس کو حلق سے نیچے نہ اُتار سکے تب آپ نے فرمایا یہ بکری مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے۔ عورت نے عرض کیا یا نبی اللہ ہم آلِ معاذ سے لین دین میں شرم نہیں کرتے نہ وہ ہم سے شرم کرتے ہیں۔ ہم ان سے لیتے ہیں وہ ہم سے لیتے ہیں۔

ابوداؤد اور بیہقی نے عاصم بن کلیب سے اُنھوں نے اپنے باپ سے اُنھوں نے ایک انصاری صحابی سے روایت کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ کے ساتھ گئے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ قبر کا معائنہ فرمارہے تھے قبر کھودنے والوں کو ہدایت فرماتے پاؤں کی طرف کشادہ کرو، سر کی جانب کشادہ کرو۔ جب دفن فرماکر واپس ہوئے تو بیوہ نے کھانا کھانے کی التجا کی آپ نے قبول فرمایا ہم بھی آپ کے ساتھ تھے کھانا پیش کیا گیا آپ نے شروع فرمایا ہم نے بھی شروع کیا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف دیکھا آپ نوالہ کو دہن مبارک میں گھمارہے ہیں۔ آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے بکری کا گوشت مالک کی اجازت کے بغیر حاصل کیا گیا ہے۔ بیوہ سے معلوم کیا تو اس نے کہا میں نے اپنے پڑوسی سے بکری قیمتاً طلب کی تھی وہ گھر میں موجود نہیں تھا اس کی بیوی نے بکری یہاں بھیج دی۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا اس کھانے کو قیدیوں کو کھلادو۔ (ابوداؤد)

آوازِ مُبارک

اُس کی باتوں کی لذّت پہ لاکھوں درود
اُس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر خوبصورت، خوش گلو، اعلیٰ نسب کے سِوا۔ اور بیشک تمھارے نبی بہت خوبصورت، بہت خوش الحان، اور حسب نسب میں سب سے برتر تھے۔

ابو داؤد اور نسائی نے عبدالرحمٰن بن معافہ تیمی سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور ہم منیٰ میں تھے ہمارے کان کھُل گئے جو کچھ آپ ارشاد فرماتے ہم سنتے حالانکہ ہم اپنی قیام گاہوں پر تھے۔ آپ مناسک حج تعلیم فرما رہے تھے آپ نے رمی جمار (شیطان کو پتھر مارنے) تک فرمایا۔

بیہقی اور ابو نعیم نے براء سے روایت کیا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ دیا۔ یہاں تک کہ آزاد عورتوں نے آپ کی آواز (گھروں میں) پسِ پردہ سُنی۔

ابو نعیم نے بریدہ سے روایت کیا کہ ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی پھر (قوم کی طرف) گھوم کر آواز دی (جس کو) عورتوں نے (گھروں میں) پسِ پردہ سُنا۔

بیہقی اور ابن عساکر اور ابو نعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن منبر پہ (مسجد نبوی میں)

بیٹھ کر فرمایا اے لوگو بیٹھ جاؤ عبداللہ بن رواحہ (قبیلہ) بنی غنم میں تھے (آپ کی آواز سن کر) وہیں بیٹھ گئے۔

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ آپ نے ایک آدمی کو دعوت اسلام دی اس آدمی نے کہا آپ میری لڑکی کو زندہ کر دیں تو میں اسلام لاؤں گا ورنہ نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس کی قبر دکھا۔ اس آدمی نے اس کی قبر آپ کو دکھائی۔ آپ نے اس کا نام لے کر پکارا۔ اس مردہ لڑکی نے کہا میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا تو اس دنیا میں واپس آنا پسند کرتی ہے اس لڑکی نے کہا یارسول اللہ بخدا میں نے اللہ کو ماں باپ سے زیادہ بہتر پایا۔ اور آخرت دنیا سے میرے لیے زیادہ بہتر ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

قاضی عیاض اپنی کتاب "شفاء شریف" میں حسن بصری کی روایت سے بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کی میری لڑکی کی قبر فلاں جنگل میں بنی ہے آپ اُس جگہ اُس کی قبر پہ تشریف لے گئے۔ اس لڑکی کا نام لے کر آواز دی۔ اُس نے قبر سے نکل کر عرض کی میں حاضر ہوں آپ کی بھلائی ہو۔ آپ نے فرمایا تیرے ماں باپ مسلمان ہو گئے ہیں۔ اگر تو پسند کرے تو اُن کے پاس دنیا میں رہ۔ لڑکی نے کہا مجھے دنیا پسند نہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کو ماں باپ سے زیادہ بہتر پایا ہے۔

گوشِ مُبارک

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

بیہقی نے جابر بن عبداللہ سے روایت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اعلانِ نبوت کا حکم دیا۔ آپ جب کسی شجر و حجر کے پاس سے گزرتے آپ کو سلام کی آواز آتی۔ آپ اِدھر اُدھر دیکھتے آپ کو سوائے شجر و حجر کے اور کچھ نظر نہ آتا وہ سلام کی آواز ہی سنتے۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔

ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو نعیم نے ابو ذر غفاری سے روایت کیا۔ آپ نے فرمایا میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان چٹکتا ہے (جھکتا ہے) فرشتوں کی کثرت سے کیونکہ اس پر ایک چپہ جگہ ایسی نہیں جس پر فرشتے نے ماتھا نہ رکھا ہو۔ اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کرتا ہو۔

ابو نعیم نے حکیم بن حزام سے روایت کیا۔ آپ صحابہ کے درمیان میں رونق افروز تھے آپ نے فرمایا تم وہ سنتے ہو جو میں سُن رہا ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا میں آسمان کے چرچرانے کی آواز سُن رہا ہوں کیونکہ اس پر فرشتے اس کثرت سے ہیں کہ کوئی جگہ ایک بالشت بھی خالی نہیں جہاں بحالت سجدہ یا قیام فرشتہ موجود نہ ہو۔

طبرانی نے ابو ایوب سے روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ایوب تو سنتا ہے جو میں سن رہا ہوں۔ میں یہودیوں کی آوازیں ان کی قبروں سے سُن رہا ہوں۔

حاکم نے مستدرک میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال سے فرمایا اے بلال تو سنتا ہے جو میں سن رہا ہوں وہ اپنی قبروں میں عذاب دیئے جا رہے ہیں۔ (صحیح مستدرک)

حاکم نے ابنِ عباس سے اور دار قطنی نے ابنِ عمر سے روایت کیا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے چہرہ مبارک کو آسمان کی طرف اُٹھایا اور علیکم السلام ورحمۃ اللہ فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ

آپ نے کس کے سلام کا جواب دیا آپ نے فرمایا جعفر بن ابی طالب فرشتوں کی جماعت کے ساتھ پرواز کرتے ہوئے گزرے اُنھوں نے مجھے سلام کیا میں نے ان کو جواب دیا۔ (انوار محمدیہ)

طبرانی نے اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک رات میرے پاس سے گزری رات کو بیدار ہو کر وضوء فرمانے لگے درمیان وضو تین بار فرمایا میں حاضر ہوں۔ تم مدد کیا جائے گا۔ جب آپ وضو سے فارغ ہوئے میں نے عرض کی آپ کسی سے گفتگو فرما رہے تھے (میں حاضر ہوں۔ تم مدد کیا جائے گا) کیا آپ کے پاس کوئی آدمی تھا۔ آپ نے فرمایا۔ وادی خزاعہ سے بنی کعب نے مجھ سے فریاد کی ہے (جو ہمارے حلیف ہیں) کہ قریش مکہ عہد توڑ کر بنی بکر (اپنے حلیف) کی مدد کر کے ہم کو قتل و غارت کرنے پر آمادہ ہیں۔ میں نے کہا ہم تمھاری مدد کریں گے۔ اللہ کے نبی پر اُن کی نصرت مدد لازم ہے جبکہ قریش نے خزاعہ کے مقابلہ میں بنی بکر کی مدد کی ہے۔ ہمارے ساتھ جو صلح ہوئی تھی وہ ٹوٹ گئی۔ آپ نے لشکر تیار کیا اور مکہ فتح فرمالیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص میرے دوست (ولی) سے دشمنی کرے میں اسے جنگ کی دعوت دیتا ہوں۔ مجھے اپنے بندے سے با ادائے فرائض قرب حاصل کرنا زیادہ پسند ہے۔ جو حصول قرب میں نوافل پر ہمیشگی (کثرت) کرتا ہے تو میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ جب وہ میرا محبوب ہو جاتا ہے تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں وہ مجھ سے سنتا ہے اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں وہ مجھ سے دیکھتا ہے۔

طبرانی نے ابو داؤد سے روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا جمعہ کے دن درود کی کثرت کرو یہ دن فرشتوں (ملائکہ رحمت) کے نزول کا دن ہے ۔ ایسا کوئی شخص نہیں کہ درود پڑھے مگر اس کی آواز پہنچتی ہے ۔ میں اپنے اہل محبت کی آواز سنتا ہوں صحابہ نے عرض کیا اور حضور آپ کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی ۔ آپ نے فرمایا بعد وفات بھی اللہ عزوجل نے انبیاء کے اجسام کو زمین پر حرام فرما دیا ہے یہ کہ وہ کھائے ۔ (نسائی)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ؛

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے　　مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد اُن کی حیات　　مثل سابق وہی جسمانی ہے
یہ ہیں حیّ ابدی ان کو رضاؔ　　صدقِ وعدہ کی قضا مانی ہے

گردن مُبارک

ہے گلے میں آج تک کورا ہی کرتا نور کا　　میل سے بالکل مبرا ہے وہ پتلا نُور کا
اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام　　جس میں نہریں شیر و شکر کی رواں

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ۔ ابو جہل نے اپنے احباب سے کہا تمہارے سامنے محمد اپنا چہرہ زمین پر رکھتا ہے (سجدہ کرتا ہے) اُنھوں نے کہا ہاں ابو جہل نے کہا مجھے لات و عزیٰ کی قسم اب اگر میں نے سجدہ کرتے دیکھ لیا تو گردن داب کر منہ خاک پر مسل دوں گا ۔ آپ تشریف لائے اور نماز شروع فرما دی ۔ ابو جہل بد ارادہ لے کر آپ کی طرف آیا نزدیک پہنچ کر واپس بھاگا جیسے اُس کے چہرہ پر کوئی چیز ماری گئی ہے

اس کے دوستوں نے کہا تجھے کیا ہوا ابو جہل نے کہا میرے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان ایک آگ کی خندق ہے اور خوفناک بازو ہیں (میں ڈر کر واپس آگیا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ابو جہل میرے قریب آتا تو فرشتہ اس کا جوڑ جوڑ علیحدہ کر دیتا۔ (مسلم)

بخاری۔ بزار۔ بیہقی۔ طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ابو جہل نے کہا اگر میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کعبہ میں نماز پڑھتے دیکھ لیا تو اس کی گردن داب دُوں گا۔ یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اگر اُس نے ایسا کیا تو فرشتے اس کو اُسی وقت پکڑ لیں گے اور سخت سزا دیں گے۔

دوشِ مُبارک

دوش بر دوش ہے جن سے شانِ شرف
ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام

بزار اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر سے کپڑا (چادر) ہٹ جاتی تو معلوم ہوتا چاندی سے ڈھلے ہوئے ہیں۔ (ترمذی)

حاکم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا۔ فتح مکّہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں تشریف لائے مجھے بیٹھنے کو فرمایا اور آپ نے میرے کاندھے پر سوار ہو کر مجھے کھڑا ہونے کو فرمایا میں آپ کو لے کر کھڑا ہوا مگر میں آپ کا بار نہ اُٹھا سکتا تھا آپ نے میرے ضعف کو دیکھ کر فرمایا اے علی

بیٹھ جا۔ اور فرمایا اے علی میرے کاندھے پر چڑھ جا میں آپ کے کاندھے پر کھڑا ہو گیا اور آپ بے تکلف کھڑے ہو گئے۔ اگر میں چاہتا تو مجھے آسمان تک پہنچا دیتے۔ (ترمذی۔ مستدرک)

امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں جب ابو جہل آپ کے پتھر مارنے آیا تو اس نے دیکھا آپ کے دونوں کاندھوں پر دو اژدھے اس کے منتظر ہیں وہ ڈر کر بھاگا۔ (تفسیر کبیر)

بغل مُبارک

کیا بنا نام خُدا اسرا کا دُولھا نُور کا
سر پہ سہرا نُور کا بر میں شہانہ نُور کا

بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ بوقت دُعا ہاتھ اتنے بلند فرماتے کہ آپ کے دونوں بغل کی سفیدی دیکھی جاتی تھی۔ (بخاری)

ابن سعد نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو آپ کے بغل کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

محب طبری نے آپ کے خصائص میں روایت کیا۔ آپ کی بغل مبارک دوسرے آدمیوں کی طرح متغیر اللون (تبدیلی رنگ) نہیں تھی اور اس میں بال بھی نہیں تھے۔

دارمی نے بنی حریش کے ایک آدمی سے روایت کیا۔ راوی نے کہا میں

میں اپنے باپ کے ساتھ تھا جب ماعز بن مالک کو آپ نے رجم (سنگسار) کرنے کا حکم دیا۔ اس پر سنگ باری دیکھ کر میں خوف زدہ ہو گیا آپ نے مجھے اپنے پہلو میں کر لیا تو اُس وقت آپ کی بغل مبارک کا پسینہ مجھ کو لگا اس کی خوشبو مشک کی طرح تھی۔ (خصائص کبریٰ)

بازُو مُبارک

جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوّت پہ لاکھوں سلام

بیہقی نے اور ابو نعیم نے ابو امامہ سے روایت کیا۔ قریش کا ایک پہلوان رکانہ نامی بڑا بہادر و دلیر جنگجو مشرک تھا وادی اِضَم میں رہتا اور وہیں بکریاں چراتا ایک دن نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات تنہا اس وادی میں تشریف لے گئے۔ رِکانہ سے ملاقات ہو گئی اُس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو وہی ہے جو ہمارے خدا لات و عزیٰ کی تحقیر و توہین کرتا ہے۔ اور اپنے خدا کے عزیز (غالب) حکیم ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اگر ہم دونوں کے درمیان رشتہ داری نہ ہوتی تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ اس کے سوا کوئی بات نہ کرتا۔ لیکن تو اپنے عزیز و حکیم کو پکار کہ وہ تیری مدد کرے۔ میرے ساتھ کشتی کر میں اپنے خدا لات و عزیٰ کو مدد کے لیے پکارتا ہوں اگر تو نے مجھے کشتی میں زیر کر دیا تو میں تجھے تیری پسند کے دس بکرے دوں گا۔ آپ نے فرمایا مجھے منظور ہے۔ آپ نے رِکانہ کو کشتی میں پچھاڑ دیا اور اس کے سینہ پر سوار ہو گئے۔ رکانہ نے کہا اے محمد میرے سینہ سے اُٹھ

ایسا تو نہیں کر سکتا یہ تیرے اللہ عزیز و حکیم کا کام ہے مجھے لات و عزیٰ نے ذلیل کر دیا کسی نے میری کمر زمین سے نہیں لگائی (چت نہیں کیا)

اے محمد تجھ سے پہلے آج تک کسی نے میری کمر زمین سے نہیں لگائی (چت نہیں کیا) رکانہ نے کہا دوبارہ پھر کشتی کریں اگر تو نے مجھے گرا دیا تو تیری پسند کے دس بکرے اور دوں گا آپ نے اس سے پھر کشتی لڑی اور اس کو پچھاڑ کر اس کے سینہ پر بیٹھ گئے۔ رکانہ نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تیرے رب کی مدد ہے تو مجھے نہیں پچھاڑ سکتا۔ مجھے میرے خداؤں نے ذلیل و رسوا کر دیا میری مدد نہیں کی۔ آج تک تیرے سوا کوئی آدمی میری کمر زمین سے نہیں لگا سکا۔ رکانہ نے کہا ایک مرتبہ کشتی اور کر دس بکرے بکریاں تیری پسند کے اور دوں گا اُس نے لات و عزیٰ کو پکارا۔ آپ نے خدا کا نام لے کر رکانہ کو گرایا اور سینہ پر سوار ہو گئے۔ وہ بولا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم مجھے نہیں گرا سکتے یہ تیرے ایک خدا کا کام ہے جس نے مجھے اور میرے خدا لات و عزیٰ کو ذلیل کر دیا۔ اپنی من پسند تیس بکرے بکریاں لے لے۔ آپ نے فرمایا اے رکانہ مجھے تیرا انعام نہیں چاہیئے میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں تو آلِ ہاشم سے ہو کر جہنم میں جائے گا اسلام لا سلامت رہے گا۔ رکانہ نے کہا مجھے کوئی اور معجزہ دکھاؤ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے کوئی اور معجزہ دکھا دوں تو تُو ایمان لائے گا بولا ہاں آپ نے فرمایا تیری اس بات پر خدا گواہ ہے۔ آپ نے ایک درخت کو اشارہ فرمایا جس کی جڑیں گہری مضبوط اور شاخیں بڑی تھیں اے درخت خدا کے حکم سے نصف حصّہ اِدھر میرے پاس آ۔ درخت فوراً دو حصّوں میں تقسیم ہوا۔ نصف اپنی جگہ قائم رہا نصف حصّہ مع جڑ و ٹہنی آپ کے اور رکانہ کے

سامنے آکر رکا۔ رکانہ نے کہا آپ نے یہ بہت بڑا معجزہ دکھایا اب آپ اسے حکم دیجیے کہ یہ اپنی جگہ واپس چلا جائے۔ آپ نے فرمایا اگر واپس اپنی جگہ چلا جائے گا تو تُو ایمان لائے گا اُس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا اے درخت واپس اپنی جگہ چلا جا جیسا تھا ویسا ہی ہو جا وہ درخت واپس جاکر پہلے حصّہ سے مل گیا۔ آپ نے فرمایا اے رکانہ اب ایمان لا۔ اللہ کے عذاب سے بچ۔ رکانہ نے کہا میں نے بڑی نشانی دیکھ لی اب تیرے ایک خدا کو ماننے میں شبہ نہیں مگر ایک خیال آتا ہے کہ مدینہ کی عورتیں بچے میرے ایمان کو سنیں گے تو کہیں گے رکانہ نے کشتی ہار کر اسلام قبول کر لیا۔ دُنیا جانتی ہے آج تک میں کسی سے نہیں ہارا نہ آپ کے سوا مرعوب و خائف ہوا۔ آپ تیس بکرے لے لیں۔ آپ نے فرمایا مجھے تیرے مال کی ضرورت نہیں تیرے لیے اسلام کو پسند کرتا ہوں یہ فرما کر آپ اس کے پاس سے واپس ہوئے۔ ابوبکر۔ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) آپ کی تلاش میں نکلے معلوم ہوا آپ وادی اضم کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ ابوبکر نے کہا اے عمر یہ رکانہ کی وادی ہے وہ دشمنِ اسلام و دشمن رسولِ خدا ہے۔ کہیں وہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے باتیں کرتے ہوئے وادی کی طرف جا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سامنے سے واپس تشریف لاتے نظر آئے۔ دونوں جانثاروں نے آگے بڑھ کر عرض کیا سرکار آپ اس وادی میں تنہا ہی تشریف لے گئے۔ آپ کو معلوم ہے یہ وادی رکانہ دشمنِ اسلام کی ہے۔ وہ بڑا پہلوان زور آور جنگجو اور آپ کا دشمن ہے۔ آپ مسکرانے لگے اور فرمایا میرا مولیٰ ہر وقت میرے ساتھ ہے اس نے فرمایا ہے واللہ یعصمک من الناس اللہ لوگوں سے تیری حفاظت

کرتا ہے۔ تمام سرگزشت سُنائی۔ دونوں متعجب ہو گئے اور کہا قسم اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آج تک کوئی انسان اس کی کمر زمین سے نہیں لگا سکا۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب کو پکارا اُس نے میری مدد فرمائی۔ (ابوداؤد)

فائدہ: اہلِ سیر نے رکانہ کے اسلام لانے کی روایت اُس کے بیٹے محمد سے کی ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔

سہیلی اور بیہقی نے روایت کیا۔ آپ نے ابوالاسود جحمی سے بھی کشتی لڑی وہ بڑا پہلوان تھا۔ ابوالاسود گائے کی کھال پر کھڑا ہو جاتا اور دس نوجوان کھال کو کھینچتے تو کھال پھٹ جاتی مگر ابوالاسود کے پاؤں کے نیچے سے نہیں نکلتی اس نے آپ کو کشتی کی دعوت دی اگر تم نے مجھے زیر کر دیا تو میں مسلمان ہو جاؤں گا آپ نے اس کو کشتی میں ہرا دیا مگر اُس نے ایمان لانے سے انکار کر دیا۔

کلائی مُبارک

کعبہ دین و ایماں کے دونوں ستون
ساعدینِ رسالت پہ لاکھوں سلام

مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک غزوہ میں تشریف لے گئے آپ کو فتح ہوئی۔ آپ نے فرمایا کون کون شہید ہوئے اصحاب نے شہداء کے نام بتائے اور لاشے جمع کیے۔ آپ نے فرمایا اور کوئی نہیں۔ اصحاب نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا جبیب کہاں ہیں

ان کو تلاش کرو۔ تلاش کیا تو وہ سات کافروں کی لاشوں کے نزدیک شہید ہوئے تھے آپ کی خدمت میں ان کی لاش کو لایا گیا آپ نے فرمایا یہ مجھ سے ہے میں اس سے ہوں اور ان کو اپنی کلائیوں پر اُٹھا لیا قبر کی تیاری تک اُٹھائے رکھا اپنے ہاتھ سے لحد (قبر) میں اُتارا۔

دستِ مبارک

آپ کے ایک اشارہ پہ ہے عالم کا نظام — یعنی شق قمر انگشت کی انگڑائی ہے
چاند جھک جاتا جدھر اُنگلی اُٹھاتے مہد میں — کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا
ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا — موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام
جس کے ہر خط میں ہے موجِ نورِ کرم — اُس کفِ بحرِ ہمت پہ لاکھوں سلام

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ

اللہ کا یدِ قدرت ان کے ہاتھوں پر ہے

مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

اے محبوب تو نے نہیں پھینکا جب تو نے پھینکا لیکن اللہ نے پھینکا۔

ابنِ سعد نے عمرو بن میمون سے روایت کیا۔ مشرکین مکہ عمار بن یاسر کو آگ میں ڈالنے والے تھے اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اپنا دستِ مبارک عمار کے سر پر رکھ کر فرمایا اے آگ عمار پر ٹھنڈی ہو جا جیسے تو حضرت ابراہیم پر ٹھنڈی ہوتی تھی۔ اے عمار تجھ کو باغیوں کی ایک جماعت قتل کرے گی۔ (عمار آگ سے محفوظ رہے) (کنز العمال)

بیہقی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ڈھال لائی جس پر عقاب کی تصویر تھی آپ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا جب ہاتھ اُٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے تصویر کو اس ڈھال سے مٹا دیا تھا ۔ (خصائص کبریٰ)

ابونعیم نے کعب بن مالک سے روایت کیا ۔ جنگِ احزاب (خندق) میں خندق کھودنے کے دوران جابر بن عبداللہ نے آپ کے رُخِ انور پر بھوک کے آثار دیکھے تو اپنی بیوی سے جا کر کہا تمھارے پاس کھانے کو کچھ ہے میں نے حضور کے چہرے پر بھوک کی کمزوری دیکھی ہے ۔ جابر کی بیوی نے کہا ہمارے پاس اس بکری کے بچہ اور تھوڑے سے آٹے کے سوا کچھ نہیں ۔ بچہ کو ذبح کیا آٹا گوندھ کر کھانا تیار کیا جابر اس کو خوان میں رکھ کر آپ کی خدمت میں لائے ۔ آپ نے فرمایا اے جابر سب لوگوں کو کھانے کی دعوت دو ۔ تھوڑے تھوڑے آدمی میرے پاس بھیجو وہ شکم سیر ہو کر نکلتے تو دوسرے چلے جاتے اس طرح تمام حضرات شکم سیر ہو گئے ۔ آپ نے کھانا شروع کرنے سے فرما دیا تھا کوئی ہڈی نہ توڑے نہ ضائع کرے بلکہ دستر خوان میں رکھ دے ۔ جب سب فارغ ہو گئے آپ نے ان ہڈیوں پر اپنا دست مبارک رکھ کر کچھ فرمایا جس کو کسی نے نہیں سُنا ۔ اسی وقت بکری کا بچہ کان جھاڑ کر کھڑا ہو گیا ۔ آپ نے مجھے فرمایا لے اپنا بچہ پکڑ اپنے گھر لے جا ۔ میری بیوی نے کہا یہ کیا ہے میں نے کہا بخدا یہ ہماری وہی بکری ہے جس کو ہم نے ذبح کیا تھا ۔ حضور نے اللہ سے دُعا فرمائی اور اس کو زندہ کر دیا جابر کی بیوی نے کہا میں گواہی دیتی ہوں بیشک وہ اللہ کے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ۔

(شفا شریف) (دلائل النبوت ۔ حجۃ اللہ علی العالمین ۔ انوارِ محمدیہ ۔ مواہب لدنیہ)

بیہقی نے سلیمان بن صرد سے روایت کیا۔ ابی بن کعب دو آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان دونوں کا قرائت قرآن میں اختلاف تھا ہر ایک یہ کہتا تھا مجھے رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح پڑھایا ہے ان دونوں نے اپنی اپنی قرائت میں اس آیت کو حضور کے سامنے پڑھا آپ نے فرمایا دونوں کی قرأت صحیح ہے۔ ابی ابن کعب نے کہا میرے دل میں شک پڑ گیا جو زمانہ جاہلیت سے زیادہ سخت تھا تب حضور نے میرے سینہ پر دست مبارک مارا اور فرمایا اے اللہ اس کے دل سے شیطانی وسوسہ کو دُور فرما دے۔ آپ کے ہاتھ مارنے سے مجھے پسینہ آ گیا وسوسہ دور ہو گیا اور ایسا ہوُا جیسے میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

فائدہ: اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک دل کی بات وسوسہ کا علم دوسرے دست پاک مارنے کا اثر۔

ابن ماجہ نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی و حاکم فرمایا تو میں نے عرض کیا میں جوان اور تجربہ کار نہیں ہوں کیسے فیصلہ کروں گا آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا اے اللہ علی کے دل کو حقائق شناس کر دے۔ اور زبان پر حق جاری فرما دے اس کے بعد فیصلہ کرنے میں مجھے کبھی غلطی نہیں ہوئی۔

ف: حضرت علی کے دورِ خلافت کوفہ میں دولہا دلہن شب عروسی میں رات بھر لڑتے رہے صبح ہو گئی بظاہر وجہ اختلاف کوئی نہیں۔ صبح کو آپ نے اپنے غلام کو فرمایا فلاں مکان پر جا اور دولہا دلہن جن کی کل شادی ہوئی ہے بلا لاؤ۔ وہ دونوں آپ کے پاس آ گئے۔ آپ نے فرمایا اے شخص تو اس عورت سے کیوں لڑتا ہے اس نے کہا مجھے کچھ نہیں معلوم اس کی صورت دیکھتے ہی مجھے نفرت ہو گئی تب آپ نے

عورت کو فرمایا میں جو کچھ معلوم کروں صحیح جواب دینا جھوٹ مت بولنا۔ عورت نے وعدہ کر لیا تب آپ نے فرمایا اے عورت تیرے چچا کا ایک لڑکا تھا جس کا تجھ سے تعلق تھا اُس نے کہا ہاں جی، آپ نے فرمایا تو اس سے حاملہ ہو گئی۔ عورت نے کہا درست ہے۔ آپ نے فرمایا تیرے لڑکا پیدا ہوا تو تُو اور تیری ماں اس لڑکے کو جنگل میں لے گئی اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر گھورے پر ڈال دیا اور گھر کو واپس ہو گئیں۔ تیری ماں نے مڑ کر دیکھا تو ایک کتا اس بچے کو کھینچنے لگا تب تیری ماں نے پتھر اُٹھا کر کتے کو مارا وہ پتھر کتے کی بجائے بچہ کے لگا۔ اس عورت نے کہا صحیح ہے آپ نے فرمایا تیری ماں نے واپس جا کر بچے کے سر پر پٹی باندھی عورت دلہن نے کہا صحیح ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے بعد تمھیں کچھ نہیں معلوم اس بچہ کا کیا ہوا۔ سنو تمھارے آنے کے بعد ایک سوار مسافر ادھر سے گزرا وہ لاولد (بے اولاد) تھا اُس نے بچّہ کے رونے کی آواز سُنی تو وہ بچہ کو اُٹھا کر اپنے گھر لے گیا اور پرورش کی۔ اور اے شخص اپنے سر سے ٹوپی اُتار اے عورت اس کے سر پر جو زخم کا نشان ہے تیری ماں کا پتھر اسی جگہ لگا تھا یا نہیں اُس نے کہا اسی جگہ لگا تھا آپ نے فرمایا یہ تیرا وہی لڑکا ہے۔ اللہ نے ماں کی عصمت کو بیٹے سے محفوظ رکھا۔ کوفہ میں آپ کا یہ پہلا فیصلہ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا اور سینہ بے کینہ سے سینہ ملانے اور دست مبارک سینہ پر رکھنے کا کرشمہ و معجزہ تھا۔ (شواہد النبوۃ)

بیہقی نے ابو العالیہ سے روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنی تمام ازواج کے حجروں میں سے کھانے کے لیے کوئی چیز منگائی مگر کچھ دستیاب نہ ہوا اس وقت آپ کے پاس صحابہ موجود تھے۔ آپ نے ایک بکری کے تھنوں میں ہاتھ لگایا بکری کے تھن دودھ سے بھر آئے ...

اس بکری نے ابھی بچہ نہیں دیا تھا نہ وہ بچہ دینے والی تھی۔ آپ نے اپنی تمام ازواج کو اس کا دودھ بھیجا اور موجود صحابہ کو شکم سیر فرمایا اور خود بھی نوشِ جان فرمایا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

بیہقی نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا۔ عبد اللہ بن مسعود بچپن میں عقبہ بن معیط کی بکریاں چراتے تھے۔ چراگاہ کی طرف ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا ابن مسعود تیرے پاس دودھ ہے عبد اللہ نے کہا ہے لیکن امانت ہے آپ نے فرمایا ایسی بکری لاؤ جس تک نر نہ پہنچا ہو (پٹھ ہو) میں کم عمر کی بکری لایا آپ نے اُس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا اور دُعا فرمائی ابو بکر نے آپ کو ایک پیالہ (کاسہ) دیا آپ نے اُس کو دودھ سے بھر کر ابو بکر کو دے کر سیر شکم فرمایا اور فرمایا اے تھنوں جیسے تھے ویسے ہی ہو جاؤ۔ عبد اللہ ابن مسعود نے کہا میرے ایمان لانے کا یہی معجزہ تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

بیہقی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکّہ سے مدینہ کو ہجرت کی راستہ میں ایک عرب قبیلہ کی آبادی میں پہنچے آپ ایک گھر کی طرف تشریف لے گئے اس گھر میں صرف ایک عورت تھی کوئی آدمی موجود نہیں تھا عورت نے کہا میں تنہا ہوں تم ہمارے سردار کے گھر جاؤ اگر قیام کا ارادہ ہے آپ نے ابھی اس کو کوئی جواب نہیں دیا تھا شام کا وقت تھا اس کا لڑکا چراگاہ سے آگیا اُس عورت نے اپنے بیٹے سے کہا یہ بکری اور چھری لو جو دودھ اور بچہ نہ دیتی ہو مہمانوں کو دو وہ اس کو ذبح کر کے بنائیں خود کھائیں اور ہمیں بھی کھلائیں وہ لڑکا آپ کے پاس چھری اور بکری لایا اپنی ماں کا پیغام دیا

آپ نے فرمایا چھری واپس لے جا پیالہ (کاسہ) لا۔ لڑکے نے کہا یہ بکری بوڑھی اور کمزور ہے دودھ دینے والی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا تم پیالہ لاؤ۔ وہ پیالہ لے آیا۔ آپ نے دست مبارک سے اس بکری کے تھن چھوئے اور دودھ سے پیالہ بھر کر فرمایا پہلے اپنی والدہ کو پلا کر آؤ۔ دوسرا پیالہ اس کو دیا۔ پھر ابوبکر صدیق کو پلایا۔ پھر آپ نے پیا۔ اور رات کو قیام فرما کر صبح کو روانہ ہوئے اس عورت نے آپ کا نام (مبارک) رکھا اس کی بکریوں اور دودھ میں برکت ہو گئی تھی۔ وہ عورت اپنے اسی لڑکے کے ساتھ مدینہ میں آئی۔ اس لڑکے نے حضرت صدیق اکبر کو راستہ میں دیکھ کر پہچان لیا اور اپنی ماں سے کہا یہ وہ آدمی ہیں جو مبارک کے ساتھ ہمارے یہاں رات کو ٹھہرے تھے۔ عورت صدیق اکبر کے پاس آئی اور بولی اے اللہ کے بندے تیرے ساتھ وہ آدمی کون تھا جو ہمارے گھر ایک رات رہا تھا صدیق اکبر نے فرمایا تو نہیں جانتی عورت نے کہا نہیں۔ صدیق اکبر نے کہا وہ اللہ کے نبی و رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے عورت نے کہا مجھے ان کے پاس لے چلو۔ صدیق اکبر اس کو آپ کی خدمت میں لائے اُس نے کچھ تحفے آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو کپڑے ونقدی عنایت فرمائی وہ مسلمان ہو گئی۔

ابن عساکر اور مدائنی نے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسید بن ایاس کے چہرے اور سینہ پر اپنا دستِ مبارک پھیرا تو اُسید اگر اندھیری کوٹھری میں داخل ہوتے تو وہ روشن و منوّر ہو جاتی۔ (کنز العمال)

ابونعیم اور طبرانی نے قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ قرصافہ نے کہا میرے ایمان لانے کا سبب یہ تھا۔ میں یتیم تھا والد کا انتقال ہو گیا تھا والدہ اور خالہ زندہ تھیں میں بکریاں چراتا تھا میری خالہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس جانے کو منع کرتی تھیں کہ وہ تجھے گمراہ و بے دین کردے گا۔ مگر میں بکریاں چراگاہ میں چھوڑ کر آپ کے پاس آجاتا۔ آپ کی گفتگو سنتا رہتا۔ شام کو بھوکی بکریاں گھر لے جاتا تا ان کا دودھ بھی کم ہو گیا۔ میری خالہ کہتیں تیری بکریوں کو کیا ہوا ان کا دودھ کم ہو گیا اور بھوکی رہتی ہیں میں نے کہا مجھے کیا معلوم کیا بات ہے۔ اسی طرح چند دن گزر گئے۔ میں مسلمان ہو گیا اور حضور سے اپنی خالہ کی شکایت کی اور بکریوں کی حالت بیان کی۔ آپ نے فرمایا اپنی بکریاں میرے پاس لاؤ۔ میں بکریاں آپ کے پاس لایا۔ آپ نے اُن کے تھنوں اور کمر پر دست مبارک پھیرا اور دُعاءِ برکت فرمائی وہ فربہ ہو گئیں اور ان کے تھن دودھ سے لبریز ہو گئے۔ میں ان کو گھر لے کر گیا تو میری خالہ نے کہا اس طرح چرایا کر۔ مَیں نے سارا واقعہ اور اپنا اسلام لانا والدہ اور خالہ کو سُنا دیا تو اُنھوں نے کہا ہمیں بھی اس برکت والے کے پاس لے چل اُنھوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ واپسی پر والدہ اور خالہ نے کہا اے بیٹے ہم نے ان جیسا حسین اور پاکیزہ لباس اور خوش اخلاق شیریں کلام نہیں دیکھا۔ جب گفتگو فرماتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے نور دہن مبارک سے نکلتا ہے۔ (دلائل النبوت. کنز العمال)

بیہقی اور طبرانی اور ابن سکن نے مالک بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر اور داڑھی پر اپنا دست مبارک پھیرا آپ کا ہاتھ جن بالوں سے مس ہوا وہ بال سیاہ رہے حالانکہ باقی بال سفید ہو گئے تھے۔ عمر بن ثعلب جہنی کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا ان کی عمر سَو سال ہوئی مگر وہ بال سیاہ ہی رہے جن پر آپ کا دست مبارک مَس ہوا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

بیہقی اور ترمذی نے علباء بن احمر سے اُنھوں نے ابو زید انصاری

سے روایت کیا۔ ابوزید نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے سر اور داڑھی پر دست مبارک پھیرا اور دعا فرمائی اے رب اسے جمال دے ابوزید عمر بن اخطب کہتے ہیں میری عمر سو سال سے زیادہ ہے لیکن میرے بال اب تک سیاہ (کالے) ہیں اور چہرے پر بڑھاپے کی کوئی جھری نہیں تادمِ وصال آپ کا یہی حال رہا۔ (ترمذی)

بیہقی نے ابوالعلاء سے روایت کیا۔ قتادہ بن ملحان کی عیادت خبر گیری کو گیا ان کا چہرہ اتنا روشن تھا ایک آدمی نزدیک سے گزرا تو اس کا عکس آپ کے چہرے پر منعکس ہوا اس کی وجہ یہ تھی ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے چہرے پر اپنا دست مبارک مس فرمایا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انھوں نے چہرے پر تیل کی مالش کی ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

سیرۃ النبویہ میں نقل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکّہ کے دن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کعبہ کی چھت پر اذان دینے کا حکم فرمایا بعض کافر ازروئے مذاق بلال کی نقل کرنے لگے۔ ان نقل اتارنے والوں میں ابومحذورہ بھی تھے۔ آپ نے ان کی آواز سُن کر فرمایا ابومحذورہ کو حاضر کرو ان کو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا ابومحذورہ کا خیال تھا مجھے قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا دستِ مبارک ان کی پیشانی اور سینہ پر رکھا ابومحذورہ فرماتے ہیں حضور کے اس عمل سے خدا کی قسم میرا دل ایمان و یقین سے لبریز ہو گیا میں نے ایمان قبول کر لیا تب آپ نے مجھے اذان کی تلقین فرمائی اور فرمایا مکّہ میں تو اذان دیا کر اس وقت میری عمر ۲۶ سال تھی۔ ان کے بعد ان کی اولاد مکّہ میں مؤذنی کے فرائض انجام دیتی رہی۔ (سیرۃ النبویہ)

دارمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے لڑکے کو لائی اور عرض کیا

یا رسول اللہ میرے بیٹے پر جن کا اثر ہے وہ اسے صبح و شام تنگ کرتا ہے آپ نے بچہ کے سینہ پر دست مبارک پھیرا۔ اس کو قے ہوئی اور اس کے پیٹ سے قے میں کالے پتلے کی طرح ایک جانور خارج ہوا جو حرکت کرتا تھا اور لڑکا صحیح ہو گیا۔ (انوار محمدیہ۔ مواہب لدنیہ)

نسائی نے محمد بن حاطب سے روایت کیا۔ محمد بن حاطب نے کہا بچپن میں مجھ پر گرم ہانڈی اُلٹ گئی میرے والد مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے آپ نے میرے جلے ہوئے جسم پر دم فرمایا اور دستِ مبارک پھیرا اور فرمایا اے اللہ اس کا درد (تکلیف) دور فرما دے۔ میں اُسی وقت صحیح ہو گیا جیسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ (نسائی۔ انوار محمدیہ)

ابن سعد اور ابن عساکر اور ابن اثیر نے شیبہ بن عثمان سے ان کے قبول اسلام کی کیفیت کو اس طرح روایت کیا۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتح ہو کر مکہ میں داخل ہوئے میں نے اپنے دل میں کہا۔ میں ہوازن کی طرف قریش کے ساتھ جاؤں گا۔ فتح مکہ کے بعد آپ حنین پر حملہ آور ہوئے میں ہوازن سے حنین چلا گیا۔ جنگ میں موقع پا کر محمد کو قتل کر دوں گا تو اپنی قوم کا بدلہ لینے والا اکیلا ہی قرار پاؤں گا میں نے کہا اگر تمام عرب و عجم محمد کا مطیع ہو جائے تب بھی میں ان کی پیروی اور اطاعت کبھی نہیں کروں گا۔ یہ خیال میرے دل میں پختگی پکڑ رہا تھا جنگ چھڑ گئی دونوں لشکر آپس میں گتھم گتھا ہو گئے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری کے خچر سے اُترے۔ میں نے تلوار کے دستہ پر ہاتھ رکھ کر آپ سے قریب ہو گیا۔ میں نے آپ کے قتل کا مکمل ارادہ کر لیا اور اپنی تلوار بلند کر کے حملہ کرنا ہی چاہتا تھا اُسی وقت آگ کا شعلہ بجلی کی طرح میری طرف لپکا۔ قریب تھا کہ وہ مجھے جلا دے۔ میں نے

خوف زدہ ہو کر اپنے ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اے شیبہ میرے نزدیک آ۔ میں قریب آیا آپ نے دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور فرمایا اے اللہ اس کو شیطان سے محفوظ فرما۔ شیبہ فرماتے ہیں خدا کی قسم آپ کے صرف اتنا فرمانے سے آپ کی محبت آنکھ کان اور اپنی جان سے زیادہ ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دل سے آپ کی عداوت دشمنی اور فرمانبرداری۔ آپ نے فرمایا قریب آؤ۔ دشمنوں سے ہمارے سامنے لڑو۔ اس وقت میری یہ حالت تھی اللہ جانتا ہے کہ میں شہید ہو جاؤں سب کچھ قربان کر دوں۔ اگر میرا باپ زندہ ہوتا اور میرے سامنے آجاتا تو میں اسے بھی قتل کر دیتا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو فتح عنایت فرمائی۔ آپ اپنے قیام گاہ میں تشریف لے گئے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ آپ نے فرمایا اے شیبہ جو تو نے اپنے لیے سوچا تھا اللہ نے تیرے لیے اس سے بہتر فرما دیا۔ اور جو کچھ میرے ارادے میں تھا آپ نے سب بیان فرما دیا حالانکہ میں نے کسی پر اپنے خیالات کا کبھی اظہار نہیں کیا تھا (علم غیب اور کیا ہوتا ہے) میں نے اُسی وقت کہا میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے واسطے مغفرت کی دُعا فرمائیں آپ نے فرمایا اللہ نے تیری مغفرت فرما دی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین)

حاکم بیہقی ابونعیم نے عبداللہ بن بُسر سے روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک عبداللہ بن بُسر کے سر پہ رکھا اور فرمایا یہ لڑکا ایک سو سال زندہ رہے گا اور اس کے چہرے سے مسّے ختم ہو جائیں گے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

ابن سعد اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ام سلیم کا لڑکا ابوطلحہ سے تھا اس کا انتقال ہو گیا۔ ابوطلحہ جب مکان میں واپس آتے لڑکے

کو دریافت کیا اُن کی بیوی اُم سلیم نے کہا آرام سے ہے اور کھانا پیش کیا۔ ان کے فارغ ہونے کے بعد کہا اگر کوئی شخص اپنی امانت تجھ سے طلب کرے تو کیا تو دینے سے انکار کرے گا یا افسوس کرے گا۔ ابو طلحہ نے کہا نہیں اُم سلیم نے کہا اللہ نے اپنی امانت جو تجھ کو بیٹے کی صورت میں دی تھی تجھ سے واپس لے لی۔ دوسرے دن صبح کو بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور اُم سلیم کی گفتگو سنائی آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آج کی رات کو تم دونوں کے لیے بابرکت فرمائے۔ ابو طلحہ کے لڑکا پیدا ہوا تو ابو طلحہ اس کو آپ کے پاس لائے آپ نے اس کو دم کیا اور دست مبارک اس کی پیشانی پر پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ تاحیات عبداللہ کے چہرہ کی نورانیت باقی رہی۔ انصار میں اپنے وقت کا سب سے بڑا عابد و زاہد عالم ہوا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اور بیہقی نے امام عاصم یعنی عتبہ بن فرقد کی بیوی سے روایت کیا۔ ہم چار عورتیں عتبہ کے نکاح میں تھیں۔ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر خوشبو لگاتیں اس کی وجہ یہ تھی کہ عتبہ کی خوشبو پر ہماری خوشبو غالب آجائے۔ لیکن عتبہ کی خوشبو سب کی خوشبو پر غالب رہتی۔ اور جب وہ آدمیوں میں بیٹھتا تو وہ کہتے ہم نے آج تک ایسی خوشبو نہیں سونگھی۔ ہم سب نے ایک دن اپنے خاوند عتبہ سے سوال کیا تم یہ خوشبو کہاں سے لاتے ہو جو نہ کسی خوشبو سے ملتی ہے نہ مغلوب ہوتی ہے۔ عتبہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک مرتبہ میرے تمام جسم پر پھوڑے پھنسی ہو گئے میں نے آپ سے شکایت کی آپ نے مجھے کپڑے اُتارنے کو فرمایا میں کپڑے اُتار کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے اپنا لعاب دہن (تھوک) اپنے دست مبارک پر لیا اور میرے پیٹ اور کمر پر ملا یا میرے زخم درست ہو گئے اور یہ خوشبو باقی رہ گئی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

بیہقی اور ابن عساکر نے وائل بن حجر سے روایت کیا۔ وائل فرماتے ہیں میں نبیٔ پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے مصافحہ کرتا تھا تو تین دن تک مشک کی خوشبو سے بہتر خوشبو میرے ہاتھ سے آتی رہتی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

امام احمد اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ابن سعد اور ابو یعلی اور بغوی اور حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں طبرانی اور بیہقی نے حنظلہ بن حذیم سے روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنظلہ کے سر پہ دست مبارک پھیرا اور فرمایا تجھ برکت دی گئی۔ ذیال نے کہا میں نے حضرت حنظلہ کو دیکھا ان کے پاس بیمار بکری جس کے تھن متورم (سوجھے) ہوتے یا ایسی اُونٹنی جس کے تھنوں میں بیماری ہوتی یا کوئی انسان جس کے جسم پر ورم ہوتا آتا تو حضرت حنظلہ اپنے ہاتھ پر لعاب دہن (تھوک) لیتے اور اس جگہ پر لگاتے جہاں حضور نے ان کے سر پہ ہاتھ رکھا تھا اور کہتے بسم اللہ علی اثر ید رسول اللہ۔ اللہ کے نام سے اور رسول اللہ کے ہاتھ کی برکت سے کہہ کر ورم کی جگہ پہ سر کے اس حصہ کو لگاتے اُسی وقت ورم دور ہو جاتا مریض صحت یاب ہو جاتا۔ (انوار محمدیہ ۔مواہب لدنیہ)

امام بخاری نے تاریخ میں بغوی ابن مندہ نے الصحابہ میں صاحب بن علاء بن بشر سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے اپنے والد بشر بن معاویہ سے روایت کیا۔ میں اپنے والد معاویہ بن ثور کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے میرے سر پہ دست مبارک پھیرا اور دُعا فرمائی۔ آپ نے جس جگہ دست مبارک رکھا تھا وہ جگہ چمکدار تھی اور جس عضو ماؤف کو مَیں اس سے مَس کر دیتا وہ عضو صحیح ہو جاتا تکلیف بالکل ختم ہو تی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

ابو نعیم نے عروہ سے روایت کیا عامر بن مالک مرض استسقاء میں مبتلا

تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں قاصد کے واسطے سے طالب دُعا ہُوا کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی برکت سے شفاعنایت فرمائے۔ اپنے قاصد کی گزارش سن کر ایک مشت خاک اُٹھائی اور اپنا لعابِ دہن (تھوک) اس پر ڈال کر اس قاصد کو دے دیا۔ قاصد نے اپنے دل میں خیال کیا۔ آپ نے مجھ سے مذاق فرمایا ہے اتنا مہلک مرض اس مٹی اور لعاب سے دُور ہو سکتا ہے۔ اسی بے یقینی کی کیفیت میں اس کو لے آیا اور عامر بن مالک کو اس کا پانی پلایا۔ یعنی اس مٹی کو پانی میں ڈال دیا اور اس پانی کو پلایا آپ کی برکت سے مریض صحتیاب ہو گیا۔ (کنز العمال)

بغوی ابن شاہین ابن السکن ابن منده طبرانی حاکم بیہقی ابو نعیم نے حزام بن ہشام بن حبیش بن خالد سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت فرمائی تو آپ کے ہمراہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اُن کا علام عامر بن فہیرہ اور رہبر عبد اللہ بن اریقط تھے۔ آپ اُم معبد خزاعیہ کے خیمہ پر تشریف لائے وہ درمیانی عمر کی عورت تھی مسافروں کو کھانا پانی مہیّا کرتی تھی آپ نے اُس سے معلوم فرمایا تیرے پاس کھجور یا گوشت فروخت کرنے کے لیے موجود ہے اُم معبد خزاعیہ نے کہا خشک سالی کی وجہ سے ہر چیز کمیاب ہے میرے پاس کچھ موجود نہیں اس کے خیمہ میں ایک بوڑھی بکری بندھی ہوئی تھی آپ نے فرمایا یہ بکری کیسی ہے اُم معبد نے کہا یہ بوڑھی ہے کمزوری کی وجہ سے چراگاہ تک بھی نہیں جا سکتی آپ نے فرمایا دودھ دیتی ہے اُس نے کہا اس کا دودھ کبھی کا خشک ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا تو ہمیں اس کا دودھ نکالنے کی اجازت دیتی ہے۔ اس نے کہا جو چاہیں کریں۔ آپ نے فرمایا بکری لاؤ۔ آپ نے اس کے

تھنوں میں اللہ کا نام لے کر دست مبارک لگایا۔ بکری اسی وقت ٹانگیں پھیلا کر کھڑی ہوگئی تھنوں میں دودھ اُتار لیا جگالی شروع کر دی۔ آپ نے ایک بڑے برتن کو دودھ سے بھر دیا۔ اور اپنے رفقاء کو شکم سیر کر کے خود نوش جان فرمایا دوسری مرتبہ اس برتن کو دودھ سے بھر کر اُم معبد کو دیا اور بکری کو خرید کر اس کے پاس ہی چھوڑ دیا۔ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ کچھ دیر بعد اس کا شوہر ابو معبد آیا اپنی لاغر کمزور بکریاں لایا۔ گھر میں دودھ دیکھ کر تعجب سے پوچھا یہ دودھ تیرے پاس کہاں سے آیا بکری بوڑھی ہے دودھ نہیں دیتی ہے۔ اُم معبد نے کہا ہمارے پاس آج ایک مبارک برکتوں والا آدمی گزرا ہے اس کا حال ایسا تھا۔ ابو معبد نے کہا ان کے اوصاف تفصیل سے بیان کرو اُم معبد نے کہا میں نے ایسا آدمی دیکھا جس کا ظاہر روشن اور چہرہ نیکو کار۔ درخشاں اور کشادہ ابرو دل پسند صورت نیک خو پاک سیرت، کشادہ پیشانی، انتہائی حسین درمیانہ جسم نہ دُبلا نہ موٹا۔ خوبصورت۔ خوش وضع۔ صاحب جود و سخا۔ فراخ سیاہ چشم۔ دلکش چہرہ۔ خوبصورت پلکیں۔ نرم آواز۔ گردن درمیانہ نہ چھوٹی کوتاہ نہ لمبی مناسب، بھری داڑھی۔ کشادہ ابرو۔ دانت موتیوں کی لڑی۔ خاموشی پُروقار۔ سب انسانوں سے زیادہ حسین وجمیل۔ نجیب و شریف۔ عظیم القدر۔ دور و نزدیک سے جمال ظاہری و باطنی چہرہ پر ظاہر۔ شیریں کلام۔ خوش گو۔ خوش رو۔ مجسم نور۔ فصیح و بلیغ۔ ان کا کلام لطف آمیز اور سرور افزا۔ صحت تلفظ و سلاست میں بے مثل۔ میانہ قد۔ سرو کی طرح مستقیم۔ چہرہ پر تازگی و رونق۔ صاحب قدر و حشمت۔ ان کے رفیق ساتھی بے دام غلام۔ ان کی گفتگو بغور سنیں حکم فوراً بجا لائیں۔ بصدق دل خدمت گزار جاں نثار۔ اطاعت شعار ہمہ وقت فدا ہونے کو تیار۔ وہ خوش خو ترش روئی سے دور۔ رحم و درگزر کرنے والے۔ ابو معبد نے ان اوصاف کو سن کر کہا بخدا یہ وہی شخص تھے جنھوں نے مکہ میں دعویٰ نبوت کیا ہے۔ (کنز العمال)

ابن سعد اور ابونعیم نے واقدی کی روایت سے حزام بن ہشام نے اپنے والد سے اُنھوں نے اُمِ معبد سے روایت کیا۔ وہ بکری جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ دوہا تھا وہ ہمارے پاس عام رمادہ (خشک سالی) جو زمانہ خلافت عمر بن خطاب کا تھا دودھ دیتی رہی ہم صبح و شام اس کا دودھ نکالتے تھے جبکہ کوئی جانور خشک سالی کی وجہ سے دودھ نہیں دیتا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

ابویعلی طبرانی حاکم بیہقی ابونعیم نے قیس بن نعمان سے روایت کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ، ہجرت میں تھے آپ نے ایک چرواہے سے دودھ طلب فرمایا چرواہے نے عرض کیا ہمارے پاس کوئی بکری دودھ دینے والی نہیں البتہ ایک بکری ابتداءِ سرما میں حاملہ ہوئی تھی اس کا حمل ضائع ہو گیا اور وہ دودھ بھی نہیں دیتی آپ نے فرمایا اس کو لاؤ چرواہے نے بکری حاضر کر دی۔ آپ نے بکری کے تھنوں پر دست مبارک پھیرا اور دُعا فرمائی صدیق اکبر نے اپنی ڈھال پیش کر دی۔ آپ نے صدیق اکبر اور چرواہے کو سیراب فرما کر خود نوشِ جاں فرمایا۔ چرواہے نے کہا آپ کون ہیں خدا کی قسم میں نے آج تک آپ جیسا بابرکت آدمی نہیں دیکھا آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) چرواہے نے کہا اچھا آپ وہ ہیں جن کو قریش نیا دین لانے والا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ یہی کہتے ہیں۔ چرواہے نے کہا میں گواہی دیتا ہوں بے شک آپ اللہ کے نبی و رسول ہیں آپ جو دین لائے ہیں وہ برحق ہے اور آپ نے جو یہ کام کیا ہے سوائے نبی کے کوئی نہیں کر سکتا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

امام احمد۔ بزار۔ بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر

کھانا طلب کیا آپ کے پاس اُس وقت خشک روٹی کا ٹکڑا تھا آپ نے اُس کو ریزہ ریزہ فرما دیا اور اُس پر دستِ مبارک رکھ دُعا فرمائی اور کہا کھاؤ دہاتی نے شکم سیر ہو کر کھایا مگر وہ کھانا اس طرح موجود تھا۔ دہاتی نے کہا آپ بہت نیک آدمی ہیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین)

واقدی۔ ابونعیم۔ ابن عساکر نے عرباض بن ساریہ سے روایت کیا۔ میں جنگِ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا آپ نے ایک رات بلال سے فرمایا تمھارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے بلال نے کہا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہمارے توشہ دان خالی ہیں۔ آپ نے فرمایا تلاش کرو شاید کچھ نکل آئے۔ چند توشہ دان تلاش کیے تو کسی سے ایک کسی سے دو کھجوریں برآمد ہوئیں جو کل سات۷ کھجوریں تھیں آپ نے ان کو ایک دسترخوان پر رکھ کر دستِ مبارک رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ ہم تین آدمیوں نے کھایا میں نے اپنی گٹھلیاں شمار کیں تو وہ چون۵۴ تھیں جن کو میں دوسرے ہاتھ میں جمع کر رہا تھا۔ دونوں ساتھیوں نے بھی تقریباً اتنی اتنی ہی کھائیں ہم نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیے آپ نے دستِ مبارک اُٹھایا تو وہ سات کھجوریں بدستور موجود تھیں۔ آپ نے فرمایا اے بلال ان کو رکھو ان کو صبح سے پہلے کوئی نہ کھائے۔ جب صبح ہوئی آپ نے بلال کو کھجوریں لانے کو فرمایا۔ بلال نے حاضر کر دیں۔ آپ نے دستِ مبارک اُن پر رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو ہم دس آدمیوں نے سیر ہو کر کھایا مگر کھجوریں اتنی کی اتنی ہی موجود تھیں۔ آپ نے فرمایا مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے ورنہ ہم ان کو مدینہ واپس ہونے تک کھاتے رہتے۔ آپ نے ایک لڑکے کو وہ کھجوریں عنایت فرما دیں وہ کھاتا ہوا چلا گیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین)

طبرانی ابونعیم نے سلمان بن حبان اُنھوں نے واثلہ بن الاسقع سے روایت کیا۔ واثلہ نے کہا میں اصحابِ صفہ میں تھا میرے ساتھیوں نے بھوک کی شکایت کی اور مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے لیے کھانا طلب کروں میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اصحابِ صفہ کی درخواست پیش کی۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ تمھارے پاس خوراک میں کچھ موجود ہے۔ عائشہ صدیقہ نے عرض کیا میرے پاس روٹی کے چند ٹکڑے موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک برتن اور اُن ٹکڑوں کو لاؤ آپ نے اپنے دستِ مبارک سے ان کا ثرید (ملیدہ) بنایا وہ برتن پُر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا جا کر اپنے دس ساتھیوں کو بلا لو۔ میں دس آدمیوں کو لایا۔ آپ نے فرمایا اللہ کا نام لے کر کناروں سے کھاؤ درمیان میں برکت نے اس ملیدہ کو دستِ پاک سے دوبارہ ملا تو وہ برتن پھر بھر گیا۔ آپ نے فرمایا دس آدمی اپنے ساتھیوں سے اور بلا لو میں دس آدمی لے آیا وہ بھی شکم سیر ہو گئے۔ آپ نے فرمایا اور کوئی بھوکا باقی ہے میں نے عرض کیا دس اور باقی ہیں آپ نے فرمایا انھیں بھی لاؤ وہ دس بھی شکم سیر ہو گئے۔ مگر پیالہ جوں کا توں لبریز تھا آپ نے فرمایا یہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو واپس کر دو۔ (حجۃ اللہ)

بیہقی اور ابونعیم نے عمران بن حصین سے روایت کیا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی طرف نظر فرمائی تو ان کا رُخ مبارک بھوک کی شدت سے زردی مائل تھا آپ نے دستِ مبارک فاطمہ کے گلے کے پاس رکھا اور دُعا فرمائی اے خدا اس کو شکم سیر فرما۔ اور فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمیشہ شکم سیر رکھ۔ عمران فرماتے ہیں میں نے دیکھا رُخِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زردی اُسی وقت غائب ہو گئی۔ اس کے بعد میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا آپ کی بھوک کا اب کیا حال ہے

آپ نے فرمایا اے عمران اس دن کے بعد کبھی بھوک نہیں لگتی۔

فائدہ: بیہقی نے کہا عمران نے حضرت فاطمہ کو اُس وقت دیکھا تھا جب پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا آپ نے جب اُم المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو میری والدہ اُم سلیم نے کھجور۔ گھی۔ پنیر۔ دھی ملا کر ایک نفیس کھانا تیار کیا جسے عربی میں حیس کہتے ہیں۔ ایک پیالے میں بھر کر دیا کہ اس کو بارگاہِ رسالت میں پیش کرو۔ میں نے سلام عرض کیا اور اپنی والدہ کا سلام پیش کیا اور عرض کیا والدہ نے یہ حَیس آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ اُس وقت اس حقیر تحفہ کو قبول فرمائیں۔ ارشاد فرمایا اسے رکھو چند آدمیوں کا نام لے کر فرمایا ان کو بلاؤ ان کے سوا اور جو کوئی ملے اس کو بھی بُلالانا۔ میں ان کو اور اُن کے سوا جو کوئی مِلا آپ کے پاس بُلالایا۔ وہ تمام جگہ بھر گئی جن کی تعداد تقریباً تین سو ۳۰۰ تھی۔ میں نے دیکھا آپ نے دستِ مبارک میرے لائے ہوئے کھانے پر رکھا اور کچھ پڑھا۔ اور دس ۱۰ آدمیوں کو کھانے کا حکم فرمایا کہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھ کر کھاؤ۔ یکے بعد دیگرے دس دس آدمیوں کو کھلاتے رہے یہاں تک کہ تمام نے شکم سیر ہو کر کھا لیا تو مجھے فرمایا اس کو اُٹھا کر لے جاؤ۔ میں نے اُٹھایا تو اس میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوا تھا۔

واقدی نے کہا مجھ سے عمر بن عثمان جحمی نے ان سے اُن کے والد نے اُن سے اُن کی پھوپھی نے حدیث بیان کی۔ عکاشہ بن محصن کی جنگِ بدر میں تلوار ٹوٹ گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی عنایت فرمائی میں نے پکڑی تو وہ نہایت چمکدار لمبی اور تیز تلوار تھی۔ اُس نے اسی تلوار سے جنگ لڑی

اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست دی وہ تلوار تمام عمران کے پاس رہی۔ اس حدیث کو دوسرے راویوں نے بھی روایت کیا ہے۔ (مواہب لدنیہ)

واقدی نے اسامہ بن زید اللیثی سے اُس نے داؤد بن الحصین سے اُس نے بنی عبد الاشہل کے چند آدمیوں سے روایت کیا۔ جنگِ بدر میں سلمہ بن اسلم بن حریش کی تلوار ٹوٹ گئی اور وہ نہتے رہ گئے تو رسالتمآب نے ان کو اپنے ہاتھ کا درہ تازیانہ عنایت فرما دیا اور فرمایا لو اس سے لڑو اُن کے ہاتھ میں آتے ہی وہ بہترین قسم کی تلوار ہو گئی اور تا زیست اُن کے پاس رہی۔

ابن سعد نے طبقات میں روایت کیا کہ ہلب بن یزید بن عدی ایک وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا وہ گنجا تھا آپ نے اس کے سر پر دست مبارک پھیرا تو فوراً بال اُگ آئے اس لیے ان کا نام ہلب (بالوں والا) پڑ گیا۔

بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ ایک دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ سے جو کچھ سنتا ہوں بھول جاتا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا اپنی چادر بچھا میں نے بچھا دی آپ نے ایک لپ اس میں کچھ ڈال دیا اور فرمایا اپنے سینے سے لگا لو۔ میں نے سینے سے لگا لیا۔ اس کے بعد مجھے نسیان (بھول) کی شکایت نہیں ہوئی۔

ابن سعد نے زید بن اسلم سے روایت کیا کہ قتادہ بن نعمان کی آنکھ میں تیر لگا اور آنکھ کا ڈیلہ رخسارہ پر آ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے دست مبارک سے اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اس آنکھ نے پہلے سے زیادہ بہتر کام کیا۔

حضرت ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی خبر دی کہ ہشام بن محمد جھرنے اور ان کو خبر دی جعفر بن کلاب جعفری نے بنی عامر کے شیوخ سے اُنھوں نے کہا کہ وفد میں زیاد بن مالک حاضر ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں

آپ نے اُس کے لیے دُعا فرمائی اور اُس کے سر پہ ہاتھ رکھا اور اُس کے چہرے اور ناک کی طرف پھیرتے ہوئے لائے تو ہمیشہ اس کا چہرہ چمکتا تھا اور برکت ظاہر ہوتی پہچانی جاتی۔

مسلم ابو داؤد اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میدانِ بدر میں یہ مقام ہے فلاں کے زخمی ہونے کا انشاء اللہ تعالیٰ اور زمین پر اُس جگہ ہاتھ رکھا اور یہ فلاں آدمی کے گرنے کی جگہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ اور اُس جگہ پر ہاتھ رکھا۔ اور یہ جگہ ہے فلاں کے زخمی ہونے کی انشاء اللہ تعالیٰ اور اُس جگہ ہاتھ رکھا۔ پس خدا کی قسم وہ ذات پاک جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اُن نشانوں سے ایک سوت بھر بھی وہ شخص دور نہیں تھا اور اُسی جگہ پر مقتول پایا گیا پھر ان لاشوں کو ایک گڑھے میں گھسیٹ کر ڈال دیا تھا۔ (صحیح مسلم)

بیہقی ابو نعیم نے حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کو یہود سے خریدنا چاہا اتنے اتنے درہم میں اس شرط پر کہ کھجور کے درخت کتنی تعداد میں لگائے جائیں اور اُن کے پھل دینے تک سلمان غلام رہیں گے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی گٹھلیاں) طلب فرمائیں۔ انھوں نے گٹھلیاں آگ میں بھون کر دیں تاکہ وہ اُگ نہ سکیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن گٹھلی پر لگا کر زمین میں داب دیا مگر چند گٹھلی فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لگائیں ان سے پودے نہیں نکلے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کس نے لگایا تھا صحابہ نے عرض کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اکھاڑا اور اپنے دست مبارک سے لعاب دہن لگا کر دوبارہ لگا دیا تو اس

باغ میں اسی سال پھل آئے اور سلمان فارسی آزاد ہو گئے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)
بخاری نے براء بن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع یہودی کے قتل کے لیے کچھ آدمی انصار سے مقرر فرمائے ان میں عبد اللہ بن عتیک بھی شامل تھے۔ عبد اللہ نے ابو رافع کو قتل کیا اور واپسی پر ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اُنھوں نے ٹانگ کو عمامہ سے باندھا اور ساتھیوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنی ٹانگ ٹوٹنے کا واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ٹانگ پھیلا تو اُنھوں نے اپنی ٹانگ پھیلائی۔ آپ نے اُس کے اُوپر اپنا دست مبارک پھیرا (اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اُس پر لعابِ دہن لگایا) پس وہ ایسے ہو گئی کہ جیسے کبھی ٹانگ ٹوٹی ہی نہیں تھی۔

انگشتانِ مُبارک

اُنگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ
کف دریائے کرم میں ہیں رضا
پانچ فوارے چھلکنے والے
چاند جھک جاتا جدھر اُنگلی اُٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا
نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
اُنگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

حاکم نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ میرے لیے دُعا فرمائیں کہ میں دینِ اسلام قبول کر لوں اور وہ آپ کی نبوت کی نشانی (معجزہ) ہو جو میں نے آپ کے بچپن میں دیکھا ہو۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے میرے بچپن میں نہیں

دیکھا کہ میں چاند سے کھیلتا تھا اور اپنی اُنگلی سے اشارہ کرتا تھا اور جس طرف اشارہ کرتا چاند اُس طرف ہی جھک جاتا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اُس سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا اور میں اُس کے گرنے کی آواز کو سنتا تھا جس وقت وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا تھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ۔ انوار محمدیہ ۔ مواہب لدنیہ)

طبرانی نے روایت کیا ہے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ اس دنیا میں تشریف لائے تو آپ کی مٹھی بند تھی اور کلمے کی اُنگلی سے آپ اشارہ فرماتے تھے جیسے کوئی تسبیح پڑھتا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

امام بخاری و مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا حدیبیہ میں پانی ختم ہونے کی وجہ سے لوگ پیاسے ہو گئے آپ اُن کے درمیان میں تھے اور آپ کے پاس ایک چمڑے کے پیالے میں پانی تھا۔ آپ نے اُس سے وضو فرمایا۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ صحابہ نے عرض کیا ہمارے پاس پانی موجود نہیں کہ جس سے ہم وضو کریں یا پییں اس برتن میں پانی کے سوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں ہاتھ رکھا تو پانی آپ کی اُنگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح جاری ہوا۔ جابر کہتے ہیں ہم نے پیا اور وضو کیا جابر سے پوچھا گیا کہ تم حدیبیہ میں کتنے آدمی تھے۔ جابر نے کہا اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو ہمارے لیے کافی ہوتا مگر ہم پندرہ سو آدمی تھے۔ (بخاری)

امام بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے مقام زوراء میں ایک برتن کے ساتھ جس میں پانی تھا تو آپ نے اپنا دست مبارک اُس پانی میں رکھا تو پانی آپ کی اُنگلیوں کے درمیان سے چشمے کی طرح اُبلنے لگا۔ پس تمام اصحاب

نے وضو کیا کہا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کُل کتنے آدمی تھے کہا تین سَو کے لگ بھگ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کی اُنگلیوں سے اور اُنگلیوں کے کناروں سے پانی اُبلتا تھا۔ (بخاری، مسلم)

بخاری نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا فرمایا ہم برکت کے لیے معجزات کو شمار کرتے تھے اور تم اس کو ہلکا کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے پانی کم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ بچا ہوا پانی برتنوں سے جمع کر لو اور اُسے میرے پاس لاؤ تو وہ تھوڑا سا پانی تھا جو آپ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اس برتن کے اندر ہاتھ رکھ کر فرمایا آؤ پاک، مبارک برکت والے پانی کی طرف جو اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی اُنگلیوں کے درمیان سے اُبل رہا ہے اور ہم سنتے تھے کھانے کی تسبیح کو جب آپ کھانا تناول فرماتے تھے۔ (بخاری)

حدیث کی تمام کتابوں میں محدثین نے اس کو نقل فرمایا ہے ایک رات ابو جہل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک یہودی راہب کے ساتھ آیا۔ آپ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے اور ابو جہل کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ ابو جہل نے کہا اے محمد لات وعزیٰ کی قسم اگر تو کوئی معجزہ دکھائے جیسا کہ تجھ سے پہلے رسولوں نے دکھایا تو میں تیرے اُوپر ایمان لے آؤں گا ورنہ میں تیرا سر اس تلوار سے اُڑا دوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو جہل تو میرا سر کاٹنے پر قادر نہیں ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ میری حفاظت کرتا ہے لیکن اے ابو جہل جو تو نے کہا ہے اگر تو اللہ بلند و برتر کی قسم کھائے پس ابو جہل نے کہا اس گھر کے رب کی قسم اگر آپ کوئی معجزہ ایسا دکھائیں جیسا کہ آپ سے پہلے رسولوں نے دکھایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو کون سا معجزہ طلب کرتا ہے اور ابو جہل

متفکر ہو گیا اور کہا اے محمد میرے دل میں کیا ہے جو میں تم سے طلب کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ وہ چیز اس کے اُوپر مشکل ہو اور وہ اس کے ظاہر کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کے ساتھی یہودی نے کہا کہ وہ یہ جادوگر ہے اور ان سے کہہ کہ وہ چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھائیں اس لیے کہ جادو آسمان پر اثر نہیں کرتا بلکہ زمین پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ابو جہل نے کہا اے محمد ہمارے لیے چاند کو چیر کر دکھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت سے چاند کی طرف اشارہ فرمایا پس چاند دو ٹکڑے نصف نصف ہو گیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ نصف اپنی جگہ قائم رہا اور دوسرا نصف اس سے علیحدہ ہو گیا۔ پھر ابو جہل نے کہا اے محمد چاند کو کہو آپس میں مل جائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ اشارہ فرمایا پس وہ پہلی حالت میں آ گیا (یعنی ایک دوسرے کے ساتھ مل کر مکمل ہو گیا) (جدید دور میں چاند پر جانے والے سائنس دانوں نے یہ انکشاف کیا ہے کہ چاند کے درمیان میں ایک ایسی دراڑ ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں ٹکڑے علیحدہ ہو کر دوبارہ ملے ہیں) جب یہودی نے اس معجزے کو دیکھا تو وہ اللہ اور اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب ابو جہل نے دیکھا تو کہا بیشک محمد بہت بڑا جادوگر ہے چاند پر جادو کیا اور ہم نے اسے دو حصّوں میں دیکھا اور پھر کہا ہم اُس وقت تک یقین نہیں کریں گے جب تک ہم اپنے قاصد گردونواح میں بھیج کر معلوم نہ کریں کہ اُنھوں نے بھی چاند کو دو ٹکڑے دیکھا ہے پھر تو یہ معجزہ ہو گا ورنہ یہ جادو ہے۔ پس ابو جہل نے اپنے اطراف کے شہروں میں لوگ بھیجے کہ وہ معجزہ شق القمر کے متعلق معلومات حاصل کریں۔ جب قاصد واپس آئے تو اُنھوں نے

معجزۂ شق القمر کی تصدیق کی کہ وہاں بھی لوگوں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتا دیکھا ہے تو ابوجہل بولا یہ بڑا بھاری جادوگر ہے۔ (انوار محمدیہ ۔ حجۃ اللہ علی العالمین)

فائدہ: اسی معجزہ کو دیکھ کر مالابار کا راجہ مسلمان ہوگیا تھا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ایک سال قحط پڑا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ خطبہ کے درمیان ایک اعرابی کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مال ہلاک ہوگئے اور بال بچے مصیبت میں پھنس گئے ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بلند فرمائے اور ہم نے دیکھا کہ آسمان پر ہاتھ اُٹھانے کے وقت کوئی بادل کا ٹکڑا نہیں تھا قسم ہے اُس ذات کی کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ ابھی آپ نے ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے کہ بادل مثل پہاڑوں کے چڑھ آئے اور آپ منبر سے نیچے تشریف نہیں لائے تھے کہ بارش شروع ہوگئی اور آپ کی ریش مبارک سے قطرے ٹپک رہے تھے اور مسلسل اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ پھر وہ اعرابی کھڑے ہوئے یا ان کے سوا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مکان گرنے لگے۔ ہمارے مال ڈوب گئے پس دُعا فرمائیے اللہ تعالیٰ سے تو آپ نے ہاتھ اُٹھائے اور عرض کیا اے اللہ ہمارے اِرد گرد برسا ہم پر نہ برسا۔ پھر آسمان کی طرف انگلی سے اشارہ فرمایا اور بادل پھٹ گیا اور مدینہ کے چاروں طرف ایک مہینہ تک بارش ہوتی رہی اور جب بھی کوئی مسافر آتا تو بارش کی کثرت کا ذکر کرتا۔ (انوار محمدیہ ۔ مواہب لدنیہ ۔ بخاری شریف ۔ مسلم شریف)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن ایک پانی کے کنارے پر تشریف فرما تھے کہ عکرمہ بن ابی جہل آیا اور کہا اگر تم سچے ہو پس اس پتھر کو بلاؤ جو پانی کے دوسرے کنارے

پڑے ہے پتھر پانی پر تیرتا آئے اور ڈوبے نہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پتھر کی طرف اشارہ کیا تو پتھر اپنی جگہ سے اکھڑا اور پانی پر تیرا ہوا بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا پتھر نے باآوازِ بلند کلمۂ شہادت پڑھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عکرمہ سے فرمایا اتنا ہی کافی ہے یا اور کچھ تو اُس نے کہا کہ یہ اپنی جگہ پر واپس چلا جائے۔ آپ نے اشارہ فرمایا اور وہ پتھر اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ (انوارِ محمدیہ)

مسلم بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں آپ کے ساتھ جا رہے تھے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے جابر وضو کے لیے آواز دے تو میں نے کہا الوضوء الوضوء اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے برتنوں میں ایک قطرہ بھی پانی نہیں ہے۔ ایک انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تو فلاں انصاری کے پاس جا اور اُس کے مشکیزے میں دیکھ کہ کچھ پانی ہے۔ میں اس انصاری کے پاس گیا اور دیکھا تو اس کے مشکیزے میں چند قطرے کہ اس سے ایک پیاسا آدمی سیراب ہو سکے اگر پورا لوٹ لیا جائے تو ایک آدمی اس کو پی لے۔ پس میں اس پانی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لایا اور آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ لاؤ اور اس کو اپنے ہاتھ میں لیا اور کچھ تلاوت فرمایا جو میں نہ سمجھ سکا اور اس کو میرے ہاتھ میں دیا اور فرمایا اے جابر اُونٹوں کے پلانے والا برتن منگاؤ۔ میں نے آواز دے کر وہ برتن طلب کیا۔ آپ نے اس پانی کو برتن میں لوٹ کر دستِ مبارک رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس طریقے سے کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے جاری ہو گئے اور فرمایا کہ اے جابر پانی لو اور فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پس میں نے دیکھا کہ

پانی آپ کی اُنگلیوں سے اُبل رہا ہے اور برتن بھر گیا آپ نے فرمایا اے جابر لوگوں کو پکارو کہ جس کو پانی کی ضرورت ہو وہ لے۔ پس لوگ آئے اور انھوں نے پیا اور اپنے برتن بھرے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک نکالا تو وہ برتن ویسے ہی بھرا ہوُا تھا۔

ابن عساکر نے جلہمہ بن عرفطہ سے روایت کیا کہ میں ایک مرتبہ مکّہ معظمہ حاضر ہوُا۔ اہل مکّہ خشک سالی کی وجہ سے سخت ترین قحط سالی میں گرفتار تھے۔ ایک آدمی نے کہالات وعزیٰ کو خوش کرو دوسرے نے کہامنات کو راضی کرو۔ ایک بزرگ سرخ وسفید خوبصورت صاحب الرائے اُٹھ کر کھڑے ہو گئے اور بولے تم لوگوں کو اس مصیبت سے نجات ایک شخص دلائے گا جو اولاد ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام میں برگزیدہ ہے۔ ان لوگوں نے کہا تمھاری مُراد ابو طالب سے ہے اُس شخص نے کہا ہاں وہی سب کھڑے ہو گئے میں بھی اُن کے ساتھ چل پڑا انھوں نے ابو طالب کے دروازہ پر دستک دی ابو طالب باہر تشریف لائے تو ان سب نے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں چراگاہیں خشک ہو گئی ہیں۔ مویشی بھوکے ہیں ہم اپنے بچوں کے لیے کھیتوں میں کچھ نہیں پاتے آپ ہمارے لیے بارش کی دعا فرمائیے تا کہ ہم کو اس عذاب سے نجات ملے۔ ابو طالب اپنے ساتھ ایک بچّہ کو لے کر کعبہ میں تشریف لائے۔ اور اس بچہ کی کمر دیوار کعبہ سے لگا کر اس کے واسطے سے بارش کی دُعا طلب کی۔ اس بچہ نے اپنی انگشت سے آسمان کی طرف اشارہ فرمایا جیسے کوئی خضوع وخشوع اور عجز و نیاز سے بارگاہِ خداوندی میں کچھ عرض کرتا ہے اس وقت آسمان بالکل صاف تھا بادل کا نشان تک نہیں تھا۔ اچانک چاروں طرف سے بادل اُمڈ آئے اور اتنی زیادہ بارش ہوئی کہ ہر طرف پانی ہی پانی تھا دشت و جبل سیراب ہو گئے۔ اسی واقعہ کو ابو طالب نے آپ کے اعلانِ نبوت کے بعد

قریش سے کہا جب قریش آپ کے در پہ آزار تھے اے قریش تم ان کے بچپن میں ان کی برکت و دُعا سے سیراب ہوئے تھے اور اب ان کو تکلیف دیتے ہو۔ اور آپ کی شان میں ایک قصیدہ کہا جس کے دو شعر ملاحظہ ہوں :

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل

"گورے مکھڑے والا جس کی برکت سے بارش ہوئی۔ یتیموں کا بھروسہ بیوہ و مجبور عورتوں کا محافظ۔"

یلوذ بہ الھلال من ال ھاشم فھم عندہ فی نعمۃ وفواضل

"اس ماہ رو نے آلِ ہاشم سے قحط سالی دُور کر دی۔ وہ اُن کے پاس نعمتوں اور دولت کی کثرت کا سبب ہیں۔" (انوار محمدیہ)

بیہقی نے ابو الطفیل سے روایت کیا ہے بنی لیث کے ایک آدمی فراس بن عمر کے سر میں شدید درد تھا اس کا باپ عمر فراس کو بارگاہِ رسالت میں لایا اور درد کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں آبروں کے درمیان پیشانی کی کھال پکڑ کر کھینچی درد فوراً بند ہو گیا۔

ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت انس سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُم المومنین حضرت زینب بنت جحش سے نکاح فرمایا تو میری والدہ نے مجھ سے کہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب نکاح کیا تو میں نے ان کے گھر کھانے کے لیے کچھ نہیں دیکھا اُنھوں نے روغن اور کھجور کا حلوا بنا کر دیا اور مجھے بارگاہِ رسالت میں پیش کرنے کا حکم دیا میں اس حلوے کو لے کر حاضر ہوا آپ نے فرمایا اس کو کونے میں رکھ دو اور جا کر ابو بکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی اور اصحاب صفہ اور مسجد میں جس کسی کو دیکھو سب کو بلا لاؤ۔ میں تعجب کر رہا تھا اتنے سے کھانے کے لیے اتنے زیادہ آدمی کیا کریں گے۔ میں نے سب کو دعوت دے دی

آپ کا صحن و حجرہ آدمیوں سے بھر گیا۔ آپ نے فرمایا انس اس حلوہ کو لاؤ میں نے پیش کر دیا۔ آپ نے تین انگلیاں اس میں ڈالیں تو وہ حلوہ بڑھنے لگا۔ آپ نے اصحاب کو کھلانے کا حکم فرمایا ان سب نے سیر ہو کر کھایا مگر اس برتن میں حلوہ جوں کا توں تھا جتنا میں لایا تھا اتنا ہی تھا کچھ کم نہیں ہوا تھا آپ نے فرمایا اس کو زینب کے پاس لے جاؤ میں نے اُن کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ثابت کہتے ہیں میں نے انس سے معلوم کیا کتنے آدمیوں نے اس کو کھایا انس نے فرمایا وہ بہتر آدمی تھے۔

(دلائل النبوت)

ابو نعیم مطلب بن عبد اللہ بن حنطب بن عبد الرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کیا کہ ہم ایک جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پانی ختم ہو گیا لوگ پریشان ہو گئے آپ سے پانی کی نایابی کی شکایت کی۔ آپ نے ایک برتن طلب فرمایا اس کو سامنے رکھا اور پانی طلب فرمایا اور دہن مبارک میں لے کر اس برتن میں کلی فرما دی اور باقی پانی اس برتن میں ڈال کر کچھ پڑھا اور انگلی پانی میں داخل فرما دی بخدا میں نے دیکھا آپ کی اُنگلی سے پانی کا فوارہ جاری تھا۔ آپ نے پانی لینے کا حکم فرمایا لوگوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور اپنے برتن اور مشکیزے بھر لیے تو آپ ہنسے اور دندان مبارک نظر آئے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس کا بندہ اور رسول ہوں جو کوئی قیامت میں خدا کے رُو برو پیش ہو اور اس کا ایمان اللہ کے ایک اور میرے رسول ہونے پر ہو گا وہ جنّت میں داخل ہو گا۔

بیہقی نے محمد بن ابراہیم سے روایت کیا ایک آدمی آپ کی خدمت میں آیا اُس کے پاؤں زخمی تھے اطباء نے اُس کو لاعلاج کر دیا تھا آپ نے لعاب دہن اپنی انگشت مبارک پر لے کر مٹی کے ساتھ ملایا اور زخم پر رکھ کر فرمایا اے اللہ

ہمارے اس مریض کو اس لعاب اور خاکِ شفا سے شفاء عنایت فرمادے۔

بیہقی نے انس سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا تشریف لے گئے پانی موجود نہیں تھا صرف ایک پیالہ میں دستیاب ہو سکا۔ آپ نے اپنے دستِ مبارک کی چار اُنگلی اس میں داخل فرمادیں برتن چھوٹا تھا پورا دست مبارک اس میں نہیں آتا تھا آپ نے اصحاب کو پانی لینے کا حکم فرمایا انس فرماتے ہیں میں نے دیکھا آپ کی اُنگشتانِ مبارک کے درمیان سے چشمے جاری تھے لوگوں نے اپنے برتن بھر لیے اور سیرابی حاصل کی مگر پیالہ اُسی طرح بھرا ہوا تھا اس میں کچھ کمی نہیں ہوئی۔

ہتھیلی مبارک

بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا — ماہ نو طیبہ میں بٹتا ہے مہینہ نور کا
ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا — بحرِ موجِ سماحت پہ لاکھوں سلام
جس کے ہر خط میں ہے موجِ نورِ کرم — اُس کفِ بحرِ ہمت پہ لاکھوں سلام

بخاری و مسلم نے حضرت انس سے روایت کیا میں نے آپ کے دست مبارک کو حریر و دیبا سے زیادہ نرم پایا اور آپ کی خوشبو مشک و عنبر سے زیادہ پاکیزہ اور تیز تھی۔ (بخاری)

امام بخاری نے شعبہ سے اُنھوں نے حکیم سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں میں نے ابو جحیفہ سے سُنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو بطحا کی طرف تشریف لے گئے وضو فرمایا اور ظہر کی دو رکعتیں ادا فرمائیں آپ کے سامنے

نیزے کا سُترہ تھا۔ عون نے اپنے باپ ابو جحیفہ سے یہ الفاظ زیادہ کہے کہ اس سُترہ کے سامنے سے لوگ گزر رہے تھے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو لوگ آپ کے دست مبارک کو اپنے ہاتھ میں لیتے (مصافحہ) کرتے اور اپنے چہروں پر ملتے میں نے بھی آپ سے مصافحہ کیا اور اپنا چہرہ دستِ پاک پر ملا تو وہ برف سے زیادہ سرد اور مشک سے زیادہ خوشبو دار تھا۔ (بخاری)

امام احمد اور بزار نے عبداللہ بن اوفی سے روایت کیا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے ایک لڑکا آیا اُس نے کہا یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں میں اور میری ایک بہن یتیم ہے میری والدہ بیوہ ہیں آپ ہم کو کھلائیے اللہ تعالیٰ آپ کو کھلائے گا۔ آپ نے فرمایا ہمارے گھر سے جو تم کو ملے لے کر میرے پاس آؤ اس کو اکیس ۲۱ کھجوریں ملیں اس نے اُن کو آپ کے دست مبارک پر رکھ دیا آپ ان کھجوروں کو دہن مبارک کے قریب لے گئے اور ہم نے دیکھا آپ نے دعا برکت فرمائی اور اس لڑکے کو فرمایا یہ لو سات تیری سات تیری ماں کی سات تیری بہن کی ایک کھجور ایک دن کے لیے تم سب کو سات دن کے لیے ہیں۔

بیہقی اور ابو نعیم نے موسیٰ بن عقبہ بن شہاب زہری سے انھوں نے عروہ بن زبیر سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشت سنگریزہ لے کر مشرکین کے چہروں کی طرف پھینکا تو وہ سنگریزے تمام مشرکین کی آنکھوں میں گرے ان کے منہ پھر گئے انھیں کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا وہ کچھ نہ کر سکے بلکہ پسپا ہو گئے اسی کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محبوب آپ نے نہیں پھینکا جب آپ نے پھینکا لیکن اللہ نے پھینکا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو اللہ نے اپنا فعل بتایا۔

بیہقی نے ابن ابو خثیمہ سے روایت کیا۔ اہل خیبر سے سرکار دو عالم صلی اللہ

علیہ وسلم نے جنگ فرمائی اُن کے چند قلعے تھے سب نے مل کر مقابلہ کیا جنگ شدید ہوئی آپ کے کپڑوں میں اُن کے تیر لگے تو آپ نے ایک مشت سنگریزے اُٹھا کر اُن کی فوج اور قلعوں کی طرف پھینک دی۔ مسلمانوں کو فتح و نصرت ہوئی ان کو قیدی بنا لیا گیا۔

بخاری نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا میں نماز کے لیے حاضر ہوا جن کے مکان قریب تھے وہ اپنے گھروں سے وضو کر کے آئے باقی رہ گئے تو حضور کی خدمت میں ایک پتھر کے پیالہ میں پانی پیش کیا آپ نے اُس کے اندر دست مبارک رکھنا چاہا مگر وہ چھوٹا تھا۔ آپ نے اس میں اُنگلستان مبارک رکھ دیں ساری قوم نے اُس پیالہ سے وضو کر لیا۔ میں نے معلوم کیا وہ اصحاب کتنے تھے کہا وہ اسّی آدمی تھے۔

امام احمد اور حاکم بیہقی ابو نعیم نے ابن عباس سے اُنھوں نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے سُنا مقامِ حجر میں مشرکین مکّہ نے مشورہ کیا کہ جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہاں سے گزریں تو ہم سب مل کر ایک ایک ضرب لگائیں گے۔ میں نے یہ بات اپنی والدہ اُم المومنین حضرت خُدیجہؓ الکبریٰ کو بتائی اُنھوں نے حضور کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا "خاموش"۔ یہ کہہ کر مسجد حرام کی طرف روانہ ہو گئے ان مشرکین نے آپ کو دیکھا تو بولے وہ وہ ہیں۔ ان کفّار نے نظریں نیچی کر لیں اور گردنیں جھکا لیں اور اپنی جگہ جامد و ساکت ہو گئے نہ نظر اُٹھا سکے نہ کوئی آدمی اپنی جگہ سے اُٹھ سکا آپ اُن کے سر پر پہنچ گئے اور ایک مشت مٹی اُٹھا کر اُن کی طرف پھینک دی اور فرمایا (شاهة الوجوه) تمہارے چہرے مسخ ہوں وہ سنگریزے جن کو جنگ میں لگے وہ تمام کافر بدر میں قتل ہوئے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

ابن عدی اور ابو یعلی اور بیہقی نے عاصم بن عمر بن قتادہ بن نعمان سے روایت کیا جنگ بدر میں ایک تیر قتادہ کی آنکھ میں لگا آنکھ کا ڈھیلا باہر نکل آیا تو اس کو کاٹنے کا ارادہ کیا حضور سے معلوم کیا سرکار نے قطع کرنے سے منع فرمایا اور اُن کو طلب فرما کر آنکھ کا ڈھیلا اس کی جگہ پر رکھ دیا یہ تمیز مشکل تھی کہ کون سی آنکھ زخمی ہوئی تھی۔

ابن شاہین نے انس سے روایت کیا جنگ تبوک میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ مسلمانوں نے پانی کی شکایت کی آپ نے فرمایا کسی کے پاس بچا ہُوا کچھ پانی ہے۔ ایک آدمی کی مشک سے تھوڑا پانی نکلا آپ نے اس کو ایک برتن میں ڈال کر دست مبارک اس میں رکھ دیا۔ میں نے دیکھا آپ کی اُنگلیوں کے درمیان سے چشمے جاری ہو گئے۔ ہم نے اپنے جانوروں کو سیراب کیا آپ نے مشکیزے اور برتن بھر لیے تو آپ نے فرمایا کافی ہے یا اور چاہیئے اصحاب نے عرض کیا بس کافی ہے یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنا دست مبارک باہر نکال لیا تو پانی بڑھنا موقوف ہو گیا۔

ناخن مُبارک

عید مشکلکشائی کے چمکے ہلال

اُنگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

امام احمد نے انس بن مالک سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناخن ترشوا کر اصحاب میں تقسیم فرما دیتے۔ صحابہ ان کو اپنے ساتھ دفن کرنے کی وصیت فرماتے تھے۔

سینہ مُبارک

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نُور کا   تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نُور کا
میل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پتلا نُور کا   ہے گلے میں آج تک کورا ہی کُرتا نُور کا
رفع ذکر جلالت پہ ارفع درود   شرح صدر صدارت پہ لاکھوں سلام

بیہقی نے ابراہیم بن طہمان سے روایت کیا میں نے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ کے معنی کیا ہیں اُنھوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بروایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے شکم مبارک ناف تک آپریشن ہوا (چیرا گیا) اور قلب مبارک کو نکال کر سونے کے طشت میں آب معرفت سے غسل دیا گیا۔ایمان اور علم معرفت و حکمت سے بھر کر اس کی جگہ پر رکھ دیا اور شکم مبارک کو سی دیا۔

بیہقی نے روایت کیا ابنِ اسحاق سے اسحاق نے عبد الملک بن عبد اللہ بن ابو سفیان بن علاء بن حارثہ ثقفی نے اکثر اصحاب سے روایت کیا ہر سال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینہ غارِ حراء میں خلوت نشینی فرماتے کوئی مہینہ مخصوص نہیں تھا جس مہینہ آپ کا رب چاہتا آپ اسی ماہ میں خلوت اعتکاف فرماتے جس سال آپ پر وحی نازل ہوتی یہ ماہ رمضان تھا آپ عادت کے مطابق خلوت کے لیے ماہِ رمضان میں غارِ حرا تشریف لے گئے اور وہ مبارک رات آگئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلانِ نبوت و رسالت کا حکم دیا۔ اور اپنے بندوں پر رحم فرمایا اللہ کے حکم سے جبرئیل حاضر بارگاہِ رسالت ہوئے آپ دوپہر کو محوِ خواب تھے

آپ کو بیدار کیا اور عرض کیا پڑھیئے۔ میں نے کہا کیا پڑھوں "میں نے کسی سے نہیں پڑھا میں اُمّی ہوں"۔ جبرئیل بغل گیر ہوئے اور مجھے بھینچا یہاں تک کہ میرا دم گھٹنے لگا۔ پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھیئے۔ میں نے پہلے کی طرح جواب دیا۔ جبرئیل نے پھر ویسا ہی کیا۔ پھر مجھے چھوڑ کر کہا پڑھیئے میں نے کہا کیا پڑھوں۔ جبرئیل نے کہا اقرأ باسم ربک الذی خلق تا مالم یعلم۔ یہ پڑھا کہ جبرئیل چلے گئے اور یہ آیت میرے دل پر نقش ہو گئی۔ میں تمام مخلوق میں شاعر اور پاگل کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ میں نے یہ ارادہ کیا کہ اس واقعہ کو کبھی قریش سے ذکر نہیں کروں گا۔ ورنہ وہ مجھے شاعر یا پاگل کہیں گے تو میں مر جاؤں گا۔ میں غار سے باہر نکل آیا اور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا تاکہ نیچے گر جاؤں میں اسی سوچ میں تھا کہ ایک پکارنے والے نے آسمان سے پکارا اے محمد آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرئیل ہوں میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو ایک آدمی آسمان کے کنارے پر کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے اے محمد آپ اللہ کے رسول ہیں میں وہیں کھڑا رہ گیا آگے پیچھے بھی نہ ہو سکا۔ اسی حالت میں آسمان کی طرف دیکھتا رہا وہ اسی جگہ موجود تھا یہاں تک کہ دن غروب ہو گیا اور جبرئیل بھی چلے گئے۔ میں بھی اپنے گھر آیا اور حضرت خدیجہ سے پورا واقعہ بیان کیا اور آیت پڑھ کر سنائی اور خدشہ ظاہر کیا کہیں لوگ یہ سن کر مجھے شاعر یا پاگل نہ کہیں حضرت خدیجہ نے کہا میں آپ کو ایسا کہنے سے خدا کی پناہ میں دیتی ہوں خدا آپ کو ایسا نہ کرے آپ نیک کردار، صادق، دیانت دار، امین، خوش خلق، صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ آپ کے واقعہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اللہ کے نبی برحق ہیں اور خدیجہ حضور کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں ان کو سارا واقعہ سنایا۔ ورقہ نے سن کر کہا اے خدیجہ تم نے جو واقعہ سنایا ہے اگر یہ درست ہے تو

یہ اُمت کے نبی ہیں ان کے پاس ناموسِ اکبر (جبرئیل) آیا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا۔ (دلائل النبوت)

بیہقی نے ابنِ اسحٰق سے اُنھوں نے اسمٰعیل بن ابی حکیم آزاد شدہ غلام (مولیٰ) زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نزولِ وحی کا واقعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان فرمایا تو اُم المومنین نے عرض کیا جب آپ کو وہ (فرشتہ) نظر آئے تو آپ مجھے بتا سکتے ہیں آپ نے فرمایا "ہاں" جب دوسری مرتبہ جبرئیل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اُم المومنین کو بتایا جبرئیل آیا ہے اُم المومنین نے کہا آپ ان کو اب دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا "ہاں" دیکھ رہا ہوں۔ اُم المومنین نے کہا آپ میرے داہنی طرف بیٹھ جائیں آپ بیٹھ گئے۔ اُم المومنین نے معلوم کیا آپ اب بھی دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا دیکھ رہا ہوں اُم المومنین نے کہا آپ میری گود میں بیٹھ جائیں آپ بیٹھ گئے اُم المومنین نے معلوم کیا آپ کو اب بھی نظر آرہے ہیں آپ نے فرمایا "ہاں" اُم المومنین نے اپنے سر سے چادر اُتاری اور سر ننگا کر دیا اور آپ سے معلوم کیا اب نظر آرہے ہیں آپ نے فرمایا "نہیں" اُم المومنین نے کہا آپ کو جو نظر آتا ہے وہ شیطان نہیں ہے بلکہ وہ فرشتہ ہے آپ بشارت و خوشخبری ہو آپ اللہ کے نبی ہیں میں ایمان لاتی ہوں اور گواہی دیتی ہوں آپ پر جو کلام نازل ہو وہ اللہ کا کلام حق ہے۔ ابن اسحٰق نے کہا یہ حدیث عبداللہ بن الحسن نے فاطمہ بنت الحسین سے اُنھوں نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی حضرت خدیجہ سے۔ حضور نے نزولِ وحی کا واقعہ بیان کیا۔ (دلائل النبوت)

فائدہ: اس واقعہ سے اُم المومنین کی فراست کا پتہ چلتا ہے آپ نے فرشتہ

اور شیطان کا فرق کس طرح معلوم فرمایا فرشتہ باحیا اور ابلیس بے حیا ہوتا ہے آج ہماری مائیں بہنیں تو سر پر دوپٹہ رکھنا جرم سمجھتی ہیں اور جس گھر میں عورت برہنہ سر ہو گی وہاں رحمت کا فرشتہ داخل نہیں ہو گا۔ تو گھر میں برکت کیسے ہو۔

ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (عبداللہ ابن عباس) آپ نے سینہ مبارک سے لگا کر دُعا فرمائی اے اللہ اسے (عبداللہ) کو قرآن پاک کے اسرار و معانی سکھا دے۔

فائدہ: سینہ کو علم و معرفت وتفسیر القرآن سے مالا مال فرما دے۔

ترمذی نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے لیے بہت تاخیر سے تشریف لائے سورج نکلنے میں بہت کم وقفہ تھا آپ نے قرأت میں اختصار فرمایا بعد نماز ارشاد فرمایا اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ میں تم کو تاخیر کی وجہ بتا دوں میں رات کو تہجد کے لیے بیدار ہوا وضو کر کے تہجد پڑھ کر بیٹھ گیا محویت کی حالت میں دیکھتا ہوں کہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد میں نے عرض کیا اے میرے رب میں حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ملائکہ مقربین کس مسئلہ میں بحث کر رہے ہیں میں نے عرض کیا مجھے معلوم نہیں یہ سوال و جواب تین مرتبہ ہوئے تو میں نے دیکھا اللہ تعالیٰ نے اپنا ید قدرت میرے دونوں کاندھوں کے درمیان رکھ دیا میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ "بے کینہ" میں محسوس کی سب کچھ مجھ پر روشن ہو گیا اور میں نے پہچان لیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد میں نے کہا اے میرے رب میں حاضر ہوں اللہ تعالےٰ نے فرمایا یہ مقرب فرشتے کیا گفتگو کر رہے ہیں میں نے عرض کیا کفارات کے بارے میں۔ رب نے فرمایا کفارات کیا ہوتے ہیں میں نے عرض کیا

جماعت کے لیے مساجد کی طرف جانا اور مساجد میں نماز کے بعد بیٹھنا۔ اور مکروہات کے صدور سے تازہ وضو کرنے کے اجر و ثواب میں۔ اللہ نے فرمایا اور کس بارے میں بحث کر رہے ہیں۔ میں نے کہا درجات میں اللہ نے فرمایا وہ کیا ہیں میں نے عرض کیا۔ کھانا کھلانا۔ نرم کلام کرنا۔ رات کو نماز پڑھنا جب لوگ سوتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب جو چاہیں طلب فرمائیں۔ میں نے عرض کیا اچھے کاموں کا ترک کرنا۔ بُرے کاموں کا چھوڑنا۔ مسکینوں سے محبت۔ اور یہ بھی کہ تو میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ اور جب قوم میں فتنہ ڈالنے کا ارادہ فرمائے تو مجھے فتنہ میں ڈالنے سے پہلے اس دنیا سے اُٹھالے اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری محبت اور تجھ سے محبت کرنے والوں کی محبت اور اس عمل کی محبت جو تیری محبت میں تیرا مقرب کر دے۔ (مشکوٰۃ)

ابو یعلی اور بیہقی نے اسامہ بن زید سے روایت کیا (شیخ ابن حجر نے مطالب العالیہ میں حسن کہا) ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر حج کے لیے روانہ ہو کر بطن روحہ میں پہنچے ایک عورت نے آپ کو ٹھہرنے کا اشارہ کیا۔ آپ نے سواری روک لی اور اس کے نزدیک ہوئے۔ اُس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا یہ بچہ مسلسل بیمار ہے اس کو افاقہ نہیں ہوتا۔ آپ نے اس بچہ کو عورت سے لے کر اپنے سینہ بے کینہ سے لگا کر کجاوے پر بیٹھایا اور اس کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور فرمایا اے اللہ کے دشمن باہر نکل میں اللہ کا رسول ہوں۔ آپ نے بچہ اس عورت کو واپس کر دیا اور فرمایا اب اس کو کوئی بیماری نہیں۔ اسامہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کر کے واپس بطن روحہ پہنچے تو اُس عورت نے ایک بکری آپ کی خدمت میں پیش کی میں نے ذبح کر کے بھونا آپ نے اس کا شانہ طلب فرمایا میں نے حاضر کر دیا آپ نے اس کو تناول کر کے

فرمایا اے اسامہ دوسرا شانہ لاؤ میں نے حاضر کر دیا آپ نے اس کو تناول فرما کر اور شانہ طلب فرمایا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ بکری کے دو شانے ہوتے ہیں میں نے دونوں پیش کر دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا قسم اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تو یہ نہ کہتا اور شانہ نکالتا رہتا جب تک میں طلب کرتا رہتا ہانڈی سے شانہ نکلتا رہتا۔ آپ نے فرمایا اے اسامہ دیکھو کھجور یا پتھر یہاں پر کہیں ہیں میں نے عرض کیا حضور موجود ہیں آپ نے فرمایا ان کو کہو اللہ کے رسول نے قضائے حاجت کرنی ہے ان کا تم کو حکم ہے ایک جگہ جمع ہو کر پردہ کرو تاکہ وہ حاجت پوری کرلیں میں نے جاکر ان کو آپ کا حکم دیا۔ درخت زمین چیرتے پتھر لڑکتے ہوئے ایک جگہ جمع ہو کر دیوار کی طرح ہو گئے آپ نے حاجت سے فراغت حاصل کی اور مجھے فرمایا جا ان کو کہہ دے کہ اپنی اپنی جگہ واپس ہو جاؤ۔ درخت و پتھر یہ سن کر اپنے اپنے مقام پر پہنچ گئے۔

ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام ان پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے
سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں السلام کلمے سے تر زبان درخت و حجر کی ہے

(حجۃ اللہ علی العلمین)

قلبِ مبارک

ناریوں کا دَور تھا دل جل رہا تھا نُور کا تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نُور کا
شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نُور کا تیری صورت کے لیے آیا ہی سورہ نور کا
تُو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نُور کا سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نُور کا
دل عبث سے ور رہا ہے مگر دُوں کہوں غنچہ راز وحدت پہ لاکھوں سلام

بخاری و مسلم نے اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں اور بیدار ہو کر وتر و تہجد کے لیے وضوء نہیں فرماتے اور وتر پڑھ لیتے ہیں آپ نے فرمایا میری آنکھ سوتی ہے دل بیدار رہتا ہے۔ (انبیاء کا وضوء سونے سے نہیں ٹوٹتا)

بخاری و مسلم نے حضرت انس سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتے۔ (بخاری و مسلم)

ابن سعد نے عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار رہتے ہیں۔

بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا فرشتے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ خواب راحت فرما رہے تھے اُنھوں نے آپس میں کہا اپنے صاحب کی کوئی خوبی بیان کر جو ان کے لائق ہو بعض نے کہا وہ سو رہے ہیں بعض نے کہا ان کی آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار رہتا ہے اُنھوں نے کہا ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی آدمی نے ایک خوبصورت گھر تعمیر کیا اور اس میں اسبابِ تعیش جمع کیا اور ایک آدمی کو اس گھر کے دیکھنے کی دعوت دینے کے لیے مقرر کیا جس شخص نے اس دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول نہیں کیا اور گھر میں داخل نہیں ہوا اور دعوت نہیں کھائی۔ اُنھوں نے کہا اس مثال کو وضاحت سے بیان کرو تاکہ یہ لوگ سمجھ لیں۔ ان میں سے بعض نے کہا وہ سو رہے ہیں بعض نے کہا ان کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔ اُنھوں نے کہا اس گھر کا بنانے والا

اللہ ہے وہ گھر جنت ہے داعی (دعوت دینے والے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی بیشک اُس نے اللہ کی اطاعت کی
جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی فرمانبرداری سے مسلمان اور کافر کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ)
امام احمد دارمی اور حاکم نے بیہقی۔ طبرانی۔ ابونعیم نے عتبہ بن عیوان۔ ابن
حبان اور ابن عساکر نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام احمد نے شداد
بن اوس سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں قبیلہ بنی
سعد بنی بکر میں حلیمہ کے پاس پرورش پا رہا تھا۔ ایک دن اپنے رضاعی بھائیوں
اور ہم عمر لڑکوں کے ساتھ جنگل چلا گیا میں نے دیکھا تین آدمی میرے پاس ہیں
ان کے ہاتھ میں ایک طشت برف جیسی چیز سے بھرا ہوا ہے۔ اُنھوں نے
مجھے پکڑ لیا تو میرے ساتھی اپنے گھروں کی طرف بھاگ گئے۔ ان میں سے ایک
آدمی نے مجھے آہستگی سے زمین پر چت لٹایا اور میرے شکم کو ناف سے سینہ
تک پھاڑ دیا۔ میں دیکھتا رہا مجھے بالکل تکلیف نہیں ہوئی۔ پھر میری آنتیں
وغیرہ میرے بطن (پیٹ) سے نکالیں اور اس برف جیسی چیز سے دھو کر ان
کی جگہ واپس رکھ دیں۔ دوسرے شخص نے اپنے اس ساتھی سے کہا (جس نے
میری آنتیں باہر نکال کر اور دھو کر اندر رکھیں تھیں) ہٹو اور اُس نے ہاتھ
ڈال کر میرا دل باہر نکالا میں یہ منظر دیکھ رہا تھا اُس آدمی نے قلب (دل) کو
شگاف دیا (چیرا) اور اس میں سے منجمد خون کا سیاہ لوتھڑا نکال کر پھینک
دیا۔ اور میرے دل پر مہر لگادی جس کی نورانیت سے نظر خیرہ ہوتی تھی۔
مہر لگتے ہی میرا دل نور و حکمت سے بھر گیا پھر میرے دل کو اس کی جگہ واپس
رکھ دیا ایک زمانہ تک اس مہر کی ٹھنڈک میرے دل میں رہی۔ تیسرے

آدمی نے اُس دوسرے آدمی کو ہٹا کر میرے پیٹ کے شگاف پر ہاتھ پھیرا تو وہ شگاف اُسی وقت بحکم خدا درست ہو گیا میرا ہاتھ پکڑ کر خوش اخلاقی سے کھڑا کر دیا۔ پہلے آدمی نے کہا ان کو ان کی اُمت کے دس آدمیوں سے وزن کرو میں دس پر وزنی ہو گیا۔ اُس نے کہا سَو کے مقابلہ میں تو لو۔ میں سَو کے مقابلہ میں بھی بھاری رہا تو اس نے کہا ہزار کے مقابلہ میں تو لو اُنھوں نے تولا میں ہزار پر بھی بھاری رہا تو انھوں نے کہا ان کو چھوڑ دو یہ ساری اُمت کے مقابلہ میں بھی بھاری ہوں گے۔ اُنھوں نے مجھے اپنے سینہ سے لگایا اور میری پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا اے اللہ کے حبیب آپ کو اگر ابھی معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر کیسی کیسی بھلائی کرنے کا ارادہ کیا ہے تو آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ (انوارِ محمدیہ۔ مواہب لدنیہ)

ابو داؤد نے حارث بن ابی اسامہ سے اور ابو نعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شق صدر کے بعد شجر و حجر (درخت اور پتھر) کے پاس سے میں گزرتا تو وہ مجھے کہتے السلام علیک یا رسول اللہ۔

عبد الرزاق نے اپنے مجموعہ حدیث میں ابی روح نے چند اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازِ فجر میں سورہ روم تلاوت فرمائی اس میں آپ کو متشابہ لگ گیا آپ نے سلام کے بعد فرمایا اے لوگو تم کو کیا ہو گیا ہے ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہو اور طہارت (وضوء) کامل نہیں کرتے تم کو چاہیئے اچھی طرح وضو کرو۔ ایک روایت میں یوں ارشاد فرمایا تمھارے ناقص وضوء ہم کو تکلیف دیتے ہیں۔ (کنز العمال)

امام احمد اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں بچوں کے ساتھ تھے کہ جبرئیل آئے اور آپ کو پکڑ کر زمین پر لٹایا اور شکم مبارک کو چاک کر کے قلب پاک کو نکالا اور اس کو چیر کر منجمد سیاہ خون نکال کر فرمایا یہ شیطانی وسوسہ کا حصّہ ہے پھر دل کو سونے کے طشت میں آبِ زمزم سے دھو کر اس کو اس کی جگہ رکھ دیا اور شگاف کو سی دیا۔ بچوں نے حلیمہ سے جا کر کہا تمھارے مکّی بیٹے کو ایک آدمی نے قتل کر دیا وہ تیزی سے آپ کے پاس آئیں تو آپ بیٹھے تھے مگر آپ کا رنگ پیلا تھا۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ شق صدر کا نشان آپ کے شکم مبارک پر صاف ظاہر تھا۔ جیسے کسی نے زخم کو سیا ہے۔ آپ کا شق صدر چار مرتبہ ہوا ہے۔

شِکم مُبارک

کل جہاں مِلک اور جو کی روٹی غذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

اُم ہانی سے روایت ہے وہ کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شکم مبارک کو دیکھا وہ طے شدہ کاغذ کی طرح تھا (یعنی کمر سے لگا ہوا تھا) آپ نے فرمایا ہم انبیاء کے شکم سے جو بول و براز (پیشاب و پاخانہ) خارج ہوتا ہے زمین کو اُن کے نگلنے کا حکم ہے (آپ کے پاخانہ کو کوئی شخص دیکھ نہیں سکا کہ اس کی کیفیت کیا تھی)

مسلم نے روایت کیا اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ صوم وصال (روزے پر روزہ) رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں تمھاری طرح تم جیسا نہیں میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں وہ

مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے۔

ابن عساکر نے ابن عمر سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختون (ختنہ شدہ) اور ناف بریدہ اس دنیا میں تشریف لائے۔

فائدہ: بچہ ناف کے ذریعہ حیض کے خون سے خوراک حاصل کرتا ہے آپ ناف بریدہ پیدا ہوئے تو آپ نے خون حیض سے خوراک حاصل نہیں فرمائی کیونکہ وہ نجس ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو طاہر مطہر اطہر پیدا فرمایا اور آپ کو ہر مکروہ ونجس سے محفوظ رکھا۔

طبرانی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرا یہاں تک اکرام فرمایا کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا کسی نے میری شرم گاہ کو نہیں دیکھا۔

فائدہ: فرشتہ آپ کے ستر (پردہ) کرنے پر معمور تھے حلیمہ فرماتی ہیں اگر کبھی ہوا سے آپ کا کپڑا ہٹ جاتا تو فوراً پردہ ہو جاتا کپڑا درست کرنے والا نظر نہیں آتا۔

بزار اور بیہقی نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے علی مجھ کو تم غسل دینا اور خیال رکھنا میری شرم گاہ کوئی نہ دیکھنے پائے ورنہ وہ اندھا ہو جائے گا۔

بیہقی اور ابو نعیم نے ابی طفیل سے روایت کیا کعبہ کی تعمیر کے لیے ہم پتھر لا رہے تھے۔ ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی پتھر لا رہے تھے اسی حالت میں آپ کا تہبند کھل گیا ایک منادی کی آواز آئی اے محمد پردہ کا خیال کرو اس سے قبل یا بعد آپ کو بے پردہ نہیں دیکھا۔

بخاری نے عمرو بن دینار سے روایت کیا عمرو بن دینار نے جابر بن عبداللہ

سُنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعمیر کعبہ کے لیے ہمارے ساتھ پتھر لا رہے تھے آپ کے چچا عباس نے کہا اے بھتیجے تم نچلے ہو اپنا تہبند کھول کر کاندھے پر پتھر کے نیچے رکھ لو آپ نے تہبند کھول کر دوش مبارک پر رکھا۔ آپ اُسی وقت بیہوش ہو کر گر پڑے اور اُسی وقت آپ کا پردہ ہو گیا اس کے بعد آپ کبھی بے پردہ نہیں ہوئے۔ (انوارِ محمدیہ۔ مواہب لدنیہ)

پُشت مُبارک

دیکھیں موسیٰ طور سے اُترا صحیفہ نُور کا
پشت پر ڈھلکا سرِ انور سے شملہ نُور کا

یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام
حجر اسود کعبہ جان و دل

پشتیِ قصرِ ملّت پہ لاکھوں سلام
رُوئے آئینہ علم پشت حضور

اُس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام
جو کہ عزم شفاعت پہ کھنچ کر بندھی

امام احمد نے محرش کعبی سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جعرانہ سے رات میں عمرہ کے لیے احرام باندھا میں نے آپ کی پشت مبارک دیکھی وہ اس طرح تھی جیسے چاندی سے ڈھالی گئی ہے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے اُنھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شب ولادت ایک یہودی سردارانِ مکّہ کی مجلس میں آیا اور معلوم کیا اے گروہِ قریش کیا تمھارے یہاں آج کی رات کوئی بچہ پیدا ہوا ہے اُنھوں نے کہا ہمارے علم میں کسی بچہ کی ولادت نہیں ہے۔ یہودی نے کہا اللہ اکبر

میری بات بغور سُنو اور جو میں کہوں گا اس کو یاد کر لو۔ خدا کی قسم آج رات ایک نبی بر حق کی ولادت باسعادت ہوئی ہے ان کی نشانی یہ ہے کہ ان کے شانوں کے درمیان ایک گول جگہ اُبھری ہوئی ہے اور اُس پر سخت بالوں کی مہر نبوت ہے۔ وہ لوگ اس یہودی کی باتوں پر تعجب کرتے ہوئے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ گھر جا کر معلوم کیا۔ کیا آج کسی کے یہاں لڑکا پیدا ہوُا ہے عورتوں نے کہا ہاں عبداللہ بن عبدالمطلب کے یہاں لڑکا پیدا ہوُا ہے اس کا نام **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) رکھا ہے۔ اُنھوں نے یہودی کو مطلع کیا اس نے کہا مجھے وہاں لے چلو تا کہ میں اس بچہ کو دیکھوں وہ لوگ اس یہوذی کو لے کر حضرت آمنہ کے پاس آئے اور آپ کے دیدار کی درخواست کی گی آمنہ نے ان کو آپ کا دیدار کرایا۔ یہودی نے پشت مبارک پر اس نشان (مہر نبوت) کو دیکھا اور بیہوش ہو کر گر گیا۔ جب ہوش میں آیا تو اس یہودی سے معلوم کیا تجھے کیا ہو گیا تھا بولا خدا کی قسم بنی اسرائیل سے نبوت چھن گئی اے قریش بخدا یہ بچہ تم میں سطوت و جلال پائے گا ان کی شہرت مشرق سے مغرب تک جائے گی۔ اس وقت یہ لوگ موجود تھے ہشام بن مغیرہ۔ ولید بن مغیرہ۔ عتبہ بن ربیعہ۔ عبادۃ الحارث بن عبدالمطلب۔

زہری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف جب چھ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی کنیز اُم ایمن کے ہمراہ مدینہ شریف عبدالمطلب کے ماموں جو بنی عدی بن نجار سے تھے ان کے یہاں تشریف لے گئیں۔ ایک ماہ قیام فرمایا آپ نے ہجرت کے بعد اس گھر کی نشاندہی فرمائی یہی وہ گھر ہے جس میں والدہ کے ساتھ میں نے قیام کیا تھا یہودی

اہل کتاب مجھے بغور دیکھتے تھے۔ اُم ایمن نے کہا میں نے ایک یہودی کو کہتے سُنا یہ بچہ اس اُمت کا نبی ہے اور یہی مدینہ اس کا مقام ہجرت ہے۔ پھر ہم اپنی والدہ کے ساتھ مکہ کو روانہ ہو گئے۔

ابو نعیم کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیام مدینہ کے دوران ایک یہودی نے مجھے بغور دیکھا اور معلوم کیا اے لڑکے تمھارا کیا نام ہے میں نے احمد بتایا تو اُس نے میری پشت دیکھی تو بولا یہ اس اُمت کا نبی ہے اس یہودی نے اپنے بھائیوں کو میرے متعلق بتایا اُنھوں نے میری والدہ کو بتایا یہ اس اُمت کے نبی ہیں۔ میری والدہ نے خطرہ محسوس کیا کہیں یہودی حسد سے مجھے گزند نہ پہنچا دیں۔ ہم مدینہ سے مکّہ کو روانہ ہو گئے جب ہم ابوا پہنچے تو والدہ کا انتقال ہو گیا ان کو اسی جگہ دفن کر دیا ایک روایت میں حجون آیا ہے اس وقت حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر بیس سال کے قریب تھی۔

امام احمد اور ابن ماجہ اور ابن سعد و ابو نعیم اور بیہقی نے ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد نبوی میں ایک کھجور کے ستون سے پشت مبارک لگا کر خطاب فرماتے تھے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم آپ کے لیے منبر تیار کر دیں آپ اس پر کھڑے ہو کر خطاب فرمائیں آپ نے ان کو اجازت عنایت فرما دی تو آپ کے لیے منبر تین درجہ کا تیار کر کے مسجد میں رکھا آپ منبر پر خطبہ دینے کے لیے رونق افروز ہوئے اور خطبہ دینا شروع فرمایا تو اس ستون (استن حنانہ) نے اُونٹ کی طرح رونا شروع کر دیا آپ اس کی آواز سن کر اس کے پاس تشریف لائے اس کو سینہ مبارک سے لگایا

اور اس پر دست مبارک پھیر کر فرمایا اے ستون اگر تو چاہے تو تجھ کو اس دنیا میں درخت کر دیا جائے یا جنت میں تجھ کو ایک خوبصورت درخت بنا دیا جائے تو اس نے جنت میں رہنا پسند کیا اور رونا بند کر دیا۔ (دلائل نبوت)

زانوئے مبارک

انبیاء طے کریں زانو اُن کے حضور
زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام

بخاری نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انسانوں سے خوبصورت سخی اور بہادر تھے ایک شب تاریک اندھیری رات میں ایک چیخ سنائی دی۔ آپ ابو طلحہ کے گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار ہو کر اس آواز کی طرف روانہ ہو گئے۔ دوسرے لوگ بھی اُدھر کو گئے مگر آپ سب سے پیش پیش تھے اور گھوڑے کو رانوں سے قابو کیا ہوا تھا۔ اور فرما رہے تھے ہم آ گئے مت گھبراؤ مت گھبراؤ۔ واپس ہو کر آپ نے فرمایا ابو طلحہ تیرا گھوڑا دریا کی طرح تیز رفتار ہے ابو طلحہ کہتے ہیں میرا وہ گھوڑا بہت سست رفتار تھا مگر آپ کے سوار ہونے کے بعد سے تیز رفتار ہو گیا کوئی گھوڑا اس کی گرد پا بھی نہ پا سکتا تھا۔

ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں ہاتھ کو پکڑ کر اپنے زانوئے مبارک پر کھڑا اور فرماتے اور آگے اور آگے اوپر اور اوپر سینہ مبارک تک لا کر رخسارہ حسن کو بوسہ دیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

پنڈلی مُبارک

ساق اصل قدم شاخ نخل کرم
شمع راہ اصابت پہ لاکھوں سلام

ابن سعد نے اسحٰق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعد کے گھر تشریف لے گئے۔ سعد تعظیماً آپ کی خدمت میں کھڑے رہے۔ آپ نے جب واپس ہونے کا ارادہ فرمایا تو سعد نے ایک گدھا سواری کے لیے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ پنڈلیوں سے اس کے پیٹ کے گرد حلقہ بنا کر سوار ہوئے وہ بہت سست رفتار تھا آپ کی سواری کے بعد وہ بہت تیز رفتار ہو گیا۔

طبرانی نے عصمہ بن مالک خطمی سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا تشریف لائے آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا ہم نے ایک گدھا آپ کی خدمت میں سواری کے لیے پیش کیا آپ اس پر پنڈلیوں سے حلقہ بنا کر سوار ہو گئے۔ وہ سست رفتار تھا آپکے پنڈلیوں اور سواری کی برکت سے وہ تیز رفتار ہو گیا۔

قدم مُبارک

ہیبت عارض سے تھراتا ہے شعلہ نُور کا
کفش پا پر گر کے بن جاتا ہے گُچھا نُور کا

ذرے مہرِ قدس تک تیرے توسط سے گئے — حدِّ اوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا
سبزۂ گردوں جھکا بہر پابوسِ براق — پھر نہ سیدھا ہو سکا کھایا وہ کوڑا نور کا
تابِ سم سے چوندھیا کر چاند انھیں قدموں پھرا — ہنس کے بجلی نے کہا دیکھا چھلاوا نور کا
کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم — اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

ابن سعد نے عبداللہ بن بریدہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے مبارک خوبصورتی میں بے مثل و بے مثال تھے۔

بیہقی نے ابوہریرہ اور ابن عساکر نے ابوامامہ باہلی سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سخت پتھر پر چلتے تو پتھر پر آپ کے قدم مبارک کا نشان منقش ہو جاتا پتھر نرم ہو جاتا تھا۔

ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر قدم جما کر چلتے اور آپ سے زیادہ کسی کو تیز چلتے نہیں دیکھا جیسے زمین لپٹتی جاتی ہے ہم کو آپ کے ساتھ دوڑنا پڑتا آپ عادت کے مطابق چلتے۔

امام احمد و ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کیا قریش نے ایک کاہنہ سے سوال کیا مقام ابراہیم پر جو نقشِ قدم ہے ہم میں سے کسی کا نقش پا اس نقش کے مشابہ ہے اس کاہنہ نے کہا تم ایک صاف سفید چادر ایک سل پھر بچھادو اور اس چادر پر اپنے پاؤں رکھ کر چلو میں تم کو بتادوں گی کہ کس کا نقشِ پا اس کے مثل ہے اس چادر پر آپ اور دوسرے لوگ چلے۔ کاہنہ نے آپ کے نقشِ قدم کو کہا یہ نقش مقام ابراہیم کے نقشِ پا کے بہت مشابہ ہے آپ نے تقریباً بیس۲۰ سال بعد اعلانِ نبوت کر دیا اور آپ نے ملتِ ابراہیمی کو اپنایا اور ان کے نقشِ قدم یعنی سنتِ ابراہیمی کو اختیار فرمایا۔

ابن جریر اور حاکم بروایت صحیح بیہقی ابونعیم و ابوسفیان خزاعی نے ابن مسعود سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت سے قبل مکہ میں اپنے اصحاب سے فرمایا آج رات ہم کو جنات سے ملاقات کرنی ہے۔ ہمارے ساتھ کون رہنا چاہتا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا آپ کے ساتھ میں رہوں گا۔ رات کو میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ آپ مکہ سے باہر ایک پہاڑ پر چلے گئے۔ آپ نے قدم مبارک انگوٹھے سے ایک گول دائرہ (حصار) کھینچ کر فرمایا اس میں بیٹھ جاؤ۔ میں نے تعمیل حکم کیا اس دائرہ میں بیٹھ گیا۔ آپ کچھ دور جاکر کھڑے ہو گئے اور قرآن پاک کی تلاوت فرمانی شروع کر دی۔ میں نے دیکھا میرے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان سخت سیاہی حائل ہو گئی۔ آپ کی تلاوت کی آواز برابر آتی رہی وہ سیاہی یعنی گروہ جنات چلے گئے اور ان کی جگہ دوسرے آگئے۔ یہ آمد و رفت کا سلسلہ تمام رات جاری رہا بوقت صبح تھوڑے سے جنات رہ گئے آپ نے ان کو بھی فارغ کر دیا اور مجھے فرمایا ان کی خوراک ہڈی اور گوبر ہے کوئی شخص ہڈی اور گوبر سے استنجا نہ کرے۔

ابن سعد نے خطیب سے اور ابن عساکر نے عمرو بن سعد سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ عرفات سے تین میل دور ذی اعجاز میں تشریف لے گئے ایام جاہلیت میں یہاں سالانہ ایک میلہ لگتا تھا ابوطالب کو پیاس لگی انھوں نے کہا اے بھتیجے پانی چاہیئے آپ نے اپنی ایڑھی زمین پر ماری۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے قدم مبارک کی ٹھوکر ایک سخت پتھر پر لگائی اور کچھ فرمایا ابوطالب کہتے ہیں وہاں سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ آپ نے فرمایا پانی پیو میں نے پیا بخدا میں نے ایسا پانی کبھی نہیں پیا نہ دیکھا۔ میرے سیر ہو نے

کے بعد آپ نے قدم مبارک سے اس چشمہ کو بند فرمایا تو وہ پہلے کی طرح ہو گیا۔

مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو طلب فرمایا وہ حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میری اُونٹنی بہت سست ہے اس نے مجھے تھکا دیا آپ اس اُونٹنی کو ٹھوکر مار دیئے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے کسی اُونٹ کو اس اُونٹنی سے تیز رفتار نہیں دیکھا۔ (حجۃ اللہ)

بخاری و مسلم نے حضرت اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے آپ اُحد پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ تو اُحد لرزنے لگا۔ آپ نے قدم مبارک مار کر فرمایا اے اُحد ٹھہر جا تجھ پر ایک اللہ کا نبی اور ایک صدیق اور اور دو شہید ہیں۔ اُحد فوراً ٹھہر گیا۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

ایک ٹھوکر میں اُحد کا زلزلہ جاتا رہا	رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

نسائی، ابوداؤد، دارقطنی نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا مِنیٰ میں کوہِ ثبیر پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ میں اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے تھے کہ پہاڑ لرزنے لگا یہاں تک کہ پتھر نیچے گرنے لگے آپ نے قدم مبارک اس پر مارا اور فرمایا اے ثبیر ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو صدیق کھڑے ہیں۔ (نسائی، ابوداؤد، ترمذی)

امام احمد، مسلم، نسائی، ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا آپ منبر پر تشریف فرما تھے۔ قیامت کے دن جبّار اپنے یدِ قدرت میں زمینوں آسمانوں کو لے کر فرمائے گا میں جبّار

میں جبار ہوں، قادر ہوں کہاں ہیں جابرین کہاں ہیں متکبرین آپ اُس وقت داہنے بائیں جھک رہے تھے میں نے منبر کو دیکھا تو وہ قدم مبارک کے نیچے متحرک تھا۔ مجھے خطرہ ہوا وہ آپ کو لے کر اُلٹ نہ جائے۔

حاکم نے بروایت صحیح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ مجھ سے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں نے وَمَا قَدَرُ اللہ تا بیمینہ[1] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا آپ منبر پر قیام پذیر تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں جبّار ہوں۔ میں وہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اوصاف وخوبی بڑائی و یکتائی کا اظہار فرمائے گا اُس وقت منبر آپ کے قدموں کے نیچے لرز رہا تھا۔

بزار و ابن عدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منبر پر آیت وَمَا قَدَرُ اللہ حَقَّ قَدْرِہٖ تا عَمَّا یُشْرِکُوْنَ تلاوت فرمائی تو منبر نے کہا ایسا ہی ہے (یہ صحیح ہے) تین مرتبہ آگے آیا اور پیچھے کو ہٹا۔

بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] وَمَا قَدَرُوا اللہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ۔

سے درد کی شکایت کی آپ نے اس جگہ قدم مبارک مس فرما کر ارشاد فرمایا اے اللہ علی کو شفاء کامل وعافیت عنایت فرما دے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو وہ شکایت نہیں ہوئی۔

شہاب خفاجی نے شفاء قاضی عیاض کی شرح میں تحریر فرمایا سرکار دو عالم معجزہ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعض اوقات برہنہ پاء پتھر پر چلتے تو پتھر آپ کے قدم مبارک کے نیچے نرم ہو جاتے اور آپ کے نشانِ پاء اس پر منقش ہو جاتے لوگ اس نشان قدم مبارک کی زیارت کرتے اور اس سے برکت حاصل کرتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں جیسا کہ بیت المقدس میں ہے اور مصر میں متعدد جگہ وہ پتھر جن پر نشانِ قدمِ مبارک ہیں موجود ہیں۔ سلطان قاتبیائی نے ایک پتھر قدم مبارک کے نشان کا بیس ہزار دینار (چھیاسٹھ لاکھ روپیہ) میں حاصل کر کے وصیت کی اس قدم مبارک کو میری قبر کے نزدیک نصب کیا جائے وہ اب تک اسی جگہ نصب ہے۔ زائرین اس قدم مبارک سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

(شرح شفا، حجۃ اللہ علی العالمین)

ہائے اس پتھر سے اس سینہ کی قسمت پھوڑیے بے تکلف جس کے دل ہیں یوں کریں گھر ایڑیاں

جسم و قد مبارک

تراقد تو نادرِ دھر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن سرو چماں نہیں

سر تا بقدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول

سروِ نازِ قدم مغزِ رازِ حکم
یکہ تازِ فضیلت پہ لاکھوں سلام

قدِ بے سایہ کے سایۂ مرحمت
ظلِ ممدودِ رافت پہ لاکھوں سلام

طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں
اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

ابن ابی خثیمہ نے اپنی تاریخ اور بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درمیانہ قد تھے نہ طویل القامت تھے نہ پستہ قد تھے (آپ کا یہ معجزہ تھا) جب دراز قد آپ کے ساتھ چلتے تو اُن سے آپ اُونچے نظر آتے اُن کے جُدا ہونے کے بعد آپ درمیانہ قد نظر آتے تھے۔

ابن سبع نے خصائص میں تحریر کیا ہے سرکارِ دو عالم سید انس و ملک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس میں سب سے اُونچے اور نمایاں نظر آتے تھے جمیع اہل مجلس آپ کے دوش مبارک تک ہوتے تھے۔

حاکم نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا تو آپ خانہ کعبہ میں تشریف لائے اور اپنے دوش مبارک پر مجھے چڑھا کر حکم فرمایا ان بتوں کو منہدم کرو۔ میں نے بت گرانے شروع کر دیئے مجھے جتنا اُونچا ہونے کی ضرورت ہوتی میں اُتنا ہی اُونچا ہو جاتا یہاں تک کہ کعبہ کی چھت تک پہنچ گیا بخدا اگر میں آسمان تک بلند ہونا چاہتا تو آپ مجھ کو اتنا اُونچا بھی کر دیتے۔ آپ نے فرمایا قریش کے تانبے والے بڑے بت کو جو لوہے کی میخوں سے نصب ہے گرا دو میں نے اس کو ہلانا شروع کر دیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھنی شروع کر دی۔ ترجمہ (حق آیا باطل ذلیل ہوا بیشک باطل ذلیل ہونے والا ہے) یہاں تک کہ وہ بُت اُکھڑ گیا میں نے اس کو زمین

پر پٹخ دیا وہ پاش پاش ہو گیا۔
(انوارِ محمدیہ)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کسی شخص کو بہادر و دلیر نہیں دیکھا۔

حارث بن ابی اسامہ نے مجاہد سے روایت کیا اللہ قادر و قیوم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چالیس جنتیوں کی طاقت عطاء فرمائی تھی۔
(حجۃ اللہ علی العالمین)

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور دارمی نے ابراہیم نخعی سے اور بزار اور ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دولت کدہ سے مسجد میں رات کو تشریف لاتے تو آپ کی تشریف آوری کا علم خوشبو سے ہو جاتا تھا۔

نسائی نے اوس بن اوس سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو جمعہ کا دن سب دنوں سے افضل ہے۔ اسی دن "جمعہ" آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی دن رحلت فرمائی۔ اسی دن صور پھونکا جائے گا قیامت قائم ہو گی۔ اے لوگو جمعہ کے دن مجھ پر درود و سلام کثرت سے پڑھا کرو تمہارا درود و سلام میرے آگے پیش کیا جاتا ہے صحابہ نے عرض کیا حضور آپ کے بعدِ وصال قبر کی مٹی آپ کے جسم مبارک کو بوسیدہ کر دے گی تو ہمارا درود و سلام آپ کی خدمت میں کیسے پیش کیا جائے گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے جسم کو زمین پر حرام کر دیا ہے وہ ان کو نہیں کھاتی۔ (نسائی، ابو داؤد، ابن ماجہ)

ابو یعلی، ابن ابی حاتم اور ابو نعیم نے اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کیا جب سورۂ (تبت یدا ابی لہب) نازل ہوئی تو ابو لہب کی بیوی گالیاں بکتی خنجر لے کر آپ کو تلاش کرتی کعبہ میں آئی آپ اُس وقت کعبہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف فرما تھے۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو اس حالت میں دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ آپ کی طرف آرہی ہے مجھے خوف ہے کہ وہ آپ کو دیکھ لے گی آپ نے ارشاد فرمایا وہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتی اور تلاوتِ قرآن شروع کر دی وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کھڑی ہوگئی اس نے آپ کو نہیں دیکھا اور بولی اے ابو بکر مجھے معلوم ہُوا ہے تمھارے صاحب نے میری ہجو (توہین) کی ہے۔ وہ اب کہاں ہے۔ ابو بکر صدیق نے فرمایا اس گھر کے رب کی قسم بخدا میرے آقا شاعر نہیں ہیں وہ شعر نہیں کہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے معلوم کرو کیا تو میرے پاس کسی کو دیکھتی ہے۔ اُس نے کہا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے تیرے پاس تو اور کوئی نظر نہیں آتا۔ اس کے جانے کے بعد آپ نے فرمایا اللہ نے اس کے اور میرے درمیان پردہ کر دیا تھا وہ مجھ کو دیکھ نہیں سکتی تھی۔

ترمذی نے ذکوان سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم بے سایہ کا سایہ چاند کی چاندنی اور سورج کی روشنی میں نہیں ہوتا تھا۔

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نُور کا ‏ ‏ ‏ سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

ابن سبع نے خصائص النبی میں تحریر کیا ہے رسول اکرم فخر بنی آدم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اس لیے کہ آپ نور مجسم ہیں۔ آپ کا سایہ دھوپ یا چاندنی میں نظر نہیں آتا تھا۔ آپ اکثر یہ دعا پڑھتے تھے اے اللہ تو مجھے نور بنا دے۔

قاضی عیاض نے شفاء میں اور غرفی نے اپنی کتاب مولد النبی میں لکھا ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے جسم مبارک پر مکھی کبھی نہیں بیٹھی۔

طبرانی نے اوسط میں سلمیٰ زوجہ ابورافع سے روایت کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غُسالہ (غسل کردہ پانی) پی لیا تو آپ نے فرمایا اے سلمیٰ تیرے بدن کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی اللہ نے تیرا جسم آگ پر حرام فرمایا۔

خُون مُبارک

خونِ خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

ابن سعد نے محمد بن عمر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا اور اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جعفر طیّار کو جنت میں فرشتوں سے تیز پرواز کرتے دیکھا اور زید بن حارثہ ان کے پیچھے اڑ رہے ہیں میرے دل میں خیال پیدا ہوا زید پیچھے کیوں ہیں اُنھوں نے بھی جعفر کی طرح بہادری سے شہادت حاصل کی ہے۔ جبرئیل میرے پاس آئے ہیں اور عرض کیا یا رسول اللہ زید نے جہاد میں کسی کوتاہی کا ارتکاب نہیں کیا۔ لیکن جعفر کی افضلیت آپ کی قرابت اور خونی رشتہ ہے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے مروی ہے جعفر طیار نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خون ایک مرتبہ نوشِ جان کیا تھا یہ فضیلت و شجاعت اسی خون مبارک کی تھی۔ (کنز العمال)

فائدہ: دونوں کی شہادت جنگ موتہ شام میں ہوئی۔

حاکم نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ پچھنے (سینگی) لگوا رہے تھے آپ نے فارغ ہونے کے بعد مجھے حکم فرمایا اے عبداللہ اس خون کو ایسی جگہ ڈال کر چھپا دو کہ کسی کی نظر نہ پڑے میں اس خون کو لے گیا اور باہر جا کر اس کو پی لیا آپ نے فرمایا اے عبداللہ تو نے کیا کیا میں نے عرض کیا اس جگہ چھپا آیا ہوں جہاں کسی کی نظر نہیں پڑ سکتی آپ نے فرمایا یقیناً تو اس کو پی گیا میں نے عرض کیا جی ہاں میں نے پی لیا آپ نے فرمایا ان لوگوں پر افسوس ہے جو تجھ کو قتل کریں گے اور افسوس کہ تو ان سے نہیں بچ سکے گا قتل ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ اپنے جسم میں بے اندازہ قوت محسوس کرتے تھے۔

(انوار محمدیہ)

ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک غلام سے پچھنے (سینگی) لگوائے وہ سینگی لگا کر خون مبارک کو دیوار کے دوسری طرف لے گیا اور اِدھر اُدھر دیکھا کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔ اطمینان کرنے کے بعد اس بابرکت خون کو چاٹ لیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ نے فرمایا تو نے خون کا کیا کیا اس نے کہا میں دیوار کے دوسری طرف چھپا آیا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا بتا تو نے کس جگہ چھپایا ہے تو وہ بولا حضور آپ کا خون زمین میں دفن کرنا مجھ پر گراں گزرا بے ادبی بے حرمتی کا خوف ہوا تو اس کو میں نے اپنے پیٹ میں محفوظ کر لیا تا کہ بے ادبی نہ ہو۔ آپ نے فرمایا تو نے اپنے نفس کو دوزخ کے عذاب اور آگ سے محفوظ کر لیا۔

(کنز العمال)

بیہقی نے ابی امامہ سے روایت کیا۔ جنگِ اُحد میں ایک کافر

(عبد اللہ بن قمئتہ) کا پتھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دہن مبارک پر لگا اور آپ کے دندان مبارک شہید ہو گئے۔ ایک روایت میں ہے آپ جب جنگِ اُحد میں زخمی ہوئے تو ابو سعید خدری کے والد مالک نے چوسنا شروع کیا یہاں تک کہ زخم سے خون رسنا بند ہو گیا آپ نے فرمایا اس کو تھوک دے مالک نے کہا خدا کی قسم میں آپ کے خونِ مبارک کو زمین پر نہیں ڈالوں گا بلکہ چوس کر نگلتے رہے آپ نے فرمایا جو اہل جنت سے کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ مالک کو دیکھ لے مالک شہید ہوئے۔ (انوار محمدیہ)

پسینہ مبارک

مصحفِ اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا
آب زر بنتا ہے عارض پر پسینہ نور کا

اس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام
شبنم باغ حق یعنی رُخ کا عرق

مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دُلہن پھول
واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور دوپہر میں خواب استراحت فرمایا آپ کو پسینہ آگیا۔ میری والدہ ایک شیشی لائیں اور اس میں آپ کا پسینہ جمع کرنے لگیں۔ آپ بیدار ہو گئے اور فرمایا اے سلیم کیا کر رہی ہو۔ والدہ نے عرض کیا آپ کا پسینہ بہت خوشبودار ہے میں اس کو عطر میں ملا کر رکھوں گی۔ (مسلم)

دارمی، بیہقی، ابو نعیم نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خواص سے ایک خصلت یہ تھی کہ

آپ جس راستہ سے تشریف لے جاتے وہ راستہ آپ کی خوشبو سے مہک جاتا آپ تک پہنچنے میں رہبری کرتا آپ کے تلاش کرنے والے کو معلوم کرنے کی ضرورت نہ ہوتی صرف خوشبو سے آپ تک پہنچ جاتا آپ جس راستہ سے گزرتے شجر و حجر آپ کو سجدہ و سلام عرض کرتا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

بزار نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا آپ نے فرمایا میرے قریب ہو جا میں آپ سے قریب تر ہو گیا میں نے مشک (کستوری) وغیرہ میں وہ خوشبو نہ دیکھی جو خوشبو آپ کے جسم مبارک کے پسینہ سے مہک رہی تھی۔ (کنز العمال)

ابن عساکر نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا مجھے اپنی والدہ اُم سلیم سے ترکہ ورثہ میں جو چیزیں ملیں وہ یہ ہیں ایک چادر سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی، ایک پانی پینے کا پیالہ، ایک خیمہ کا بانس، ایک اُبٹن۔ اُم سلیم کے گھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر آرام فرماتے اور آپ پر وحی نازل ہوتی تو آپ کو کلام ربانی کے جلال سے پسینہ آجاتا جیسا کہ بخار والے مریض کو آتا ہے اُم سلیم آپ سے عرق مبارک کو شیشی میں جمع کر لیتی تھیں اور اس عرق مبارک (پسینہ) کو رامک (تخمی سیاہ کہ اس کو مشک زملیتی کہتے ہیں) میں ملا کر دلہنوں کے لیے اُبٹن تیار کر کے دیتیں۔ وہ اپنے جسم پر مل کر خوشبو حاصل کرتی تھیں۔

لعاب دہن مُبارک

جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جاں بنے اُس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

طبرانی نے معجم کبیر اور معجم اوسط میں اور بیہقی نے عتبہ بن فرقد کی بیوی اُم عاصم

سے روایت کیا علبہ کی چار بیویاں تھیں ہم سب ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بہتر سے بہتر عطر و خوشبو استعمال کرتے تھے تاکہ علبہ کی خوشبو سے ہماری خوشبو فوقیت لے جائے مگر ایسا نہ ہوتا تھا ہم چاروں عورتوں نے مشورہ کیا اور علبہ سے اس کی خوشبو کے بہتر ہونے کا سبب معلوم کیا علبہ نے کہا مجھے ایک بیماری تھی میرے تمام جسم پر دھپڑ (الرجک) پڑ جاتے تھے میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی آپ نے فرمایا کپڑے اتار میں نے ستر کے سوا تمام جسم برہنہ کر دیا۔ آپ نے اپنے دستِ مبارک پر لعابِ دہن مبارک لے کر میرے جسم پر ملا یا اس کے بعد مجھے وہ شکایت نہیں ہوئی اور یہ خوشبو بھی اسی لعابِ دہن کی ہے جو تمام خوشبوؤں سے بہتر اور ممتاز و بے مثل ہے۔

(انوارِ محمدیہ۔ مواہب لدنیہ)

ابنِ ابی شیبہ، ابن السکن، بغوی، طبرانی اور ابونعیم نے حبیب بن فدیک سے روایت کیا مجھے میرے والد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لائے میری آنکھیں بالکل سفید تھیں مجھے کچھ نظر نہیں آتا تھا آپ نے فرمایا تیری حالت ایسی کیوں ہو گئی۔ میں نے عرض کیا حضور میرا پاؤں سانپ کے انڈے پر رکھا گیا تو وہ ٹوٹ گیا اور میری نظر جاتی رہی کالی پتلی غائب ہو گئی۔ آپ نے میری آنکھوں پہ پھونک ماری اس سے لعابِ دہن میری آنکھوں میں داخل ہو گیا میری بصارت واپس آ گئی۔ ابونعیم کہتے ہیں وہ اسّی سال کی عمر میں سوئی کے اندر دھاگہ ڈال دیتے تھے۔ ان کی آنکھیں سفید تھیں سیاہ پتلی نہیں تھی۔

(دلائل النبوت)

ابن اسحاق اور بیہقی نے خبیب بن عبد الرحمٰن بن خبیب سے روایت کیا میرے دادا خبیب کا جنگِ بدر میں بازو کٹ کر لٹک گیا تو رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جگہ لعاب دہن مبارک لگا کر اس کی جگہ جوڑ دیا وہ ایسا جڑ گیا جیسے کبھی کٹا ہی نہ تھا۔ بیہقی نے روایت کیا خبیب نے اسی ہاتھ سے اس شخص کو قتل کیا جس نے ان کو زخمی کیا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

ابو یعلیٰ نے بروایت عبد الرحمٰن بن حارث بن عبیدہ سے انھوں نے اپنے دادا سے روایت کیا جنگِ اُحد میں ابوذر کی آنکھ میں دشمن کا تیر لگا اور ڈھیلا باہر نکل آیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آنکھ کے ڈھیلے کو چشم خانہ میں لعابِ دہن لگا کر رکھ دیا وہ آنکھ اُسی وقت صحیح ہو گئی اور پہلے سے بہتر کام کرنے لگی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

ابو نعیم نے بروایت عبد اللہ بن صعصعہ سے انھوں نے ابو سعید خُدری سے انھوں نے اپنے بھائی قتادہ سے روایت کیا۔ قتادہ نے کہا جنگِ بدر میں میری دونوں آنکھیں تیر لگنے سے باہر آگئیں تو مجھے اصحاب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے آپ نے دونوں دیدوں کو حلقۂ چشم میں رکھ کر لعاب مبارک لگا دیا تو وہ پہلے سے بہتر کام کرنے لگیں۔ (دلائل النبوت)

ابن عساکر اور اسحاق رملی نے فوائد میں بشیر بن عقربہ الجھنی سے روایت کیا۔ جنگ اُحد میں میرے والد شہید ہو گئے تو میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں روتا ہوا حاضر ہوا آپ نے فرمایا تو کیوں روتا ہے کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ میں تیرا باپ اور عائشہ تیری ماں ہو۔ اور میرے سر پہ آپ نے دستِ شفقت رکھا جس جگہ آپ کا دست مبارک رکھا گیا اس جگہ میرے میرے بال سیاہ ہیں باقی سفید ہو گئے ہیں۔ آپ نے میرا نام معلوم فرمایا تو میں نے اپنا نام بحیر بتایا آپ نے فرمایا بحیر نہیں بشیر ہے میری زبان میں لکنت تھی آپ نے اپنا لعابِ دہن میرے منہ

میں ڈال دیا تو میری لکنت (ہکلانا) بند ہو گیا۔

بخاری و مسلم نے سہل بن سعد سے روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگِ خیبر میں فرمایا میں کل عَلَم (جھنڈا) اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے فتح مقدر فرمائی ہے۔ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں اصحاب نے عرض کیا ان کو آشوبِ چشم ہے آپ نے فرمایا ان کو بلاؤ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے آپ نے اپنا لعابِ دہن حضرت علی کی آنکھوں میں لگا دیا اور دُعا فرمائی اُسی وقت آشوبِ چشم دُور ہو گیا جیسے کبھی ہوا ہی نہیں تھا۔ (بخاری، مسلم)

براء نے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند اصحاب کو ابو رافع یہودی کے قتل کا حکم فرمایا عبد اللہ بن عتیک اس کے گھر میں رات کے وقت داخل ہوئے وہ سو رہا تھا عبد اللہ نے ابو رافع کو قتل کر دیا تلوار اُس کے پیٹ پر رکھ کر زور سے دابی اور کمر سے باہر نکال دی جب مجھے اس کے قتل کا یقین ہو گیا میں دروازہ کھول کر زینہ اُترنے لگا چاندنی رات تھی میں سمجھا زینہ ختم ہو گیا۔ میں نے پاؤں آگے بڑھا کر رکھ دیا میں نیچے گر گیا میری ٹانگ ٹوٹ گئی میں نے اپنے عمامہ سے ٹانگ کو باندھا اور اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر بارگاہِ رسالت میں قتل کی خبر دی اور اپنی ٹانگ ٹوٹنے کی اطلاع دی آپ نے فرمایا ٹانگ پھیلاؤ میں نے ٹانگ پھیلا دی آپ نے اس پر دستِ مبارک سے لعابِ دہن لگا دیا وہ ٹانگ ایسی جڑ گئی جیسے کبھی ٹوٹی ہی نہ تھی۔ (مشکوٰۃ)

بزار و طبرانی نے اوسط میں۔ ابو نعیم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کیا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں جارہے تھے۔ جب حرہ واقم میں پہنچے تو ایک بدوی عورت نے اپنے بچے کو بارگاہِ رسالت میں پیش کیا اور عرض کیا اسے جن تکلیف دیتا ہے۔ آپ نے اس بچّہ کے منہ میں لعاب دہن ڈال دیا۔ اور فرمایا اے دشمنِ خدا دُور ہو جا میں اللہ کا رسول ہوں آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا اور فرمایا اسے لے جاؤ اب اس کو کبھی ایسا نہیں ہوگا واپسی پر وہ عورت آئی اس سے لڑکے کی خیریت معلوم کی تو اُس نے کہا اب وہ بالکل صحیح ہے اس پر کسی جن کا غلبہ نہیں ہوُا۔

بخاری نے یزید بن ابی عبید سے روایت کیا میں نے سلمیٰ بن الوع کی پنڈلی پر چوٹ کا نشان دیکھا معلوم کیا یہ نشان کیسا ہے سلمہ نے کہا خیبر میں مجھے یہ زخم لگا تھا۔ میں دربارِ رسالت میں حاضر ہوُا آپ نے اس پر دم فرما کر لعاب دہن لگا دیا یہ اسی وقت صحیح ہو گیا اور آج تک کبھی درد نہیں ہوُا۔

بیہقی و ابونعیم نے بروایت عروہ اور بروایت موسیٰ بن عقبہ بن شہاب سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو بشر بن رزام یہودی کی طرف تیس ۳۰ سوار لے کر روانہ فرمایا ان میں عبداللہ بن انیس تھا۔ بشر یہودی نے جنگ میں عبداللہ کے چہرے پر زخم لگا دیا جب وہ حضور کے پاس واپس آئے تو آپ نے اس زخم پر لعاب دہن لگا دیا وہ زخم بالکل صحیح ہو گیا تا حیات اس میں کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔

طبرانی نے جرہد سے روایت کیا۔ وہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ اس کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے داہنے ہاتھ سے کھانے کو فرمایا

فرمایا اُس نے عرض کیا حضور میرا داہنا ہاتھ خراب ہے آپ نے اس کے اس خراب ہاتھ پر اس طرح پھونک ماری کہ لعاب دہن کے چھینٹے بھی اس پر پڑے ان کا ہاتھ بالکل درست ہو گیا تاحیات کام کرتا رہا۔

نسائی نے روایت کیا۔ محمد بن حاطب نے کہا میرے بچپن میں گرم ہانڈی مجھ پر اُلٹ گئی اور میرا جسم جل گیا تو میرے والد مجھ کو حضور کے پاس لے آئے آپ نے اپنا لعاب دہن اس جلی ہوئی جگہ پر ڈال کر دست مبارک سے ملایا اور فرمایا اے اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف دُور فرما دے۔ میں اُسی وقت تندرست ہو گیا جلنے کا کوئی نشان بھی باقی نہ رہا۔

بول و براز مُبارک

الغرض ان کی ہر شے پہ لاکھوں درود ان کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام
ان کے ہر نام و نسبت پہ نامی درود ان کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام

حاکم نے اُم ایمن سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رات کو بیدار ہو کر ایک مٹی کے پیالہ میں پیشاب فرمایا۔ میری پیاس کی وجہ سے آنکھ کھل گئی میں نے اس پیالہ میں پانی سمجھ کر پی لیا مجھے احساس بھی نہ ہُوا کہ یہ پانی نہیں ہے۔ جب صبح ہوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے اُم ایمن گھر کے اندر ایک پیالہ میں پیشاب رکھا ہے اس کو باہر گرا دو۔ میں نے عرض کیا حضور بخدا میں نے تو اس کو پانی سمجھ کر رات میں پی لیا۔ آپ یہ سُن کر ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک نظر آئے اور آپ نے فرمایا خدا کی قسم اب تیرے پیٹ میں کبھی درد

نہیں ہوگا۔ (کنز العمال)

عبد الرزاق نے ابن جریج سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شب لکڑی کے پیالہ میں پیشاب فرمایا اور چارپائی کے نیچے رکھ دیا صبح اس کو باہر گرانے کا حکم فرمایا مگر پیالہ خالی پایا تو آپ نے برکت کنیز ام المومنین ام حبیبہ کے ساتھ حبشہ سے آئی تھی معلوم فرمایا اس پیالہ کے پیشاب کو تو نے باہر پھینک دیا ہے۔ اس نے کہا حضور میں نے تو اس کو پانی سمجھ کر پی لیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے ام یوسف (برکت) تو نے صحت و شفا حاصل کر لی وہ مرض الموت کے سوا تا حیات کبھی بیمار نہیں ہوئی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلا (لیٹرین) میں داخل ہونا چاہتے تو یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ[1] بعد فراغت باہر نکل کر یہ دعا پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیَ الْاَذٰی وَعَافَانِیْ[2] آپ قضائے حاجت کے وقت جب زمین کے قریب ہوتے تو جسم مبارک سے کپڑا اٹھاتے تاکہ بے پردگی نہ ہو اور آپ کے فضلۂ فضیلت مآب (ٹٹی پاخانہ) کو زمین نگل لیتی تھی اس جگہ کوئی نشان نہ ہوتا سوائے پاکیزہ خوشبو کے کچھ موجود نہ ہوتا۔ (کنز العمال)

ابو نعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باندی لیلیٰ

---

[1] اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں ناپاکی اور خبث سے۔

[2] تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے اذیت کو دور کر دیا اور عافیت دی۔

سے روایت کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا حضور آپ جب بیت الخلا (لیٹرین) سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائے میں نے اندر جا کر دیکھا تو وہاں کوئی چیز موجود نہ تھی سوائے مشک (کستوری) کی خوشبو کے آپ نے فرمایا ہم پیغمبروں کے اجسام جنتیوں کے اجسام کی طرح ہوتے ہیں ان سے جو چیز خارج ہوتی ہے زمین اس کو چھپا لیتی ہے۔ ہمارا بول و براز اور پسینہ خوشبودار ہوتا ہے۔

خطیب نے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تین باتیں ایسی دیکھی ہیں اگر آپ پر قرآن نازل نہ ہوتا تب بھی میرے ایمان لانے کو کافی تھیں۔ پہلا واقعہ ایک یہ تھا ہم حضور کے ساتھ جنگل میں سفر کر رہے تھے آپ نے قضائے حاجت کے لیے ایک برتن میں پانی لیا اور باپردہ جگہ کے لیے نظر دوڑائی تو دو کھجور کے درخت نظر آئے آپ نے مجھے حکم فرمایا اے جابر ان دونوں درختوں سے کہہ دے ایک جگہ ہو جائیں۔ میں نے جا کر کہا تو وہ دونوں کھجور کے پیڑ ایک جگہ پر جمع ہو گئے جیسے ایک ہی درخت ہے۔ آپ نے ان کی آڑ میں قضائے حاجت فرمائی اور تشریف لائے میں نے ارادہ کیا اللہ تعالیٰ مجھ کو مطلع فرمائے جا کر دیکھوں کہ آپ کے شکم مبارک سے کیسی اجابت خارج ہوتی ہے۔ میں وہاں پہنچا تو اس جگہ کچھ بھی نہ تھا زمین صاف تھی میں نے عرض کیا حضور کیا آپ نے قضائے حاجت نہیں فرمائی آپ نے ارشاد فرمایا کی تھی لیکن ہم گروہِ انبیاء کے فضلہ کو زمین چھپا لیتی ہے پھر وہ دونوں کھجور کے درخت اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے۔ دوسرے اسی سفر میں ایک بہت بڑا اژدہا (سانپ) آپ کی خدمت میں حاضر

ہُوا اُس نے پھن حضور کے گوش مبارک کے قریب کیا اس کے بعد آپ نے اپنا دہن مبارک اس کے کان کے قریب کر کے کچھ ارشاد فرمایا پھر وہ سانپ غائب ہو گیا جیسے زمین نگل گئی ہو۔ میں نے عرض کیا حضور یہ کیا تھا میں تو آپ کے حق میں بہت خائف ہوں آپ نے فرمایا یہ جنات کا نمائندہ تھا جنات قرآن کی ایک سورۃ بھول گئے تھے میں نے اس کو وہ سکھادی۔ تیسرے ہم ایک گاؤں کے قریب پہنچے تو چند آدمی ایک پاگل اسیب زدہ لڑکی کو لائے وہ بہت خوبصورت تھی جیسے چاند کا ٹکڑا ہے۔ اس کے عزیزوں نے کہا یارسول اللہ اس کو دیکھیں اس کا علاج فرمائیں آپ نے اس لڑکی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا او جنّ تو ہلاک ہو تجھے معلوم نہیں میں اللہ کا رسول ہوں اس کو فوراً چھوڑ دے اس جنّ نے تعمیل ارشاد کی اس لڑکی چھوڑ گیا۔ لڑکی ہوش میں آگئی اور شرم سے چہرہ چھپا کر چلی گئی۔ (دلائل نبوت)

جبّہ و قمیص مبُارک

ہے گلے میں آج تک کوراہی کرتا نُور کا | میل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پتلا نُور کا
عطر جیبِ نہایت پہ لاکھوں سلام | سرِّ غیب ہدایت پہ غیبی درود
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے | وسعتیں دی ہیں خدا نے دامنِ محبوب کو

امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد علی زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اُنھوں نے اپنے والدِ ماجد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اُنھوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا میری والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم نے آپ کی پرورش عبد المطلب کے وصال کے بعد کی تھی جب ان کا وصال ہوا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے اداءِ حق خدمت کے لیے اپنی قمیص (کرتا) میں کفن دیا اور مغفرت کی دُعا فرمائی اور آپ اُن کی قبر میں اُتر کر لیٹے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاطمہ بنت اسد کو یہ اعزاز کیوں عنایت فرمایا آپ نے کسی پہ یہ کرم نہیں فرمایا اس کا کیا فائدہ ہے آپ نے فرمایا میں نے اپنی قمیص کا کفن دیا تاکہ اللہ اس پہ رحمت نازل فرمائے اور مغفرت کر دے اور اس کی قبر میں لیٹا تاکہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے راحت وسکون میسر ہو۔

فائدہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی مثل کہنے والے بھی کیا ایسا کر سکتے ہیں کیا ان کو اپنی بخشش کا یقین ہے۔

حافظ ابو نعیم نے اپنی کتاب (معرفت) میں اور دیلمی نے ابن عباس سے۔ ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کا انتقال ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی قمیص کا کفن دیا اور ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ستر تکبیریں پڑھیں اور ان کی قبر میں تشریف لا کر اس کو درست کرایا آپ جب باہر تشریف لائے تو آپ کی چشمان لبریز تھیں اشک رواں تھے ان کو دفن کر کے قبر پر اپنے دست مبارک سے مٹی ڈالی اور دُعا فرما کر واپس دولتکدہ اقدس پر تشریف لے گئے تو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے آج اس

عورت کے لیے جو کچھ کرتے دیکھا ایسا سلوک کسی کے لیے آپ کو کرتے نہیں دیکھا آپ نے فرمایا اے عمر یہ میری والدہ آمنہ کے بعد والدہ کی طرح تھیں والدین کے وصال کے بعد جدّ امجد عبد المطلب نے پرورش کی ان کے بعد ابو طالب نے میری کفالت کی ہم جب سب مل کر کھانا کھاتے تو یہ عورت اپنی اولاد سے زیادہ کھانا مجھے دیتی اے عمر ان کے لیے دُعا کرو مجھے جبرئیل نے یہ خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنّت عطا فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ستّر ہزار فرشتے ان کی نماز جنازہ میں بھیجے جنھوں نے ان پر نماز پڑھی۔

ابن عدی نے محمد بن جابر سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے اپنے والد سنان بن طلق یمامی سے روایت کیا۔ بنی حنیفہ کا وفد حضور اقدس محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، مَیں بھی اس وفد میں تھا، میں سب سے پہلے آپ کے پاس حاضر ہُوا۔ آپ اُس وقت سر مبارک دھو رہے تھے آپ نے ارشاد فرمایا اے یمامہ کے بھائی بیٹھ اور سر دھو لے، میں نے پسماندہ پانی سے اپنا سر دھویا اور مسلمان ہو گیا آپ نے مجھے کچھ لکھ کر دیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ اپنی قمیص مبارک کا ایک ٹکڑا عنایت فرما دیں ہم اس سے برکت حاصل کریں اور تبرّکاً اپنے پاس رکھیں۔ آپ نے میری درخواست قبول فرمائی اور مجھے اپنی قمیص مبارک کا پارچہ عنایت فرما دیا محمد بن جابر نے کہا میرے والد اور دادا اس قطعہ پارچہ کو پانی میں ڈبو کر مایوس مریضوں کو دیتے تو وہ شفایاب ہو جاتے۔

مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ نے اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہمارے پاس ایک جبہ طیالسی سبز دھالی والا

ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیبِ تن فرماتے تھے جب کسی بیمار کو بغرضِ شفاء اس جُبّہ مبارک کو دھو کر اس کا پانی پلاتے تو مریض شفایاب ہو جاتا۔ (مسلم)

نسائی نے شداد بن ہاران سے روایت کیا ایک اعرابی (دیہاتی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور عرض کیا مجھے اپنے پاس ہی رکھیں میں نے اسی نیت سے ہجرت کی ہے۔ آپ نے اس کو تعلیم کے لیے صحابہ کے سپرد فرما دیا۔ مع اس اعرابی کے آپ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے۔ مالِ غنیمت سے اس کا حصّہ اس کے ساتھیوں کو عنایت فرمایا وہ مجاہدین کے اُونٹوں کو چراگاہ لے گیا تھا۔ اس کے واپس ہونے کے بعد اس کے ساتھیوں نے اس کا حصّہ اسے دیا اعرابی نے کہا یہ کیا ہے اصحاب نے کہا مالِ غنیمت سے تیرا حصّہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطاء فرمایا ہے۔ اعرابی اپنے اس حصّہ کو لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو اور عرض کیا سرکار یہ کیا ہے آپ نے فرمایا یہ تیرا حصّہ ہے اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے آپ کی پیروی غنیمت (مال و دولت) کے لیے نہیں کی ہے بلکہ اس کے لیے کی ہے کہ مجھے اس جگہ (یعنی گلے) پر تیر لگے اور میں شہید ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤں آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ تیری مراد پوری فرمائے گا۔

کچھ مدّت کے بعد وہ جنگ میں شریک ہوا اور ایک تیر اس کے گلے پر اسی جگہ لگا جہاں پر اس نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا تھا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہے وہ، یہ ہے وہ صحابہ نے عرض

کیا وہ اعرابی یہی ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کی مُراد پوری کر دی پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اپنے جبہ بابرکت میں کفنا کر نماز جنازہ پڑھائی اور یہ فرمایا اے اللہ تیرا یہ بندہ مہاجر ہو کر تیری راہ میں نکلا اور قتل ہو کر شہید ہو گیا۔ میں اس کا گواہ ہوں۔ (نسائی)

عمامہ مُبارک

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نُور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نُور کا

پشت پر ڈھلکا سرِ انور سے شملہ نُور کا
دیکھیں موسیٰ طور سے اُترا صحیفہ نُور کا

پیچ کرتا ہے فدا ہونے کو لمعہ نُور کا
گرد سر پھرنے کو بنتا ہے عمامہ نُور کا

جس کے آگے سرِ سرداراں خم رہیں
اُس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

ابن سعد نے واقدی کی روایت سے بیان کیا۔ کفار کی طرف سے عمر بن عبد ود نے جنگِ خندق کے دن میدان آکر مبارزہ کا طالب ہو۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے مقابلہ کی اجازت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے طلب کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی تلوار عنایت فرمائی اور اپنے عماموں سے ایک عمامہ (پگڑی) حضرت علی کے سر پر باندھا اور دُعا دی اے اللہ اس کو کامیاب فرما۔ علی اور عمر بن عبد ود آمنے سامنے ہوئے اور ان میں مقابلہ ہوُا۔ علی نے ایک ہی وار میں عمر کو قتل کر دیا تو ان کے ساتھی بھاگ گئے۔ یا اللہ بے حد و حساب صلوٰۃ وسلام نازل فرما نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم اور علی مرتضیٰ و اصحاب پر۔ (تفسیر خازن، حجۃ اللہ علی العالمین)

امام بخاری نے تاریخ میں ابن عساکر نے عبد الرحمٰن بن عبداللہ بن دشتکی رازی سے اُنھوں نے کہا میں نے اپنے والد سے روایت کیا۔ میں نے بخارا میں ایک آدمی کو سفید خچر پر سوار دیکھا اُنھوں نے سیاہ صوف (اُون) کا عمامہ (پگڑی) باندھا ہُوا تھا۔ یہ عمامہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تھا جو ان کو عنایت ہُوا تھا۔ اور وہ شخص ابن حازم اسمی تھے۔

چادر مُبارک

ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نُور کا — نُور کی سرکار سے پایا دوشالہ نُور کا

مر کے اوڑھے گی عروسِ جان دوپٹا نُور کا — نزع میں لوٹے گا خاک در پہ شیدا نُور کا

اُس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام — جس کا آنچل نہ دیکھا مہ وِ مہر نے

بخاری نے سہل بن سعد سے روایت کیا ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چادر پیش کی۔ سہل نے سامعین (سننے والوں) سے کہا جانتے ہو "بردہ" کس کو کہتے ہیں حاضرین نے عرض کیا (وہ چادر جس کی کنّی بنی ہوئی ہو) اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنا ہے آپ اس کو زیب تن فرمالیجیے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا اور زیب تن فرما لیا۔ آپ کے اصحاب سے ایک صحابی نے اس کو آپ سے مانگ لیا آپ نے فرمایا اچھا۔ کچھ دیر کے بعد آپ دولت سرائے اقدس میں تشریف لے گئے تو دوسرے صحابہ نے اس کو کہا تو نے اچھا نہیں کیا اس چادر کی حضور کو خود ضرورت تھی۔ آپ کے پاس اور چادر نہیں ہے

تجھے معلوم ہے آپ سائل کے سوال کو کبھی رد نہیں فرماتے ان صحابی نے کہا میں اس چادر سے برکت حاصل کروں گا اور اپنا کفن بناؤں گا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو چادر عنایت فرمادی۔ سہل کہتے ہیں ان صحابی کو اسی چادر میں کفنایا گیا۔ (بخاری)

امام احمد، طبرانی نے وازع سے روایت کیا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آسیب زدہ شخص کو لایا اور عرض کیا اس کو آسیب ہے آپ اس کے لیے دُعا فرمادیں آپ نے فرمایا اس کو ادھر لاؤ میں نے اس کو پیش کر دیا۔ آپ نے چادر مبارک کا کونہ پکڑ کر دست مبارک بلند فرمایا یہاں تک کہ بغل کی سفیدی نظر آنے لگی اور آپ نے دست مقدس اس شخص کی کمر پہ مارا اور فرمایا اے دشمنِ خدا باہر نکل جا۔ وہ شخص فوراً درست ہو گیا اور آپ کے سامنے مؤدب ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ نے اس کے لیے دُعا فرمائی اور اس کے چہرے پر دست مبارک پھیرا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس جیسا تندرست وفد میں اور کوئی نہیں ہے۔

ابو داؤد نے عبداللہ بن زید مازنی سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز استسقاء ادا فرمانے کے لیے عید گاہ تشریف لائے تو چادر مبارک کو پلٹ دیا اور قبلہ رو ہو کر نماز ادا فرمائی۔ (بخاری۔ ابو داؤد)

تلوار مُبارک

وہ چقاچاق خنجر سے آتی صدا مصطفےٰ تیری صولت پہ لاکھوں سلام

مشکوٰۃ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلوار کا قبضہ (دستہ) چاندی کا تھا۔ (مشکوٰۃ)

مشکوٰۃ میں ہود بن عبداللہ بن سعد نے اپنے دادا سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کی تلوار کے دستہ پر سونے چاندی کی گلکاری تھی۔ (مشکوٰۃ)

عبداللہ بن مسعود نے روایت کیا مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدر کے دن ابوجہل کی تلوار عنایت فرمائی میں نے اس کا سر اس کے جسم سے کاٹا تھا۔

ابن عباس نے روایت کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگِ بدر کے مالِ غنیمت سے ذوالفقار نامی (تلوار) کو اپنے لیے پسند فرمایا۔

(یہ تلوار عاصی بن ملبنہ بن الحجاج کی تھی۔

مواہب لدنیہ میں ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نو تلواریں تھیں۔

اثور[1] یہ تلوار آپ کو میراث میں ملی تھی اس کو آپ مکہ سے لائے تھے۔

عضب[2] سعد بن عبادہ نے جنگ بدر میں جاتے وقت پیش کی تھی۔

ذوالفقار[3] جنگ بدر میں غنیمت میں آئی تھی۔

قلعی[4] اہلِ قلع نے آپ کو تحفہ میں پیش کی تھی۔

بتار[5] اس کے معنی قطع (کاٹنے والی) ہیں۔

حتف[6] اس کے معنی موت ہے۔

مخذمہ[7] اس کے معنی بھی کاٹنے کے ہیں۔

آسوب[8] کے معنی نہ رکنے والی ہڈی کاٹ کر گزر جائے۔

۷ و ۸ یہ دونوں تلوار بنی طی کے مالِ غنیمت میں حضرت علی آپ کے لیے لائے تھے۔

قضیب[۹] اور ایک روایت میں
ممشوق ہے قضیب کے معنی ہلکی سی جنبش سے کاٹنے والی۔ ممشوق
کے معنی چیرنے والی۔ (مواہب لدنیہ)

کاسہ مُبارک

نور دن دونا تیرا دے ڈال صدقہ نور کا
میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا

ماہِ نو طیبہ میں بٹتا ہے مہینہ نور کا
بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا

زین اہل عبادت پہ لاکھوں سلام
باقی ساقیاں شراب طہور

ابن حجر ہیثمی نے شرح شمائل میں تحریر کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیالہ مبارک تھا۔ وہ جھاؤ کی لکڑ کا بنا ہوا تھا اور اس کے کنارے پر لوہے کی شام چڑھی تھی۔ ابنِ سیرین نے کہا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوہے کے شام کی جگہ چاندی یا سونے کی شام (حلقہ) چڑھا دیا جائے۔ ابو طلحہ نے کہا اس میں رد و بدل نہ کرو اس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی حالت میں رکھا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خیال کو ترک کر دیا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد اس پیالہ کو ان کے لڑکے نضر بن انس سے آٹھ لاکھ درہم میں خرید لیا۔

قاضی عیاض نے شفا شریف میں تحریر فرمایا۔ حضرت اسماء بنتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے کاسوں میں سے ایک کاسہ (پیالہ) ان کے پاس تھا

اسماءؓ حصولِ شفاء کے لیے مریضوں کو اس میں پانی پلاتی تھیں اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے مریضوں کا صحت یاب فرماتا۔ عاصم کہتے ہیں میں نے اس پیالہ کو دیکھا اور اس میں پانی پیا ہے۔

بخاری نے حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ابو بردہ نے کہا میں مدینہ حاضر ہوا مجھے عبد اللہ بن سلام ملے انھوں نے کہا میرے گھر چلو میں تمھیں اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیا ہے۔ میں ان کے ساتھ گیا تو عبد اللہ بن سلام نے مجھے اس پیالہ میں ستو پلائے اور کھجور کھلائی اور آپ کی مسجد میں نماز ادا کی۔

بخاری نے ابو حازم سے انھوں نے سہل بن سعد سے روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سہل بن سعد سے فرمایا اے سہل ہم کو پانی پلاؤ۔ میں نے ایک پیالہ نکال کر اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو پانی پلایا۔ سہل نے ایک پیالہ نکال کر کہا یہ وہی پیالہ ہے اور ہمیں بھی اس میں پانی پلایا۔ عمر بن عبد العزیز نے اس کاسہ مبارک کو ان سے حاصل کر لیا۔ (بخاری)

بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ میں ایک دن سخت بھوکا تھا کبھی پیٹ کو زمین سے دباتا کبھی پتھر پیٹ پر باندھتا تاکہ بھوک کم ہو جائے۔ اسی حالت میں سر راہ بیٹھ گیا ابو بکر گزرے تو میں نے ان سے کہا اللہ الذی لا الٰہ الا ھو اللہ وہ ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور یہ معلوم کیا قرآن میں ایسی کون سی آیت ہے جس کو پڑھ کر شکم سیری ہو جائے۔ ابو بکر خاموشی سے گزر گئے مجھے کوئی جواب نہیں دیا پھر عمر فاروق گزرے میں نے ان سے بھی یہی سوال کیا انھوں نے میری بات کا

کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر ابوالقاسم رحمۃ اللعالمین عالم ماکان وما یکون حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میری ظاہری و باطنی حالت ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا اے ابوہریرہ میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ۔ یارسول اللہ میں حاضر ہوں فرمایا میرے ساتھ چل میں آپ کے ساتھ چل دیا۔ آپ دولت سرائے اقدس میں تشریف لے گئے۔ ایک پیالہ میں دودھ رکھا دیکھا آپ نے معلوم فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے اہل خانہ نے عرض کیا یہ آپ کے لیے ہدیتًا آیا ہے۔ آپ نے مجھ کو طلب فرمایا میں حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا تمام اصحاب صفہ کو بلاؤ اور فرمایا اصحابِ صفہ اسلام کے مہمان ہیں نہ اُن کے اولاد ہے نہ مال و دولت ہے نہ مکان ہے اور آپ کی یہ عادت کریمہ تھی جب صدقہ میں کوئی چیز آتی تو تمام ان کو (اصحابِ صفہ) کو عنایت فرماتے۔ اپنے استعمال میں کچھ نہ لاتے اور اگر ہدیہ آتا تو اس میں سے خود بھی استعمال فرماتے اور ان کو بھی عنایت فرماتے۔ میرے دل میں خیال آیا یہ تھوڑا سا دودھ ہے اس کا تو میں زیادہ حق دار ہوں کیونکہ سخت بھوکا ہوں اصحابِ صفہ سے اس کا زیادہ حق دار ہوں۔ وہ دودھ صرف ایک آدمی کو کافی ہو سکتا تھا۔ میں نے آپ کے حکم کے مطابق اصحابِ صفہ کو بلایا اور وہ تمام باجازت حاضر بارگاہِ رسالت ہو گئے۔ آپ نے فرمایا اے ابوہریرہ۔ میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ فرمایا اس دودھ کے پیالہ کو لے کر ان کو دو۔ میں نے پیالہ اُٹھایا اور ایک آدمی کو دیا اُس نے شکم سیر ہو کر پیا اور پیالہ مجھے واپس کر دیا۔ میں نے دوسرے کو دیا اس نے بھی سیر ہو کر پیا اور پیالہ مجھے واپس کر دیا۔ اسی طرح تمام اصحابِ صفہ نے یکے بعد دیگرے پیا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نمبر آگیا

میں نے پیالہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا اے ابوہریرہ اب میں اور تو باقی رہ گئے ہیں میں نے عرض کیا آپ نے سچ فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آپ نے فرمایا لے بیٹھ کر پی میں نے بیٹھ کر پیا۔ آپ نے فرمایا اور پی میں نے پھر پیا آپ نے اصرار فرما کر مجھے خوب پلایا میں نے عرض کیا قسم اُس ذاتِ پاک کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اب میرے پیٹ میں بالکل گنجائش نہیں ہے تو آپ نے فرمایا لا مجھے دے۔ میں نے آپ کو پیش کر دیا آپ نے الحمد للہ اور بسم اللہ فرما کر بچا ہوا دودھ نوش جان فرمایا۔ (بخاری)

کیوں جناب بوہریرہ تھا کیسا جامِ شیر　　جس سے ستّر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا

عصا مُبارک

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا
گروں کا سہارا عصائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بیہقی اور ابونعیم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد کعبہ میں تین سو ساٹھ بت پائے تو عصا مبارک سے ایک بت کی طرف اشارہ فرماتے اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ "حق آیا اور باطل ذلیل وخوار ہوا بیشک باطل ذلیل وخوار ہونے والا ہے۔" تو وہ بت عصا لگے بغیر گر جاتا۔

ابو نعیم نے ابن عمر سے دوسری روایت میں یہ روایت بیان کی کہ بیت اللہ میں تین سو ساٹھ بت تانبے اور رانگ (قلعی) سے مضبوط کر کے نصب کیے تھے مگر آپ کے اشارۂ عصاء سے منہ کے بل گر جاتے تھے۔

رازی نے بیان کیا معاذ بن عفراء کی بیوی برص (پھلبہری) کی مریض تھی اس نے آپ کی خدمت میں اپنے مرض کی شکایت کی آپ نے اپنا عصا مبارک ان سفید داغوں کو مس فرما دیا۔ داغ دور ہو گئے جیسے کبھی یہ مرض ہوا ہی نہیں تھا۔

ابو نعیم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہم غزوۂ بنی ثعلبہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ میں ایک اُونٹنی پر سوار تھا وہ تھک کر بیٹھ گئی۔ میں نے اس کو اٹھانے کی بہت کوشش کی مگر وہ نہ اٹھی اور لشکر روانہ ہونے لگا۔ میں فکر مند تھا اب کیا کروں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو فرمایا اے جابر کیا بات ہے میں نے عرض کیا میری اُونٹنی تھک گئی ہے۔ فرمایا ہمارے ساتھ چل آپ نے پانی اس کے حلق میں ڈالا اور عصا مبارک لگایا۔ اُونٹنی کھڑی ہو گئی۔ آپ نے فرمایا سوار ہو جا۔ میں نے عرض کیا میں اس بات پر راضی ہوں کہ یہ ہمارے ساتھ چلے میں پیدل ہی چلا جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا سوار ہو جا۔ میں اس پر سوار ہو گیا۔ بخدا میں اُونٹنی کو قصداً روکتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آگے نہ ہو جائے۔

بیہقی و ابو نعیم نے عبد اللہ بن انیس سے روایت کیا۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے طلب فرما کر فرمایا ابن نبیح

ہذلی ہمارے ساتھ جنگ کیلئے لوگوں کو جمع کر رہا ہے وہ نخلہ میں یا عرینہ میں ہے تو اس کو قتل کر آ۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کوئی نشانی بیان فرما دیں تاکہ میں اس کو پہچان لوں فرمایا اس کی نشانی یہ ہے کہ تجھے دیکھ کر اس کو رعشہ (لرزہ) ہوگا میں روانہ ہو گیا اس کے پاس پہنچا تو وہ مجھے دیکھ کر کانپنے لگا آپ کی فرمائی ہوئی علامت میں نے دیکھ لی۔ میں اس کے ساتھ کچھ دُور تک چلا اور موقع پا کر اس کو تلوار سے قتل کر دیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا فتح مند کا چہرہ ہے۔ میں نے عرض کیا اس کو قتل کر آیا ہوں آپ نے فرمایا تو نے صحیح کہا ہے۔ اور آپ نے مجھے اپنا عصائے مبارک عنایت فرما کر فرمایا اس کو اپنے پاس حفاظت سے رکھ قیامت کے ہنگامہ خیز اجتماع میں تیرے لیے نشانی ہوگی۔ اس دن لوگوں کے پاس نشانیاں کم ہوں گی۔ عبداللہ نے اس عصاء (لاٹھی) کو اپنی تلوار کے ساتھ ساتھ تازندگی رکھا اور وصیت کر دی اس عصا کو میرے ساتھ کفن کے اندر رکھ کر دفن کر دیا جائے۔

بیہقی اور ابن عساکر نے محمد بن سیرین سے اُنھوں نے انس بن مالک سے روایت کیا۔ ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عصاء تھا اور ان کے ساتھ کفن میں رکھ کر دفن کر دیا گیا۔

مہرِ مُبارک

ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے تشریف لیے جاتے تو انگشتری مبارک اُتار کر تشریف لے جاتے۔

بخاری نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انگشت مبارک میں انگوٹھی استعمال فرماتے آپ کے بعد وہ انگشتری ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہنی ان کے بعد اس کو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہنا۔ اُن کے بعد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ انگشتری ملی آپ ایک اریس کنوئیں کی من پر پاؤں کنوئیں کے اندر لٹکائے بیٹھے تھے۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ انگشتری کو اُنگلی میں ہلا رہے تھے۔ اُتار چھڑا رہے تھے کہ وہ ہاتھ سے چھوٹ کر کنوئیں میں گر گئی۔ اس کو تین دن تک تلاش کرتے رہے اس کا پانی اور مٹی تک نکال دیا لیکن انگشتری نہیں ملی۔ بعض علماء نے کہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس انگشتری میں وہی خاصیت تھی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری میں تھی اس کے گم ہونے کے بعد خلافت میں گڑبڑ ہونے لگی اور انجام شہادت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوا۔ از شہادت عثمان غنی تا امروز اختلاف بند نہ ہوا۔

ابن عساکر نے حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُلا کر حکم فرمایا اے علی اس چاندی کی انگوٹھی پر محمد بن عبداللہ نقش کرا دو۔ حضرت علی نقاش کے پاس تشریف لائے اور اس کو کہا اس انگوٹھی پر محمد بن عبداللہ نقش (کھود دے) کر دے اس نے اس پر نقش کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے محمد بن عبداللہ کی بجائے

محمد رسول اللہ نقش کرا دیا۔ حضرت علی نے دیکھ کر کہا یہ تو نے کیا لکھ دیا میں نے محمد بن عبد اللہ لکھنے کو کہا تھا تو نے محمد رسول اللہ لکھ دیا اس نے کہا بخدا میں نے اپنے ارادے میں محمد بن عبد اللہ لکھا تھا مجھے سمجھ نہیں آتی یہ بدل کیسے گیا۔ علی نے کہا تو نے سچ کہا اور انگشتری لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ عرض کیا آپ سن کر مسکرائے اور ارشاد فرمایا میں اللہ کا رسول برحق ہوں۔

علم مُبارک

بنی پُر نور پُر رخشاں ہے بکّہ نور کا   ہے لواء الحمد پر اڑتا پھریرا نور کا
جس کے زیر لوا آدم و من سوا   اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

ابن شاہین نے قیس بن کعب نخعی سے روایت کیا۔ قیس بن کعب ارطاۃ بن کعب اور ارقم ایک وفد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے دونوں بھائی قیس اور ارطاۃ بہت خوبصورت آدمی تھے آپ نے ان کو دعوتِ اسلام دی وہ مسلمان ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا خیر فرمائی اور ارطاۃ کو سند لکھ دی علم (جھنڈا) عنایت فرمایا۔ ارطاۃ اس علم کو لے کر قادسیہ کی جنگ میں شامل ہوئے تھے۔

طبرانی۔ ابن عساکر نے مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا نام مسعود کی بجائے مطاع رکھا اور ارشاد فرمایا اے مطاع تیری قوم تیری فرمانبرداری کرے گی اور ان کو ایک سرخ گھوڑے پر سوار فرما کر ایک جھنڈا عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا اپنی قوم کے پاس جاؤ

جو اس علم کے نیچے آجائے گا وہ عذابِ دوزخ سے نجات پا جائے گا۔

بخاری نے سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگِ خیبر میں ارشاد فرمایا کل صبح علم (جھنڈا) اس کو دیا جائے گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح مقدر فرمائی۔ صبح کو ہر شخص منتظر تھا۔ شاید وہ خوش قسمت میں ہی ہوں آپ نے فرمایا علی بن ابوطالب کہاں ہے۔ عرض کیا ان کو آشوبِ چشم (آنکھ دکھنا) ہے۔ آپ نے فرمایا ان کو میرے پاس لاؤ۔ حضرت علی کو آپ کی خدمت میں حاضر کیا گیا آپ نے اپنا لعاب دہن (تھوک) حضرت علی کی آنکھ میں لگا دیا اور دعا فرمائی آنکھ کا درد کھٹک اسی وقت دور ہو گیا ان کو علم عنایت فرمایا اسی دن قلعہ خیبر فتح ہو گیا۔

شیر شمشیر زن شاہِ خیبر شکن پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

زِرہ مُبارک

شورِ تکبیر سے تھرتھراتی زمیں
بندشِ زرہ صدرت پہ لاکھوں سلام

کعب بن مالک سے روایت ہے جنگِ اُحد میں کچھ لوگ آپ کے وصال کی خبر سن کر منتشر ہونے لگے تھے۔ سب سے پہلے آپ کو میں نے دیکھا اور مسلمانوں کو بشارت دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال نہیں ہوا وہ صحیح وسالم رونق افروز ہیں۔ میں اس وقت شعب (گھاٹی) میں تھا آپ نے کعب کو پاس بلایا کعب نے ایک زرد رنگ کی زرہ پہنی ہوئی تھی

آپ نے اس کو اتروا کر خود زیبِ تن فرمایا پھر اُتار کر کعب کو پہنایا اور جنگ کا حکم دیا کعب نے شدید جنگ لڑی سترہ زخم بھی لگے مگر محفوظ رہے ان کو اسی زرہ کی برکت سے کوئی جان لیوا زخم نہیں آیا۔

موزہ مُبارک

ساق اصل قدم شاخ نخل کرم

موزہ پائے اصابت پہ لاکھوں سلام

ابونعیم نے ابوامامہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موزہ مبارک وضو فرمانے کے بعد پہننے کا ارادہ فرمایا تو ایک موزہ عقاب لے کر اُڑ گیا اور ہوا میں جا کر اُلٹ دیا تو اس سے سانپ نیچے گر گیا۔ عقاب نے موزہ خدمت عالی میں پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا جو کوئی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ بغیر جھاڑے موزے نہ پہنے تاکہ کوئی مہلک جانور اس کو نقصان نہ پہنچا سکے۔

بیہقی، ابونعیم نے ابن عباس سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے آبادی سے دُور تشریف لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے موزے ایک درخت کے نیچے اُتار کر رکھ دیئے اور قضائے حاجت فرمانے دوسری جگہ تشریف لے گئے واپس آکر موزہ پہننے لگے تو ایک عقاب ایک موزہ لے کر اُڑ گیا اور فضا میں جا کر موزہ اُلٹا کر دیا تو ایک سیاہ سانپ موزے سے نیچے گر گیا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ

میری حفاظت فرماتا ہے۔

پاپوشِ مبارک

سبز گردوں جھکا تھا بہر پابوس براق — پھر نہ سیدھا ہو سکا کھایا وہ کوڑا نور کا
جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاکِ حضور — تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں
کھائی قرآن نے خاکِ گزر کی قسم — اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

بخاری نے باب تبرکات زرع۔ عصا۔ تلوار۔ پیالہ۔ برتن۔ نعل جن سے اصحاب برکت حاصل کرتے تھے میں عیسیٰ ابن طہمان سے روایت کیا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو نعلین مبارک دکھائیں ان پر کوئی بال نہیں تھا۔ ہر نعل مبارک میں دو تسمے تھے ثابت بنانی نے بھی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا یہ دونوں نعل مبارک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہیں۔

مشکوٰۃ میں بروایت مسلم ابوہریرہ سے مروی ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھے تھے ابوبکر و عمر بھی ہمارے ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے درمیان سے اُٹھ کر کہیں تشریف لے گئے کافی دیر ہو گئی۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں آپ کو کوئی شخص گزند نہ پہنچا دے میں آپ کو تلاش کرنے چل پڑا۔ آپ کی خوشبو سے میں آپ کو تلاش کرتا بنی نجار انصار کے باغ کی دیوار تک پہنچ گیا اور اس کا دروازہ تلاش کرنے لگا مجھے دروازہ نہ ملا تو میں پانی کی نہر کے ذریعہ اندر داخل ہو گیا اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا اے

ابوہریرہ میں نے عرض کیا۔ حکم سرکار۔ فرمایا کیا بات ہے میں نے عرض کیا آپ اچانک تشریف لے گئے اور واپس تشریف نہ لائے تو ہمیں فکر لاحق ہوئی اور آپ کی تلاش کو چل دیئے۔ اور میں اس باغ کی دیوار تک پہنچ گیا اور اس باغ میں پانی کے نالہ سے سمٹ سمٹا کر لومڑی کی طرح آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اے ابوہریرہ میری نعلین لے جا۔ اور جو شخص اس دیوار کے باہر تجھے ملے وہ اللہ کے ایک اور میرے رسول برحق ہونے کی گواہی دے خلوص و یقین کے ساتھ اس کو جنتی ہونے کی بشارت دے دے میں نعلین مبارک لے کر باہر آیا تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے بولے یہ جوتا کیسا ہے میں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعلین ہیں مجھے دے کر آپ نے بھیجا ہے اور فرمایا ہے جو شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ایقان و خلوص سے کہتا ہے اس کو جنتی ہونے کی خوشخبری سنا دے عمر نے میرے سینہ پر دوہتڑ مارا میں پیچھے کو گر گیا اور کہا واپس ہو جا۔ میں کراہتا ہوا نبی معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا اے ابوہریرہ کیا بات ہے۔ میں نے عرض کیا مجھے سب سے پہلے عمر ملے میں نے ان کو خوشخبری دی تو انھوں نے مجھے مار کر واپس کر دیا۔ عمر بھی حاضر ہو گئے آپ نے فرمایا عمر تو نے یہ کیا کیا۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے ابوہریرہ کو نعلین مبارک دے کر بھیجا تھا کہ جو شخص توحید و رسالت پر ایمان لے آئے وہ جنتی ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔ ہاں میں نے یہی کہہ کر بھیجا تھا۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ بات عام نہ فرمائیں مجھے خوف ہے لوگ عمل ترک کر کے صرف توحید و رسالت

پر ایمان کو نجات و بخشش کے لیے کافی سمجھ کر عمل ترک کر دیں گے آپ ان کو عمل صالح کرنے دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر ہے ان کو عمل کرنے دو۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں ؎

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر ‏ اُس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
فاروق حق و باطل امام الہدیٰ ‏ تیغ مسلول شدت پہ لاکھوں سلام

وصالِ سرورِ کائنات

کس کے پردے نے کیا آئینہ اندھا نور کا ‏ مانگتا پھرتا ہے آنکھیں ہر نگینہ نور کا
اب کہاں وہ تابشیں کیسا وہ تڑکا نور کا ‏ مہر نے چھپ کر کیا خاصہ دھندلکا نور کا
لطف بیداری شب پہ بے حد درود ‏ عالم خواب راحت پہ لاکھوں سلام

ابو نعیم نے بروایت مالک بن دینار انس بن مالک سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا میری موت و حیات تمہارے لیے بہتر ہے۔ باقی صحابہ خاموش رہے۔ حضرت فاروق اعظم نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں آپ نے فرمایا میری زندگی اس لیے بہتر ہے کہ میں تم کو حلال و حرام کی تعلیم نزولِ وحی سے کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ مجھ پر نازل فرماتا ہے اور میرا اس دنیا سے پردہ کرنا اس لیے بہتر ہے کہ تمہارے اعمال جمعرات کے دن مجھ پر پیش ہوں گے۔ جس کے اعمال اچھے ہوں گے میں اللہ کی حمد کے بعد تمہارے لیے عمل خیر کی توفیق کے لیے دعا کروں گا اور اگر تمہارے اعمال بد ہوں گے تو اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہوں گا اور گناہوں سے بچنے

کی دُعا کروں گا۔

فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جب نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کی قبر مبارک میں مَیں نے رکھا تو آخری دیدار کے لیے کفن روئے مبارک سے ہٹایا تو آپ کے لب مبارک متحرک تھے میں نے کان نزدیک کیا تو سُنا آپ فرما رہے تھے اے اللہ میری اُمت کو بخش دے میں نے صحابہ کو اس واقعہ کی خبر دی اُنھوں نے آپ کی شفقت پر تعجب کیا اور آپ پر درود پڑھا۔ اللّٰھم صل وسلّم علیٰ ھذا النبی الکریم والرسول السید السند العظیم وبالمومنین روف الرّحیم۔

ابوبکر بن ابو عاصم نے اپنی کتاب (الصلوٰۃ علی النبی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بروایت ابو احمد الزبیری نے کہا مجھے نعیم بن ضمضم نے اس کو عمران بن حمیرہ نے اس کو عمار بن یاسر نے کہا میں تجھے ایک حدیث سناتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنی ہے۔ میں نے کہا سنایئے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو تمام لوگوں کی آوازیں سننے کی قوت عنایت فرمائی ہے اور وہ قیامت تک میری قبر کے پاس کھڑا رہے گا۔ جو کوئی میرا اُمتی مجھ پر درود پڑھے گا تو وہ مجھ سے کہے گا یا احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فلاں بیٹا فلاں کا اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر بتائے گا کہ یہ شخص ان الفاظ میں آپ پر درود پڑھ رہا ہے۔ میرے رب نے اپنے ذمہ میں یہ بات لی ہے جو شخص ایک مرتبہ مجھ سے درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔ وہ جتنی کثرت کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اتنی ہی زیادہ کر دے گا۔

ابن ابی الدنیا نے سلیمان بن سحیم سے روایت کیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو لوگ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ پر صلوٰۃ وسلام

پڑھتے ہیں کیا آپ سنتے سمجھتے ہیں فرمایا "ہاں" بلکہ میں ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔

امام احمد بن حنبل نے بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں پُر اُمید ہوں "انشاء اللہ" قیامت کے دن زمین کے پودوں اور ڈھیلوں کی تعداد کے مطابق آدمیوں کی شفاعت کروں گا۔

ابو سعید سمعانی نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے تین دن بعد ایک دیہاتی مرقد منورہ پر حاضر ہوا اور قبر مبارک سے لپٹ گیا اور قبر مبارک کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے فرمایا ہم نے آپ کی بات سُنی آپ کو اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہم نے آپ سے سیکھا اسی میں یہ لکھا ہے (اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم (گناہ) کرکے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر استغفار کریں اور آپ بھی اُن کے لیے مغفرت طلب فرمائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا پائیں گے) میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں آپ میرے لیے مغفرت طلب فرمائیں۔ آپ کے مزار مبارک سے آواز آئی تیرا گناہ معاف ہو گیا۔

طبرانی نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن درود شریف کی مجھ پر کثرت کرو۔ وہ حاضری کا دن ہے۔ فرشتہ کثرت سے حاضر ہوتے ہیں۔ مجھے درود پہنچاتے ہیں۔ ایسا کوئی بندہ نہیں جو مجھ پر درود پڑھے مگر اس

کی آواز مجھے پہنچائی جاتی ہے وہ کسی جگہ بھی ہو۔ ہم نے کہا آپ کی وفات کے بعد بھی آپ ہماری آواز سنیں گے۔ فرمایا "ہاں" اللہ عزوجل نے انبیاء (علیہم السلام) کے اجسام زمین پر حرام فرما دیئے ہیں وہ محفوظ رہتے ہیں۔

(ابوداؤد۔ نسائی۔ ابونعیم۔ ترمذی)

ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور حسن کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور آپ قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا ان شاء اللہ تعالیٰ میں شفاعت کروں گا۔ میں نے عرض کیا میں آپ کو کہاں تلاش کروں۔ آپ نے فرمایا پہلے پل صراط پر تلاش کر۔ میں نے عرض کیا اگر آپ وہاں نہ ملیں تو پھر کہاں تلاش کروں آپ نے فرمایا میزان کے نزدیک۔ میں نے عرض کیا اگر وہاں بھی نہ ملیں تو کہاں تلاش کروں آپ نے فرمایا حوض کوثر کے پاس میں ان تین جگہ پر ہی ملوں گا ان کے سوا کہیں اور نہیں ملوں گا۔ (مواہب لدنیہ)

ابن جوزی نے روایت کیا پل صراط جو بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز ہے اُمتِ محمدیہ کے لیے نصب کیا جائے گا لوگ دیکھ کر آپ کو پکاریں گے وامحمداہ۔ وامحمداہ۔ وامحمداہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم شفاعت کے لیے کمر بستہ ہو کر بارگاہِ ایزدی میں عرض کریں گے یارب ھبلی اُمتی اُمتی میں تجھ سے اپنے لیے کچھ نہیں مانگتا اور نہ اپنی اولاد کے لیے۔ گناہ گارانِ اُمت کی شفاعت کا طالب ہوں تو انہیں بخشدے آپ پل صراط کے پاس ربِّ سَلِّمْ ربِّ سَلِّمْ اے رب تو صحیح وسالم پل صراط سے گزار دے فرماتے ہوں گے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ علیٰ محمد وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ اجمعین۔

روضۂ انور

قبرِ انور کہیے یا قصرِ معلّٰی نور کا
چرخِ اطلس یا کوئی سادہ سا قبہ نور کا

آنکھ مل سکتی نہیں در پر ہے پہرہ نور کا
تاب ہے بے حکم پر مارے پرندہ نور کا

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

ربِ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود
حق تعالیٰ کی منّت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بیحد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں۔ ابن مبارک نے کتاب الزہد میں۔ قاضی اسماعیل بن اسحاق نے فضل الصلوٰۃ علی النبی میں ملنبہ بن وہب سے روایت کیا۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے مزار پاک کی زیارت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ کعب نے کہا ہر صبح بوقتِ فجر ستر ہزار فرشتے آپ کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر اپنے پروں کا سایہ کرتے ہیں اور شام تک درودِ پاک کے ورد میں مشغول رہتے ہیں۔ شام کو دوسرے ستّر ہزار فرشتے نازل ہو کر صبح تک صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہیں اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا جو فرشتے ایک دفعہ حاضر ہوں گے ان کو قیامت تک دوسری مرتبہ حاضری نصیب نہ ہو گی۔ آپ قیامت کے دن جب قبر منور سے باہر تشریف لائیں گے تو ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں ہوں گے۔ وہ آپ پر صلوٰۃ وسلام نچھاور کرتے

ہوں گے۔

دار قطنی نے اپنی سنن میں ابن عمر سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گی۔ دوسری روایت میں ہے فرمایا جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو ایسے ہے جیسے میری زیارت حیات ظاہری میں کی۔

محدث ابو الجوزاد نے روایت کیا ایک دفعہ مدینہ منورہ میں شدید قحط سالی ہوئی تو اہل مدینہ نے اُم المومنین حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی اُم المومنین نے فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور آسمان کے درمیان سے چھت کو کھول دو تاکہ قبر منور اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ رہے۔ اُنھوں نے ایسا ہی کیا فوراً بارش شروع ہو گئی۔ زمین نے سبزہ اُگایا اُونٹ موٹے اور چربیلے ہو گئے۔ اس سال کا نام عام الفتق رکھا گیا۔ (مشکوٰۃ)

مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں اور سب سے پہلے قبر سے نکلوں گا۔ سب سے پہلے شفاعت کروں گا۔ سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہو گی۔ ایک روایت میں ہے سب سے پہلے میری اُمت جنت میں داخل ہو گی۔

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہادیٔ حق بلغ العلیٰ بکمالہ

۱۳ ھ ۹۹

گلشن عشق کشف الدجیٰ بجمالہ

۱۳ ھ ۹۹

جس کے جود حسنت جمیع خصالہ

۱۳ ھ ۹۹

رضوان دمید صلو علیہ وآلہ

۱۳ ھ ۹۹

(محمد اکمل شاہ رضوی)